



اسلامی خلائق و آداب

صدر الشریعہ الامام علامہ محمد امجد علی اعظمی رضی اللہ تعالیٰ

فریدی بک ٹال (پشاور) ۳۸- اردو بازار لاہور

تجربہ سے حاصل ہونے والا سبق
انسان کے لئے سب سے بڑا سبق
انسان کے لئے سب سے بڑا سبق

اسلامی اخلاق و ادب

جن کے اختیار کرنے سے انسانی شخصیت میں
عجیب جاوہریت و لکشی اور دل نوازی پیدا ہو جاتی ہے

صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ
(مصنف بہار شریعت)

— ناشر —

فریدنگہ ٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com



- نام کتاب ✨ اسلامی اخلاق و آداب (مکمل)
- تصنیف ✨ صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ
- مطبع ✨ ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور
- الطبع الاول ✨ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء
- ہدیہ ✨ -/96 روپے

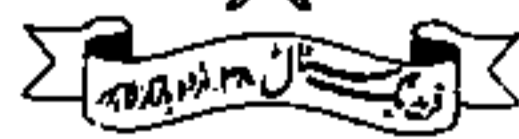
ناشرین

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)
۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر Email:info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com



marfat.com
Marfat.com

مفصل فہرست کتاب

اسلامی اخلاق و آداب

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
	آگے سے کھائے۔	۱۰	کھانے کا بیان	
۲۱	کھانے کے بعد ہاتھ سے چکنائی جوڑالے	۱۶	۱۲ کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کے فضائل	۱
۲۱	کھانے کے وقت جوتے اتار لے	۱۸	۱۳ کھانے سے پہلے کی دعا	۲
۲۱	گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانا عجیبوں کا طریقہ ہے۔	۱۹	۱۵ دہنے ہاتھ سے کھائے پئے	۳
۲۱	تکیہ لگا کر نہ کھائے	۲۰	۱۵ تین انگلیوں سے کھائے	۴
۲۲	حضور کے کھانے کا طریقہ	۲۱	۱۶ کھانے کے بعد ہاتھ اور برتن کو چاٹ لے	۵
۲۲	کھانے کو عیب نہ لگائے	۲۲	۱۶ کھانے اور پانی میں پھونکنا منع ہے	۶
۲۲	ایک کا کھانا دوسرے کے لئے کفایت کرتا ہے	۲۳	۱۶ لقمہ اگر گر جائے تو صاف کر کے کھالے	۷
۲۲	ناپ کر کھانا پکانے میں برکت ہوتی ہے	۲۴	۱۶ روٹی کا احترام کرنا چاہیے	۸
۲۲	کنارہ سے کھائے برتن کے بیچ سے نہ کھائے	۲۵	۱۶ کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھائے	۹
۲۳	تہائی پیٹ بلکہ اس سے بھی کم کھائے۔	۲۶	۱۸ کھانے کے بعد الحمد للہ کہے اور بیجا پڑھے	۱۰
"	کھانے کے لئے کس طرح بیٹھے	۲۷	۱۹ کھانے اور دودھ پیتے کے بعد کی دعا	۱۱
"	جب تک ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے	۲۸	۱۹ جب کھانا اٹھایا جائے دسترخوان سے نہ اٹھے	۱۲
"	دو کھجوریں ملا کر نہ کھائے	۲۹	۱۹ جب ساتھ والے فلک نہ ہوں کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے	۱۳
"	جن کے یہاں کھجوریں ہیں وہ لوگ بھوکے نہیں	۲۹	۲۰ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا	۱۴
۲۴	نچا ہسن نہ کھائے اور پکا ہو تو حرج نہیں	۳۰	۲۰ اکٹھا ہو کر کھانے میں برکت ہے	۱۵
			۲۰ ایک قسم کا کھانا ہو تو ایک جگہ سے اور اپنے	۱۶

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۱	بھوک سے جو شخص آنا کمزور ہو گیا کہ گھر سے نکل نہیں سکتا تو جسے معلوم ہے کھانے کو دے اور سوال کب کر سکتا ہے کب نہیں۔	۲۴	سرکہ اچھا سالن ہے	۳۱
۳۲	کھانے یا پانی میں پاک چیز گر گئی جس سے نہتر ہوتی ہے تو وہ حرام نہیں ہوا۔	۲۴	بھوک اور جھوٹ تج نہ کرے	۳۲
۳۳	روٹی میں اُپلے کا ٹکڑا بٹایا یا پاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا ملا۔	۲۵	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شیخین کے ساتھ ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے انہوں نے ضیافت کی۔	۳۳
۳۳	سزا ہوا گوشت حرام ہے۔	۲۵	چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا منع ہے	۳۴
۳۳	دوسرے کے باغ میں پھل کب کھا سکتا ہے	۲۵	کھانے پینے کی چیز میں کھسی گر جائے تو غوطہ دے کر پھینک دے۔	۳۵
۳۳	باغ سے گرے ہوئے پتے لے سکتا ہے۔	۲۶	بعض صورتوں میں کھانا کھانا قرض ہے۔	۳۶
۳۳	دوست کے گھر سے کوئی چیز کھا سکتا ہے	۲۶	اضطرار کی حالت میں حرام کھا کر پانی کر جان بچائے	۳۷
۳۳	جیکے ناگوار نہ ہو۔	۲۷	انسان کا گوشت کھانا اضطرار میں بھی ناجائز ہے	۳۸
۳۳	چھری سے روٹی نہ کاٹے مگر خالص موتوں میں	۲۷	دو کے طور پر حرام چیز کو کھانا پینا ناجائز ہے۔	۳۹
۳۳	مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ	۲۸	گتھا کھانا چاہیے۔	۴۰
۳۳	نانبائی خیر دیتا ہے پھر اتنا ہی آمان نکال لیتا ہے یہ جائز ہے۔	۲۸	ریاضت کے طور پر تقییل غذا	۴۱
۳۳	چندہ کر کے کھانا پکھلایا یا اپنی چیزیں ملا کر کھائیں۔	۲۸	کھانا کھا کرتے کر ڈانا	۴۲
۳۳	کھانے کے بعد خلل کرنا	۲۸	طرح طرح کے میوے اور کھانے کھانا	۴۳
۳۵	پانی پینے کا بیان	۲۸	سیر ہو کر کھانے میں غلبہ شہوت ہو تو غذا میں کمی کر	۴۴
۳۵	تین سانس میں پانی پئے	۲۹	کھانے کے آداب و سنن	۴۵
		۳۰	دستر خوان پر جو ٹکڑے ریزے جمع ہوئے انہیں کیا کرے۔	۴۶
		۳۱	کھانے کے لئے دوسروں کو پوچھنا	۴۷
		۳۲	بٹھے کی چیز حاجت کے وقت باپے سکتا ہے	۴۸

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲	برتن میں سانس لینا اور پھونکنا منع ہے	۲۰	سبیل کا پانی اور مسجد کے ستھائے کے پانی کا نام	۲۵
۳	برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی نہ پئے	۲۱	مسجد کے ٹوٹے گھر نہ لے جائے۔	۲۵
۴	مشک کے دبانہ کو موڑ کر نہ پئے	۲۱	وضو کا بچا ہوا پانی پھینکنا ناجائز ہے	۲۱
۵	کھڑا ہو کر پانی نہ پئے	۲۱		۲۶
۶	آب زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا بہتر ہے۔	۲۱	ولیمہ و ضیافت کا بیان	۲۶
۷	پرائی مشک کا باسی پانی	۱	ولیمہ کے فضائل اور وہ کتنا ہو	۲۶
۸	دودھ کی لسی پینی	۲	دعوت کو قبول کرنا چاہئے اور ولیمہ میں	۲۶
۹	داہنے والے کو مقدم کرو	۳	اگر مالدار بلائے جائیں غریبوں کو نہ پوچھا جائے یہ برا ہے۔	۲۶
۱۰	حریر و دیباچ پینے اور سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے کی ممانعت ہے	۳	پہلے دن کا کھانا ناحق ہے دوسرے دن کا سنت تیسرے دن کا سمعہ	۲۶
۱۱	پینے کی چیز شیریں ٹھنڈی پسند ہے	۴	جو تفاعل کے طور پر دعوت کرے اسکے یہاں کھائے	۲۶
۱۲	پیٹ کے بل جھاک کر پانی میں مونہہ ڈال کر پینا منع ہے۔	۵	دو شخص دعوت کریں تو کس کی دعوت قبول کرے	۲۶
۱۳	اور رات میں برتن کو ہلا کر پئے جبکہ ڈھکانہ ہو	۶	جب کسی شخص کے ساتھ دوسرا شخص بغیر بلائے دعوت میں چلا جائے تو ظاہر کر دے	۲۶
۱۴	ہاتھ سے پانی پینا	۷	فاسقوں کی دعوت قبول کیے یا نہ کیے	۲۶
۱۵	ساتی سب کے بعد پئے	۸	مومن کو چاہئے کہ وہاں کا اکرام کرے	۲۶
۱۶	پانی چوس کر پئے زیادہ مفید ہے	۹	پڑوسی کو ایذا نہ دے صلہ رحمی کرے۔	۲۶
۱۷	پانی اور نمک اور آگ کوئی ملنگے تو دنیا ہی چاہئے اور ان کے دینے کا ثواب	۹	وہاں کو حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ ٹھہرے	۲۶
۱۸	پانی پینے کے آداب	۱۰	سنت یہ ہے کہ وہاں کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔	۲۶
۱۹	لٹے کی ٹوٹی اور صراحی میں مونہہ نگا کر پانی پئے	۱۱	ولیمہ کی تعریف اور احکام اور دوسری دعوتوں کے احکام	۲۶

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	
۴۵	سونے چاندی کے سوا دوسری دھاتوں کے برتن جائز ہیں مگر مٹی کے برتن افضل میں اور تانبے پتلے کے برتن پر قلعی ہو۔	۵	۴۵	۱۲	جہاں دعوت ہے وہاں لہو و لعاب ہے تو جلے یا نہ جائے کیا کرے
۴۹	حس چیز میں سونے چاندی کا کام ہو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں	۶	۴۶	۱۳	جو لوگ ایک دسترخوان پر کھاتے ہوں انہیں ایک شخص کوئی چیز دوسرے کو دے سکتا ہے یا نہیں
۵۰	حد کی فرشی اور نیچے کی موٹھ نال اور چھری کی موٹھ ناجائز ہے	۷	۴۷	۱۴	صاحب خانہ کے پیہ یا خادم کو اس کھانے میں سے دے
۵۰	کرسی اور تخت میں اور رکاب و گام اور دھچی میں سونے چاندی کا کام سونے چاندی کا مٹیخ برتن پر جائز ہے	۸	۴۸	۱۵	کھانا ناپاک ہو گیا تو پائگل یا بچہ یا حلال جانور کو نہ کھلائے۔
۵۰	تلوار کے قبضہ اور چھری کے دستہ پر کام کپڑے پر سونے چاندی کے حروف ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا ہونے کے مادے سے جوڑ سکتے ہیں	۹	۴۹	۱۶	جہاں و میزبان کو کیا کرنا چاہیے
۵۱	خبر کہاں معتبر ہے	۱۰	۴۸	۱۷	ایسے دعوت یا بدیہ قبول کرنا جس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کا مال ہو
۵۱	خبر نامعتبر ہے	۱۱	۴۸	۱۸	مدیون کی دعوت قبول کرے یا نہ کرے
۵۱	معاظت میں کافر کی خبر اس وقت معتبر ہے کہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہے	۱۲	۴۸	ظروف کا بیان	
۵۲	کافر نے خبر دی کہ یہ جانور مسلم نے ذبح کیا ہے یا نہیں	۱۳	۴۸	۱	سونے چاندی کے ہر قسم کے برتن کو استعمال کرنا مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز
				۲	ان کی سرمدانی سلامی قلم و دوات گھڑی کے کیس آئینہ کا مٹیخ میز کرسی چائے کے برتن یہ سب چیزیں ناجائز ہیں
				۳	سونے چاندی کے ظرف و دیگرہ مکان کو سجا سکتا ہے
				۴	بچوں کی رسم اللہ کے موقع پر سونے چاندی کی تختی قلم و دوات لاتے ہیں چونکہ یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں جائز ہیں۔

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۶	۲۱	۲۶	۲۶	۲۶
۲۸	۲۲	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۳	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۲۴	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۲۵	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۲۶	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۲۷	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۲۸	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۲۹	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۰	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۱	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۲	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۳	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۳۴	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۳۵	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۳۶	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۳۷	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۳۸	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۳۹	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۰	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۱	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۲	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۳	۴۹	۴۹	۴۹

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۸۸	ارترا کر چلنے والا زمین میں دھنسا دیا گیا	۲۱	۸۵	۵ جو اٹھ کر گیا اور پھر آیا تو اس جگہ کا وہی تھا
۸۸	دو عورتوں کے بیچ میں مرد کو نہ چلنا چاہیے	۲۲	۸۵	۶ جب آنے کا ارادہ ہو تو اپنی کوئی چیز
۸۸	قبیلوہ مستحب ہے	۲۳	۸۵	۷ وہاں چھوڑے
۸۹	سونے کے آداب و مکروہات	۲۴	۸۵	۸ دو شخصوں کے درمیان میں بغیر اجازت بیٹھے
۸۹	عشاکے بعد بات کرنے کے احکام	۲۵	۸۵	۹ اپنے بھائی کے لئے جگہ دے اور سر کھائے
۸۹	دو مرد یا دو عورتوں کو ایک کپڑا اور سر	۲۶	۸۵	۱۰ احتیاب کرنا اور چار زانو بیٹھنا
۸۹	کر برہنہ سونا منع ہے	۲۷	۸۶	۱۱ دھوپ میں تھا دھوپ ہٹ گئی کچھ سا کچھ
۸۹	لڑکا اور لڑکی جب دس برس کے ہوں تو	۲۸	۸۶	۱۲ دھوپ سب سے ہٹ جائے
۹۰	انکو علیحدہ سلا یا جائے	۲۹	۸۶	۱۳ بائیں ہاتھ کو بیٹھ پر رکھ کر داہنے ہاتھ کی گدی
۹۰	میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئیں تو	۳۰	۸۶	۱۴ پڑیک دیکر بیٹھنا منع ہے
۹۰	دس برس کے بچے کو اس پر نہ سلائیں	۳۱	۸۶	۱۵ جب کسی مجلس میں جائے تو جہاں مجلس ختم ہو
۹۰	راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین پر چل سکتا ہے یا نہیں	۳۲	۸۶	۱۶ وہاں بیٹھے
۹۰	دیکھنے اور چھونے کا بیان	۳۳	۸۶	۱۷ مجلس سے اٹھنے کے وقت کی دعا
۹۲	عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی	۳۴	۸۶	۱۸ جس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر ہو نہ درود
۹۲	اور جاتی ہے	۳۵	۸۶	۱۹ پڑھیں تو نقصان ہے
۹۲	جب کسی عورت کو دیکھ کر میلان پیدا ہو تو	۳۶	۸۶	۲۰ جو تا آٹا کر بیٹھے
۹۲	کیا کرے	۳۷	۸۶	۲۱ چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھے یا نہ رکھے
۹۲	اچانک نظر پڑ جائے یہ معاف ہے مگر فوراً	۳۸	۸۶	۲۲ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح بیٹھے تھے
۹۲	ہٹانے	۳۹	۸۶	۲۳ پیٹ کے بل بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے
۹۳	مواضع ستر کی حفاظت	۴۰	۸۸	۲۴ جس چھت پر روک نہ ہو اس پر نہ لیٹے
۹۳	اجنبیہ کے ساتھ تنہائی جائز نہیں	۴۱	۸۸	۲۵ عصر کے بعد نہ سوئے اور تنہا مکان میں
				۲۶ نہ سوئے

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۶	جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس تنہائی میں نہ باتے	۱۸	عورت صبا کو اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے اور مسلمان کا فرہ سے بچائے	۹۲
۷	دیور موت ہے یعنی اس سے بھی پردہ کرے	۱۹	عورت مرد کو دیکھ سکتی ہے یا نہیں	۹۲
۸	برہنہ ہونے سے بچو اور زبان کو چھپاؤ	۲۰	عورت مرد اپنی کے جسم کو برہنہ نہ چھوئے	۹۲
۹	نہ مرد مرد کے ستر کی جگہ کو دیکھے نہ عورت عورت کے ستر کی جگہ کو دیکھے	۲۱	مرد اپنی عورت اور باندی کے تمام اعضا کو دیکھ سکتا ہے اور چھو سکتا ہے	۹۲
۱۰	اور نہ مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت عورت کے ساتھ	۲۲	میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں تو محارم اجازت لیکر آ سکتے ہیں	۹۲
۱۱	ازواج و عورتوں کے لئے حکم تھا کہ وہ مردوں کی طرف نظر نہ کریں۔	۲۳	اس طرح جماع نہ کرے کہ لوگوں کو اس کا علم ہو جائے	۹۲
۱۲	کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے دوسری کے حسن جمال وغیرہ بیان نہ کرے	۲۴	محارم کے کونے اعضا کی طرف نظر نہ کر سکتا ہے	۹۲
۱۳	جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو اسے دیکھ سکتا ہے۔	۲۵	اپنی ماں کے پاؤں دبا سکتا ہے قدم کو بوسہ دے سکتا ہے یہ ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا	۹۲
۱۴	کوئی شخص موضع ستر کو کھولے ہو اسے کس طرح مسح کیا جائے	۲۶	محارم کے ساتھ سفر و خلوت جائز ہے	۹۲
۱۵	بہت چھوٹے بچے کے کسی حصہ جسم کو چھپانا فرض نہیں	۲۷	کنیز کو خریدنا ہو تو اس کے بعض اعضا کو دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔	۹۵
۱۶	لڑکا جب مراہق ہو اس کو دیکھنے اور چھونے کا کیا حکم ہے۔	۲۸	ایضبیہ کے چہرہ اور دستھیلی کو دیکھ سکتا ہے چھونے کی اجازت نہیں	۹۵
۱۷	عورت دوسری عورت کے کس حصہ جسم کو دیکھ سکتی ہے۔	۲۹	چھوٹی لڑکی جو مشہداتہ نہ ہو اس کو دیکھنا چھونا جائز ہے	۹۵
		۳۰	نوکرانی کی کلانی اور دانتیل کی طرف نظر جائز ہے	۹۶

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۱۰۱	دیکھنا ناجائز ہے	۲۰	۹۹	۳۱
۱۰۱	عورت کی دائرہ موٹھ نکل آئے تو بالوں کو نوح ڈالے۔	۲۱	۹۹	۳۲
۱۰۱	اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت ناجائز ہے اور محارم کے ساتھ جائز ہے۔	۲۱	۹۹	۳۳
۱۰۲	مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا	۲۱	۹۹	۳۴
۱۰۳	اجازت حاصل کرنے کیلئے تین مرتبہ سلام کرے	۱	۱۰۰	۳۵
۱۰۳	جب آدمی بھیجا بلایا گیا تو بعض صورتوں میں اجازت لینے کی ضرورت نہیں	۲	۱۰۰	۳۶
۱۰۳	اپنی ماں کے پاس جائے جب بھی اجازت مانگے	۳	۱۰۰	۳۷
۱۰۳	اجازت مانگنے سے پہلے سلام کرے	۴	۱۰۰	۳۸
۱۰۵	دروازہ پر سامنے نہ کھڑا ہو بلکہ ہتھ بٹ کر کھڑا ہو	۵	۱۰۰	۳۹
۱۰۵	کسی کے مکان میں جھانکنے کی ممانعت کسی کے یہاں جائے تو کیا کرے	۶	۱۰۰	۴۰
۱۰۵	آواز دی اور مکان والے نے کہا کون تو جواب میں اپنا نام بتائے اگر اجازت نہ ملے تو راض نہ ہونا چاہیے	۸	۱۰۰	۴۱
۱۰۶	جس مکان میں کون نہ ہو وہاں جائے تو کیلئے آئیوے نے بغیر سلام کئے بات چیت شرعی	۹	۱۰۰	۴۲
		۱۰		۴۳
				۴۴
				۴۵
				۴۶
				۴۷
				۴۸
				۴۹
				۵۰

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر
۱۳۲	ناجا تڑپے	۱۱	چھینک کے وقت سر جھکالے اور آواز پست کرے	۷
۱۳۲	روٹی گوشت کا زرخ مقرر ہے اور بائع نے کم دیا خریدار کو بعد میں معلوم ہو اگر کم ہے تو کن پوری کرا سکتا ہے	۱۲	چھینک کو بدفالی تصور کرنا جہالت ہے	۸
۱۳۲	لوہے پتیل وغیرہ کی انگوٹھی یا زیور کو بیچنا منع ہے اس طرح ایئر کنکھانے والے کے ہاتھ بیچنا	۱۳	خرید و فروخت کا بیان	۱۳۰
۱۳۳	کافر نے شراب بیچ کر مسلم کا دین ادا کیا تو دینا جائز ہے اور مسلم نے شراب کے ثمن سے دین ادا کیا تو لینا ناجائز ہے	۱۴	گوہر اور پافانہ کی بیع کا کیا حکم ہے	۱
۱۳۳	رند یوں کہے جس جو حرام مال آیا اس کو دین یا کسی مطالبہ میں نہیں لے سکتا یونہی مورث کا حرام مال ورثہ نہیں	۱۵	ایک شخص دوسری چیز کو بیع کرتا ہے تو خرید سکتا ہے یا نہیں	۲
۱۳۳	پنساری کے پاس روپیہ رکھ دیا کہ سو سے میں گنتا رہے گا یہ منع ہے	۱۶	مشترک چیز بیچی ہو تو شریک کو مطلع کرنے	۳
۱۳۳	احتکار کی ممانعت اور اس کی صورتیں اور احکام	۱۷	بازار والے ایسوں سے مال خریدتے ہوں جن کا غالب مال حرام ہے تو ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں	۴
۱۳۴	چیزوں کا زرخ مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں	۱۸	تجارت میں مشغولی کے سبب فیرض ترک کرے	۵
۱۳۵	قرآن مجید پڑھنے کے فضائل	۱۹	نجس پٹے کی بیع	۶
۱۳۹	سورہ فاتحہ کے فضائل	۲۰	بائع کو ثمن سے کچھ زیادہ دیا اور رُوکھ لینے کا حکم	۷
۱۴۰	سورہ بقرہ آل عمران و آیتہ الکرسی کے فضائل	۲۱	ایسی چیز جو جلد خراب ہو جاتی ہے خریدی اور مشری غائب ہو گیا تو بائع اس کو دوسرے کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے	۸
۱۴۱	سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے فضائل	۲۲	بیمار کی دوا وغیرہ اس کی بغیر اجازت خرید سکتا ہے	۹
			گیہوں میں دھیل ملانا یا دودھ میں پانی ملانا	۱۰

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	
۱۴۶	کون کتاب اوپر ہو اور کون نیچے	۶	۱۴۴	سورہ کہف کے فضائل	۴
"	قرآن مجید برکت کے لئے گھر میں رکھنا بہتر ہے	۷	۱۴۲	سورہ طہ و نیس کے فضائل	۵
"	مصحف شریف کی نو میں کفر ہے	۸	۱۴۳	خم المؤمن و خم الدخان و الم منزلی و تبارک کے فضائل	۶
۱۴۷	جس گھر میں قرآن مجید ہو اس میں نبی بی سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں	۹	۱۴۴	سورہ واقعہ و اذا زلزلت و سورہ تکوین	۷
"	سلاوت و اذان میں آواز اچھی ہونی چاہیے اور قواعد تجوید کی مراعات کرے	۱۰	۱۴۵	سورہ حشر کے فضائل	۸
۱۴۸	موسیٰ سے بچے	۱۱	۱۴۵	قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کرنا ناجائز ہے	۹
"	قرآن مجید کو معروف قرأت سے پڑھا جائے	۱۲	۱۴۵	مصحف شریف کی کتابت پر اجرت لینا جائز ہے	۱۰
"	قرآن مجید کو بند کر کے رکھنا ہونا چھوڑے	۱۳	۱۴۵	قرآن مجید اور کتابوں کے آداب	۱۱
"	اس کی طرف نہ پیٹھ کرے نہ پاؤں اور جردان و غلاف میں رکھے	۱۴	۱۴۵	قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا	۱۲
"	قلم کا تراشا اور مسجد کے گھاس کوڑے کو کہاں ڈالے	۱۵	۱۴۵	اس میں اعراب لگانا وقف و غنیمت کی علامتیں لکھنا سورتوں کے نام اور آیتوں کی تعداد لکھنا اور اس کے ساتھ توجہ چاہنا جائز ہے	۱۳
"	جس کا نذر پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اس کی پڑیا نہ بنائے	۱۶	۱۴۵	تاریخ کے اوراق کا قرآن مجید و تفسیر وقف کی کتابوں پر غلاف لگا سکتے ہیں	۱۴
۱۴۸	آداب مسجد و قبلہ	۱۷	۱۴۶	قرآن مجید کی کتابت طباعت کاغذ سے اچھا ہونا چاہیے	۱۵
"	مسجد کو منقش کرنا اس پر چاندی سونے کا پانی چڑھانا جائز ہے	۱	۱۴۶	قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے	۱۶
۱۴۸	مسجد کی دیواروں میں گچ یا پلاسٹر کرنا جائز ہے	۲	۱۴۶	قرآن مجید پڑھنا بوسیدہ ہو جائے تو دفن کر لینا	۱۷

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۵۹	۸ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا تاجائز ہے	۱۴۸	۳ مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس چٹائیاں اور جاناز استعمال میں آئیں
۱۵۹	۹ علاج نہیں کرایا اور مرگیا تو گنہگار نہیں	۱۴۸	۴ مسجد میں سونا اور کھانا کر وہ ہے مگر تکلف کے لئے
۱۵۹	۱۰ حمل کی حالت میں عورت نہ قصد کھلوائے اور بچنے لگوائے	۱۴۸	۵ مسجد کو راستہ نہ بنائے
۱۶۰	۱۱ بچھا کن مارخیوں میں ہونا چاہئے	۱۴۹	۶ مسجد میں تعویذ بیچنا تاجائز ہے اور نکاح پڑھوانا جائز
۱۶۰	۱۲ شراب کا استعمال خارجی علاج میں بھی تاجائز ہے	۱۴۹	۷ مسجد کے آداب و مکروہات
۱۶۰	۱۳ انگلی میں پٹا باندھنا یا درم پڑھنی یا روٹی باندھنا تاجائز ہے	۱۵۱	عیادت و علاج کا بیان
۱۶۰	۱۴ غل دینا تاجائز ہے اور اگر نظر کرنے یا چھونے کی ضرورت ہو تو یہ بھی جائز	۱۵۲	۱ علاج کے متعلق حدیثیں
۱۶۰	۱۵ دوا سے یہوش کرنا تاجائز ہے	۱۵۲	۲ جھاڑ پھونک کرنے میں حرج نہیں خصوصاً نظر بڑا اور زہریلے جانور کے کلاٹے میں گر جبکہ اس میں تاجائز الفاظ ہوں
۱۶۱	لہو و لہب کا بیان	۱۵۳	۳ مرض کا مستعدی ہونا اور صفر کو منحوس جاننا اور بد حالی لینا یہ سب غلط ہیں اور قابل حسن اچھی چیز ہے
۱۶۲	۱ سب کھیل باطل ہیں سوا تین کے	۱۵۴	۴ بدشگون سے بچنے کی دعا
۱۶۲	۲ لڑکیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت ہے	۱۵۴	۵ جہاں طاعون ہو وہاں نہ جائے اور جہاں یہ ہے وہاں ہو جائے تو نہ بھاگے
۱۶۳	۳ نوبت بجانا ایک خاص صورت میں جائز ہے	۱۵۰	۶ عیادت کے مسائل
۱۶۳	۴ عید کے دن اور شادی میں دت بجانا جائز ہے	۱۵۸	۷ علاج کے مسائل
۱۶۳	۵ حمام کا بگل اور رمضان میں سحری کا تقارہ اور کارخانہ یاریل گاڑی کی سیٹی جائز ہے	۱۵۸	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۱	تعریف کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں	۷	۱۴۳ گنجف چوسر شطرنج وغیرہ سب کھیل باطل ہیں	۶
۱۴۲	زبان کو روکنا اور گالی		۱۴۳ ناچنا تالی بجانا ستار ہارنومیم وغیرہ باحیبا	۷
	گلوچ چغلی سے پرہیز کرنا		۱۴۴ بجانا حرام	
			۱۴۴ مزامیر کے ساتھ توالی ناچنا ہے	۸
۱۴۲	زبان اور شرمگاہ کی حفاظت	۱	۱۴۴ کبوتر بازی اور جانوروں کو لڑانا حرام ہے	۹
۱۴۵	لسن و طعن کی ممانعت و قباحت	۲	۱۴۵ آم کے زمانہ میں نوروز کو جانا جائز ہے	۱۰
	جو کافر و فاسق نہ ہو اسے کافر و فاسق	۳	۱۴۵ کشتی لڑنا جائز ہے اگر ستر پوشی کے	۱۱
۱۴۶	کہنے کی حرمت		۱۴۵ ساتھ ہو	
۱۴۶	جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا	۴	۱۴۵ ہنسی مذاق بعض صورتوں میں جائز ہے	۱۲
۱۴۷	غش گوئی سے بچو	۵		
۱۴۷	دہرا اور زمانہ کو بُرا نہ کہو	۶	۱۴۵ اشعار کا بیان	۱
۱۴۸	جو سب کو بُرا کہے وہ خود سب بُرا ہے	۷		
۱۴۸	دورِ خا آدمی بہت بُرا ہے	۸	۱۴۵ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی	۱
۱۴۸	چغلی کی قباحت	۹	۱۴۵ اشعار پڑھنا جائز بھی ہے اور ناچنا بھی	۲
۱۴۸	غیبت کی مذمت میں حدیثیں	۱۰		
۱۸۱	غیبت کے روکنے کی فضیلت	۱۱	۱۴۸ جھوٹ کی برائی میں چند حدیثیں	۱
۱۸۲	کسی کو عار دلانا اور شہانت	۱۲	۱۴۸ تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے	۲
۱۸۲	بعض لوگوں کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے	۱۳	" توریہ بلا حاجت جائز نہیں	۳
	تعریف میں مبالغہ کرنے اور موت پر تعریف	۱۴	" اچھا حق کے لئے توریہ جائز ہے	۴
۱۸۳	کرنے کی ممانعت		۱۴۸ جھوٹ بولنے کے مواقع	۵
۱۸۳	فاسق کی مدح سے ممانعت	۱۵	۱۴۸ جس قسم کا مبالغہ عادت میں جاری ہے وہ	۶
۱۸۳	غیبت کی تعریف اور اس میں در بہتان میں فرق	۱۶	۱۴۸ جھوٹ نہیں	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	
۱۸۸	حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور معصفتین پر جرح کرنا غیبت نہیں	۲۹	۱۸۴	جس سے ضرر کا اندیشہ ہے اس کی یہ بات ظاہر کرنی جائز ہے
۱۸۸	صراحت اور تعریفی دونوں طرح غیبت ہوتی ہے زبان سے اور ہاتھ پاؤں اور سراہرو کے اشارے سے بھی غیبت ہوتی ہے	۳۰	۱۸۵	بد مذہب کی برائی کرنا غیبت نہیں
۱۸۸	نقل کرنا بھی غیبت ہے	۳۱	۱۸۵	بیٹے کی بری بات اس کے باپ سے کہنا اور عورت کی شوہر سے اور رعایا کی بادشاہ سے تاکہ لوگ انسداد کریں یہ جائز ہے
۱۸۹	جس کی برائی کی اس کا نام نہیں لیا مگر قرآن سے مخاطب کو معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص مراد ہے یہ بھی غیبت ہے کافر ذمی کی برائی کرنا غیبت ہے حربی کی برائی کرنے میں غیبت نہیں	۳۲	۱۸۵	کسی کی برائی افسوس کے طور پر بیان کرنا غیبت نہیں
۱۸۹	موت پر برائی کرنا بھی حرام ہے	۳۳	۱۸۶	کسی بستی یا شہر والوں کی برائی کرنا غیبت نہیں
۱۹۰	وہ عیوب جن کے بیان کرنے میں غیبت ہوتی ہے	۳۴	"	غیبت چار قسم کی ہے
۱۹۰	جس کے سامنے غیبت کی جائے اس پر لازم ہے کہ منع کر دے یا وہاں سے چلا جائے	۳۵	"	فاسق ملعون کی برائی کرنا غیبت نہیں
۱۹۰	جس کی غیبت کی اس معافی مانگے اور توبہ کرے	۳۶	"	جس سے مشورہ لیا جائے وہ اس کی برائی بیان کر سکتا ہے جس کے متعلق مشورہ ہے
۱۹۱	بہتان میں بھی معافی مانگے اور توبہ کرے اور جن کے سامنے بہتان باندھا ان کے سامنے اپنی تکذیب کرے	۳۷	۱۸۷	بد مذہب اپنی بد مذہبی چھپائے یا ظاہر کرے دونوں صورتوں میں اس کا اظہار کیا جاسکتا ہے
۱۹۱	معافی مانگنے میں یہ بھی ضرور ہے کہ ایسا کام کرے کہ اس کے دل سے برائی دور ہو جائے	۳۸	۱۸۷	ظالم کی شکایت حاکم یا مفتی کے پاس کرنا غیبت نہیں
۱۹۱	ظاہری اور ناشی معافی کوئی چیز نہیں	۳۹	"	بسیح کا عیب بیان کرنا غیبت نہیں
				اگر برائی سے مقصود معرفت ہو برائی نہ ہو تو غیبت نہیں

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۲	صلہ رحم سے عمر زیادہ ہونے کا مطلب	۵	جسکی غیبت کی وہ مرگیا یا ناب ہو گیا تو کیا کرے	۲۰
۲۱۳	اولاد پر شفقت و سیامی پر رحمت		بہم طور پر معافی مانگنا کافی ہے یا نہیں	۲۱
۲۱۳	۱۔ لڑکیوں پر مہربانی کرنا	۱	معذرت کے ساتھ مصافحہ ہی معافی مانگنے کے حکم میں ہے	۲۲
۲۱۳	۲۔ یتیموں پر مہربانی کرنا	۲	مونہ پر یا پٹھیر پیچھے تعریف کی صورتیں	۲۳
۲۱۵	۳۔ اولاد کو ادب سکھانا	۳		
۲۱۵	۴۔ اولاد کے ساتھ عطیہ میں برابری کرے	۴		
۲۱۴	پڑوسیوں کے حقوق		بغض و حسد کا بیان	۱۹۳
۲۲۰	۱۔ چھت پر چڑھنے سے دوسروں کی بے پروگی ہوگی تو نہ چڑھے	۱	۱۔ حسد کی بُرائی میں حد نہیں	۱۹۲
۲۲۰	۲۔ پچھیت میں مٹی لگانے کیلئے دوسرے کے مکان میں اجازت سے جائے	۲	۲۔ بغض و عناد کے متعلق حد نہیں	۱۹۳
۱۲۱	مخلوق خدا پر مہربانی کرنا		۳۔ حسد کے معنی اور حدیث بخاری کا مطلب	۱۹۵
۲۲۲	نرمی حیا و خوبی اخلاق کا بیان		ظلم کی مذمت	۱۹۶
۲۲۲	۱۔ نرمی میں خوبیاں	۱	غصہ اور تکبر کا بیان	۱۹۷
۲۲۵	۲۔ حیا کے متعلق حدیں	۲	ہجران و قطع تعلق کا بیان	۲۰۰
۲۲۵	۳۔ حسن خلق کی حدیں	۳	سلوک کرنے کا بیان	۲۰۱
۲۳۶	اچھی بُری صحبت		۱۔ ملا باپ کے ساتھ سلوک اور انکی خدمت کرنا	۲۰۳
۲۳۸	اللہ کے لئے دوستی و دشمنی کا بیان		۲۔ بڑے بھائی کا حق ارشہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا	۲۰۸
			۳۔ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام۔ رشتہ والوں سے مراد کون لوگ ہیں	۲۱۱
			۴۔ صلہ رحم کی صورتیں	۲۱۱

نمبر	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۲۳۶	تاک کے بال نہ اکھاڑے	۱۶	حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا	۲۳۱
"	جنابت کی حالت میں نہ حجامت بنوائے	۱۷	پانچ چیزیں فطرت سے ہیں	۲۳۱
"	نہ ناخن تراشے	۱۸	موت چالیس دن ہے	۲۳۱
"	بھوڑوں کے بال ترشوا سکتا ہے	۱۸	سنید بال : اکھاڑو	۲۳۲
"	بچی کے اغل نبل کے بال مونڈنا بدعت ہے	۱۹	بغیر حجامت گردن کے بال نہ مونڈائے	۲۳۲
"	موت چالیس دن ہے	۲۰	قرع یعنی متعدد جگہ سے سر مونڈانا اور جگہ جگہ	۲۳۲
"	بال بڑے ہو سکتے ہیں	۲۰	جھوڑ دینا منع ہے	۲۳۲
۲۳۷	دارمی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جائز ہے	۲۱	سر کے بال بڑے نہ ہوں اور نہ تہبید تیا ہو	۲۳۲
"	دارمی مونچھوں میں طرح طرح کی تراشیں نہیں	۲۲	عورت کو سر مونڈانا منع ہے	۲۳۲
"	دارمی کا مذاق اڑانا بہت سخت حکم رکھتا ہے	۲۳	بالوں میں مانگ نکالے سیدھے بال نہ رکھے	۲۳۲
"	مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال مونڈائے یا	۲۴	ناخن ترشوانا اور اس کا طریقہ	۲۳۲
"	بڑھائے تو حلال ہے بچے نہ ہوں	۲۴	دانتوں سے ناخن نہ کھلکے	۲۳۲
"	سنید بال اکھاڑنا یا چروانا کر وہ ہے گر	۲۵	مجاہد دار الحرب میں مونچھیں اور ناخن بٹھے	۲۳۲
۲۳۸	مجاہد کے لئے	"	رکھے	۲۳۲
"	سر پر پان بنوانا جائز ہے مگر غلات سنت ہے	۲۶	ہر جسم کو ناخن وغیرہ تراشے یا پندرہ دن پر	۲۳۲
"	پیشانی کو خطا کی طرح بنوانا غلات سنت ہے	۲۷	اور چالیس روز سے تجاوز نہ کرے	۲۳۲
"	گردن کے بال سر کے ساتھ مونڈائے	۲۸	بنا ناصات مستحقر رہنا موئے زیر ناصات	۲۳۲
"	بغیر اس کے نہیں	"	مونڈنا	۲۳۲
"	سر پر بالوں کا کچا رکھنا تقلید نصاریٰ ہے	۲۹	نبل کے بال اکھاڑنا سنت ہے	۲۳۲
۲۳۹	قیچی یا مشین سے سر کے بال ترشوانا	۳۰		۲۳۲
"	عورت سر کے بال ترشوائے ناجائز ہے	۳۱		۲۳۲
"	بال اور ناخن دفن کر دے	۳۲		۲۳۲

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۳۳	خضاب کرنا چاہیے مگر سیاہ خضاب بگڑنے لگائے	۶	۲۳۹ سر میں جو مٹی پڑ گئیں بال مونڈائے انہیں بھی دفن کر دے۔
۲۳۴	بال طمانیہ والی اور طوانے والی اور گوٹنے والی اور گودوانے والی اور بالوں کو نچکرا کر خوبصورت کرنا والی اور دانتوں کو ریت کرنا خوبصورت کرنا والی پر ہمت آئی	۷	۲۴۰ ختنہ کا بیان
۲۳۵	اولن یا سیاہ کپڑے یا سیاہ تلگے کا سرباب بنا نا جائز ہے کلاود بدرجہ اولیٰ جائز	۸	۲۴۰ ختنہ کی مدت
۲۳۷	لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز اور لڑکوں کے نا جائز	۹	۲۴۰ ختنہ میں پوری کھال نہیں کٹی تو کیا کرے
۲۳۸	عورتوں اور لڑکیوں کو ہندی لگانا جائز ہے اور لڑکوں کو نا جائز ہے	۱۰	۲۴۰ پیدائشی ختنہ کی کھال نہ ہو تو ختنہ نہ کرائی جائے
۲۳۹	عورتیں اپنی چڑیوں میں پرت اور سونے کے دانے لگا سکتی ہیں	۱۱	۲۴۰ کافر اسلام لایا تو ختنہ کس طرح ہو
۲۴۰	سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد زینت مکر کو کر دہے	۱۲	۲۴۱ بچہ کی ختنہ کون کرائے
۲۴۱	مکان کو غیر ذی روح کی تصویر آراستہ کر سکتے ہیں	۱۳	۲۴۱ عورتوں اور لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا
۲۴۲	گرہیوں میں شس اور جو اسے کٹی ٹھیلیاں جائز ہیں	۱۴	۲۴۱ انسان کو خسی یا بھیرا کرنا حرام ہے جانوروں کو خسی کرنا جائز ہے جبکہ مقصد صحیح ہو
۲۴۳	ایک شخص سواری پر ہے اور ساتھ والے پیدل اگر اس سے بے کبر مقصود نہ ہو تو جائز ہے	۱۵	۲۴۱ خسی غلام سے خدمت لینا منع ہے
۲۴۴	نام رکھنے کا بیان		۲۴۱ گھوڑی کو گدھے سے گاجن کرنا جائز ہے
۲۴۵	اچھے نام رکھنا اور اچھے ناموں کو لوگوں کو پکارنا		۲۴۲ زینت کا بیان
۲۴۶			۲۴۲ تیل اور خوشبو لگانا دھوئی لینا
۲۴۷			۲۴۲ گنگھا کرنا سرمہ لگانا
۲۴۸			۲۴۲ عورتیں ہندی لگائیں تخت کو حضور نے شہر بدر کر دیا
۲۴۹			۲۴۲ اللہ تعالیٰ نفاق کو پسند کرتا ہے
			۲۴۲ اللہ کو جمال پسند ہے جمال اور تکبر میں فرق

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹۰	مخلل کے داخل کرنے کی صورتیں	۲	انبیاء علیہم السلام اور صحابین کے ناموں پر	۲
۲۹۱	آگے ہونے کا کیا مطلب ہے	۳	نام رکھنا	۲۴۹
•	طلبہ نے یہ شرط کی کہ جس کی بات صحیح ہو اس کو یہ دیا جائے گا	۴	اگر کسی کا نام محمد ہو تو اس کی کنیت بولنا	۳
•	طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ درس گاہ میں جو پہلے آئیگا	۵	ہو سکتی ہے یا نہیں	۲۵۰
•	اس کا سبق پہلے ہوگا	۲۵۱	محمد و احمد نام کے فضائل	۴
۲۹۱	کسب کا بیان	•	جس کے یہ نام ہوں اس کی عزت کی جائے	۵
•	مال حاصل کرنا بعض صورتوں میں فرض ہے	•	نام بدلنے کی صورتیں	۶
•	اور بعض میں مستحب ہے	۲۵۲	سب سے اچھے کون سے نام ہیں	۷
•	مسجدوں میں متوکلانہ بیٹھنا اور پیری مری	•	ابوالقاسم کنیت ہو سکتی ہے	۸
•	کو پیشہ بنانا	۲۵۳	بعض اسمائے الہیہ جن کا اطلاق غیر پر جائز	۹
•	افضل کسب کیا ہے	•	ہے وہ نام ہو سکتے ہیں	•
•	چرخہ کا تنا۔ سوال کرنا	•	نام و ذکر قرآن و حدیث میں ہو یا مسلمانوں	۱۰
•	علم دین پڑھ کر کسب چھوڑ دینا	•	میں رائج ہو	•
•	حرام مال کو ورثہ کیا کریں	•	مرا ہو بچہ پیدا ہو یا پیدا ہو کر مر گیا اس کا نام رکھنا	۱۱
•	مال مشتبہ قریبی رشتہ دار کو دے سکتا ہے	•	بچہ کی کنیت رکھنا اور ابو بکر و ابو تراب کنیت	۱۲
•	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	•	کرنا جائز ہے	•
•	کا بیان	•	بڑے نام بدل کر اچھے نام رکھنا چاہیے	۱۳
•	ان کے متعلق احادیث	•	بعض جائز و ناجائز ناموں کی تفصیل	۱۴
•	گناہ کا ارادہ کیا مگر کیا نہیں تو اس میں	•	مسابقت کا بیان	•
•	ان کے متعلق احادیث	•	مسابقت کی تعریف اور اس کے جائز و	•
•	گناہ کا ارادہ کیا مگر کیا نہیں تو اس میں	•	ناجائز ہونے کی صورتیں	•

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۴۸	معلم نے بچوں سے چٹائی کیلئے پیسے منگائے اور کچھ بیچ گئے تو معلم کے ہیں	۶	۲۶۶	ثواب ملنے کی امید ہے
۲۴۹	عالم اپنا عالم ہونا ظاہر کر سکتا ہے	۷	۲۶۷	امر بالمعروف کا کیا طریقہ ہونا چاہیے اور اس کی صورتیں
"	اچھی نیت سے تحصیل علم ہر عمل سے بہتر ہے	۸	۲۶۸	امر بالمعروف میں پانچ چیز کی ضرورت ہے
"	علم میں نخل نہ کرنے اور اس کے نقصانات	۹		عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ کسی عالم متبع
"	عالم و مستعلم علم کی توقیر کریں اور ان کو کس طرح رہنا چاہیے	۱۰	۲۶۸	شریعت کو امر بالمعروف کرے
۲۸۰	استاد کے حقوق کی محافظت اور اس کا ادب	۱۱	۲۶۹	جو شخص خود بڑا کام کرتا ہے وہ بھی امر کرے
"	نااہل کو نہ پڑھائے اور اہل سے انکار نہ کرے	۱۲		بیٹے کی شکایت باپ کے پاس لکھ بھیجنا یا عورت کی شوہر کے پاس یا رعایا کی بادشاہ
"	معلم ثواب چاہتا ہے تو پانچ باتیں کرے	۱۳	۲۶۹	اور ملازم کی آقا کے پاس
"	ایک شخص نے اس لئے پڑھا کہ پڑھائیگا اور دوسرے نے عمل کرنے کے لئے	۱۴	"	باپ کس انداز سے نصیحت کرے
۲۸۱	علمی مذاکرہ عبادت سے افضل ہے	۱۵	۲۷۰	مسلمان فساق کو امر کرے تو قتل کر دیا جائیگا اور ان کا کچھ نہ کر سکے گا جب عیوب امر کرے
"	قرآن مجید حفظ کرنے سے علم فتوح حاصل کرنا افضل ہے	۱۶	۲۷۰	علم و تعلیم کا بیان
۲۸۱	ریا و سمعہ کا بیان			
۲۸۱	قرآن وحدیث سے ریا و سمعہ کی مذمت	۱	۲۷۰	۱ قرآن وحدیث سے علم کے فضائل
۲۸۸	عبادت میں خلاص ضروری ہے بغیر اسکے ثواب نہیں	۲	۲۷۷	۲ بچوں کو پڑھانا اور ان کو تہنید کرنا
"	ریا کی دو صورتیں ہیں اصل عبادت میں ہو یا دماغ میں	۳	"	۳ عالم کی عزت کرنی چاہیے
۲۸۹	اشعار میں ریا کی بدافلت قسم دوم سے ہے	۴	"	۴ دین حق کی حمایت کے لئے مناظرہ کرنا اور مناظر کے ساتھ کید کرنا یا اس کے کید سے بچنے کی ترکیب کرنا
"	روزہ میں بھی ریا ہو سکتا ہے	۵		۵ داعظ کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے
"	اجرت لیکر قرآن پڑھنے پر ثواب نہیں اور اس	۶	۲۷۸	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹۸	۱ حبیبی شریف، نعلین پاک پہنکر عرش بر حانا ۲ ثابت نہیں	۲۸۹	۱ صورت میں ایصالِ ثواب نہیں ہو سکتا اسی طرح سٹھائی کی وجہ سے پڑھنا	
"	۳ خلفائے راشدین کی تاریخ وفات میں مجالس منعقد کرنا	۲۹۰	۴ پنچ آیت پڑھنے والا اور میلاد خواں یا واعظ اپنا دوسرا حصہ لیتا ہے اس کا کیا حکم ہے	۷
"	۴ لکھی اور ہزاری روزے	"	۵ حج کو گیا اور تجارت کا بھی خیال ہے یا جمعہ کو گیا اور راستہ میں دوسرے کام کرنے کا	۸
"	۵ عشرہ حرم میں مجالس منعقد کرنا	۲۹۰	۶ حجی خیال ہے تو جانے کا ثواب ہے یا نہیں	۹
۲۹۸	تعمیر داری		۷ فراغ میں ریا کو دخل نہیں اس کا کیا مطلب ہے	
۳۰۱	آداب سفر کا بیان	۲۹۱	زیارت قبور کا بیان	
۳۰۱	۱ اس کے متعلق حدیثیں			
۳۰۲	۲ عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے سفرنا جائز ہے	۲۹۲	۱ زیارت نبور کے آداب	
"	۳ سفر کے لئے والدین سے اجازت لے	۲۹۳	۲ قبرستان کے درخت کا کیا حکم ہے	
۳۰۴	متفرقات	"	۳ بزرگانِ دین کے مزارات پر غلات ڈالنا جائز ہے	
۳۰۴	۱ یادداشت کے لئے گرہ لگانا یا ڈورا باندھنا جائز ہے	۲۹۴	ایصالِ ثواب	
"	۲ گلے میں توڑ لٹکانا جائز ہے رکابی میں			
"	۳ وہ ناک لکھ کر مری کو پلانا جائز ہے			
۳۰۵	۴ بچھونے یا کپڑے پر کچھ کھنا ہو تو استعمال کیے	۲۹۴	۱ تیج چالیسواں شش ماہی برسی تبارک ماہِ رجب کے گزرتے محرم کی پیدائش سرینہ کھڑا، گیارہویں اور چھٹی کی فاتحہ اصحابِ کعبہ و خوش پاک کا تو شریعت ایصالِ ثواب میں داخل ہیں	
"	۵ دسترخوان اور کیمہ کا بھی یہی حکم ہے	۲۹۵	۲ عرس بزرگانِ دین جائز ہے	
"	۶ وعدہ پورا کرنے میں کوئی مانع شرعی ہو تو نہ پورا کرنے میں وعدہ خلافی نہیں	۲۹۶		
"		۲۹۷	مجالس خیر، میلاد و شریعت	۱

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۱	زوجہ نماز نہ پڑھے یا زینت نہ کرے یا باہر نکل جائے تو مار سکتا ہے	۲۱	نظرے بچنے کے لئے لکڑی میں کپڑا پیٹ کر
۲۰۸	بی بی بیہودہ ہو تو طلاق دینا واجب نہیں	۲۲	کھیت میں لگانا جائز ہے
۲۳	قرض لینا جائز ہے جبکہ ادا کی نیت ہو	۲۳	شرکین کے برتنوں میں بغیر گھوٹے کھانا کرنا
۲۴	صاحب حق غائب ہو گیا تو تلاش کرنا واجب نہیں	۲۴	تفریح یا نصیحت کیلئے عجیب و غریب قصے کہنا
۲۵	دائن مرگیا اور مدیون سے وصول نہ کر سکے تو گواہ دائن کو ملے گا	۲۵	عربی زبان سب بانوں سے فعل ہے
۲۶	مدیون مرگیا اور ورثہ کو ذین کا علم نہ تھا یا بھول گیا اور ترکہ خرچ کر ڈالا تو مواخذہ نہیں و وصیت کا بھی یہی حکم ہے	۲۶	سورت رخصت ہو کر آئی دوسری عورتوں نے کہا یہ تمہاری بیوی ہے یا دلہن بنا کر اسکے گھر میں مسجدی جس کے ذمہ اپنا حق ہو بعد حق اس کی چیز لے سکتا ہے
۲۷	ڈاکوؤں نے گھیرا ہے اس وقت مدیون دین ادا کرنا چاہے دائن انکار کر سکتا ہے	۲۷	مدارات کرنا کشادہ روئی اور نرمی سے باکرنا
۲۸	کسی سے کہا فلاں کی میں نے چیزیں کھالی ہیں اُسے پانچ روپیہ دینا دہ نہ ہو تو اُس کے ورثہ کو دینا اور وارث صرف اس کی بی بی ہے	۲۸	مالک مکان کرایہ دار سے اجازت لے کر مکان میں جا سکتا ہے
۲۹	جان و مال آبرو بچانے کے لئے یا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینا	۲۹	حمام میں برہنہ نہ نہانے
۳۰	بھیر بکریوں کو کھیت میں ٹھہرانے پر چڑا ہے کو کچھ دینا	۳۰	امام مسجد کے لئے چندہ کر کے کچھ دینا جائز ہے
۳۱	اولاد باپ کو نام لیکر نہ پکارے اور عورت شوہر کو	۳۱	اہل باطل سے میل جول منع ہے
۳۲	موت کی آرزو یا دغا کرنا مکروہ ہے	۳۲	کھٹکنے کتنے کو مار ڈالنا چاہیے اور بی ایذا دے تو ذبح کر دے
		۳۳	ٹڈی کو مار سکتے ہیں بیوی اور جوں کو مارنے کا حکم
		۳۴	کس صورت میں وصیت کرنا افضل ہے اور کس صورت میں نہیں
		۳۵	اجنبی مرد یا عورت کا جھوٹا

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	
۳۱۱	کچھ نہ بولے	۳۹	ماہِ صفر کو لوگ منحوس جاتے ہیں خصوصاً تیرہ تیزی یہ غلط ہے اسکی طرح ماہِ ذیقعدہ اور ہرہینہ کی کچھ تاریخیں	۳۳	زلزلہ کے وقت مکان سے باہر ہو جانا یا جھکی ہوئی دیوار کے نیچے سے بٹ جانا جائز ہے
"	اور ہرہینہ کی کچھ تاریخیں	۴۰	قمر در عقرب اور پنجہ میوں کی سب باتیں اور نچھتر کو ماننا جائز ہے۔	۳۴	جہاں طاعون ہو وہاں نہ جائے اور وہاں سے نہ بھاگے
۳۱۲	آخری چہار شنبہ	۴۱	۳۱۱	۳۵	کافر کی مغفرت کی دعا نہیں کر سکتا ہریت کی کر سکتا ہے
"	کسی سے معافی مانگنا	۴۲		۳۶	مردہ کے اسلام کی ایک شخص نے شہادت دی نماز پڑھی جائے اور مسلمان مر اس کے مرتد ہونے کی ایک شخص نے شہادت دی اس کا اعتبار نہیں۔
"	کپڑے کے متعلق بعض باتیں	۴۳		۳۷	پرنڈنے مکان میں غبہ نسلار لگایا اندھے بچے دئے
"	بیل پر سوار ہونا گدھے سے بل جڑنا	۴۴		۳۸	جماع کے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سواخیر کے
۳۱۳	جانوروں سے کتنا کام لیا جائے اور ان پر مسلم نہ کیا جائے۔	۴۵	۳۱۱		
۳۱۴	تعارف مصنف				
۳۱۵	فہرست کتاب				

اشعار ① پوری کتاب بغور پڑھی جائے۔ اس میں بہت سی وہ باتیں بھی آپ کو مل سکتی ہیں جن کو فہرست کی گرفت سے آزاد رکھا گیا ہے۔

② فہرست میں داہنی طرف نمبر شمارہ مضمون بائیں طرف صفحہ نمبر دیا گیا ہے اور مضمون کا نمبر شمارہ ہر صفحہ میں حاشیہ پر بھی دے دیا گیا ہے تاکہ صفحہ نمبر اور مضمون نمبر دونوں ذہن میں رکھ کر مطلوبہ مضمون کی سطحوں تک رسائی جلد سے جلد ہو سکے۔

تعارف مصنف

از: مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور عہدہ

صدر الشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین قدس سرہ (۱۲۹۶ھ - ۱۸۷۸ء) میں قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم و فضل میں باکمال تھے۔ اپنے جد امجد، بعد ازاں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم و فنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری ثم جو پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زم ۱۳۲۶ھ - ۱۹۰۸ء) سے اکتساب فیض کے لئے مدرسہ حنفیہ جو پور میں داخل ہوئے۔ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ (م ۱۳۳۲ھ - ۱۹۱۶ء) کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث (پہلی بھیت) میں حاضر ہو کر درس حدیث لیا۔ اور سند فراغت حاصل کی۔

ذاتی اور وہی خوبیوں کا یہ عالم تھا کہ خود فرماتے ہیں:۔ کسی کتاب کا یاد کرنے کی نیت سے تین دنوں تک لیتا کافی ہوتا تھا۔

زمانہ طالب علمی میں آپ کی علمی صلاحیت اور حسن لیاقت کا اندازہ ذیل کی تحریر سے ہو سکتا ہے جو ہتم مدرسۃ الحدیث پلی بھیت نے تحفہ حنفیہ پٹنہ میں شائع کی تھی۔

۱۔ مولانا غلام علی (البواقیت المہریہ) ص ۷۹) سے یہ تلخیص و اضافہ۔ ۱۲ محمد احمد

۲۔ مفتی عبدالمنان اعظمی: مقدمہ نقادوں امجدیہ اول ص ۵۱-۵۲

۶۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو بمقامہ نقالی طلبہ کا امتحان حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب رام پوری دام فیض نے لیا، مولوی امجد علی صاحب نے بد فراغ کتب درسیہ کے نہایت جانفشانی و کمال مستعدی سے سائنس میں صحیح سند شریف، کتاب لائٹس شریف، نوٹس شریف، طحاوی شریف کا قرآنہ سماعتہ درس حاصل کر کے اعلیٰ درجہ کا امتحان دیا، جس کے باعث ممتحن صاحب و حاضرین نہایت شاداں اور ان کی حسن لیاقت و فہم و ذکاوت سے بہت فرحان ہوئے اور دستار فضیلت زیب سر کی گئی۔“

(ضیاء الدین ہستم مدرسہ (تحفہ حنفیہ ص ۲۲) محرم ۱۳۲۵ھ پٹنہ)

حکیم عبد اولی جھوانی ڈولہ لکھنؤ سے علم طب حاصل کیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک حضرت محدث سورتی کے مدرسہ میں درس دیا۔ اس کے بعد ایک سال تک پٹنہ میں مطب کرتے رہے۔ اس اشار میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو مدرسہ منظر اسلام بریلی کے لئے ایک مدرس کی ضرورت پیش آئی۔ اساذ گرامی مولانا وحی احمد محدث سورتی کے ارشاد پر حضرت مولانا امجد علی اعلیٰ صاحب مطب جھوپڑ کر بریلی شریف چلے گئے۔ ابتداء تدریس کا کام شروع کیا۔ بعد ازاں مطبع اہلسنت کا انتظام اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبہ علمیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کر دئے گئے۔ افتار کی مصروفیات اس کے علاوہ تھیں، سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور جلد ہی خلافت سے نوازے گئے تقریباً ۱۸ برس شیخ کامل کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ اور کمال عروج کو پہنچے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی فتاویٰ کے سلسلے میں آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔

۱۔ مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے المسنت ص ۵۱-۵۲

۲۔ ہفت روزہ (اورب ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ، ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ، ص ۳

”آپ یہاں کے موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے۔ وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استفہار سنایا کرتے ہیں۔ اور جو میں جو آپ دیتا ہوں لکھتے ہیں۔ طبیعت اخاذ ہے۔ طرز سے واقفیت ہو چلی ہے۔ تلامذہ اور خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میرا امجد مجسد کا پٹکا اس سے بہت کچھ جانتے یہ ہیں

صدرالعلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے فرمایا:-

”آپ کو فقہ کے جمیع ابواب کے تمام جزئیات ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ مستحضر تھے۔

برٹلی شریف میں قیام کے دوران حضرت صدر الشریعہ کی مصروفیات حیرت انگیز حد تک بڑھی ہوئی تھیں، تدریس، پریس کی نگرانی، پروف ریڈنگ، پریس مینوں کو ہدایات، پارسلوں کی ترسیل اور فتویٰ نویسی وغیرہ امور تین تہا انجام دیتے۔ فیض رضانے دین کے لئے کام کرنے کی وہ اسپرٹ پیدا کر دی تھی۔ کہ تھکاوٹ یا اکٹاہٹ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بعض حضرات کہتا کرتے تھے، کہ:-

”مولانا امجد علی صاحب تو کام کی مشین ہیں۔“

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا فقید المثل ترجمہ قرآن مجید مستشرق باہم تاریخی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ - ۱۹۱۱ء) آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے شروع ہوا۔ اور پایہ تکمیل کو پہنچا۔

آپ نے ابتدائے شباب سے تدریس کا کام شروع کیا۔ اور آخر حیات تک جاری رکھا۔ اور ایسے تابعدار روزگار افراد تیار کئے جن پر علم و فضل کو سبب ناز ہے۔۔۔ طویل عرصہ تک مدرسہ منظر اسلام برٹلی میں فرائض تدریس انجام دیئے۔

۱۔ محمد مصطفیٰ رضا بریلوی، مفتی اعظم ہند، ملفوظات حصہ اول (مطبوعہ کراچی) ص ۹۳

۲۔ مفتی عبدالنار اعظمی، مقدمہ فتاویٰ امجدیہ اول صفحہ ۷۵۔

۳۔ ماہنامہ پاسپان الہ آباد رام احمد رضا نمبر شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۶۵

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجیر شریف چلے گئے۔ ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں پھر بریلی شریف چلے آئے اور تین سال تک قیام کیا۔ بعد ازاں نواب حاجی غلام محمد خاں شروانی رئیس ریاست دادوں (علی گڑھ) کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ میں تشریف لے گئے۔ اور سات سال تک بہ کمال حسن و خوبی فرائض مدرسہ انجام دیئے۔ نواب صدیق جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں امتحان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

مولانا امجد علی صاحب پورے ملک میں ان چار پانچ مدرسین میں ایک ہیں۔

جنہیں میں منتخب جانتا ہوں۔

اس زمانے میں مولانا عبدالشہد خاں شروانی اس مدرسہ میں نائب مدرس تھے انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

مولانا محمد امجد علی اعظمی سات سال سے صدر مدرس تھے۔ بریلی، اجیر اور دوسرے

مدرسوں کے صدر مدرس رہ چکے تھے۔ کہنے مشعلی کی بنا پر درسیات میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔

۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تک دادوں میں قیام رہا۔ اس کے بعد ایک سال مدرسہ مظہر العلوم کراچی میں بنا رہے۔ بعد ازاں ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء تک منظر اسلام بریلی میں درس دیا۔

اجیر شریف کے قرب و جوار میں راجہ پرتھوی راج کی اولاد آباد تھی۔ جو اگرچہ مسلمان ہو چکی تھی۔ لیکن ان میں فرائض و واجبات سے غفلت اور مشرکانہ رسوم بہ کثرت پائی جاتی تھیں۔ حضرت

۱۔ مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۲

۲۔ مولانا غلام بہر علی، ایوانیت المہریہ ص ۵۸

۳۔ مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۵۲

۴۔ محمد عبدالشہد خاں شروانی، باغی ہندوستان جدید ایڈیشن ص ۲۳

صدر الشریعہ کے ایما پر آپ کے تلامذہ نے ان میں تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ تبلیغی جلسوں کا خوش گووار اثر ہوا۔ اور ان لوگوں میں مشرکانہ رسوم سے اجتناب اور دینی اقدار اپنانے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔
پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں۔

۱۰۔ اجمیر کے زمانہ قیام میں نو مسلم راجپوتوں میں مولانا امجد علی نے خوب تبلیغ کی اور

اس کے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے۔^{۱۱}

اس کے علاوہ اردگرد کے بڑے شہروں اور قصبات مثلاً نصیر آباد، بیار، لاڈنوں، جے پور، پٹی، پالی مارواڑ اور چتوڑ وغیرہ میں بھی خود آپ اور آپ کے تلامذہ تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھتے۔ آپ کی تقریر خاص علمی مضامین اور قرآن و حدیث کی تفسیر و تفصیل پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ مسلک اہلسنت کو ٹھوس دلائل سے اس طرح بیان فرماتے کہ اس کی حقانیت ہر منصف مزاج صاحب پر واضح ہو جاتی۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی لیکن تفسیر، حدیث اور فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ فقہی جزئیات کو زبان پر رہتی تھیں، اسی لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی نے آپ کو "صدر الشریعہ" کا لقب عطا فرمایا تھا۔^{۱۲}

شعبان ۱۳۳۵ھ میں نواب سلطان احمد صاحب اور ان کے بھائی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے عرض کیا: حضور! ہندوستان کو انگریزوں کی حکومت سے نجات ملے گی اور ملک کو آزادی حاصل ہوگی۔ لہذا حصول آزادی کے بعد جمہوری تقاضوں کی بنیاد پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟

ارشاد فرمایا: ہاں ملک انگریزوں کے تسلط سے تو ضرور آزاد ہو جائے گا۔ قاضی شرع و مفتی شرع کے تقرر کے مسئلہ پر میں غور کروں گا۔

۱۰۔ ماہنامہ "پاسبان" امام احمد رضا نمبر، ص ۶۸

۱۱۔ محمد ایوب قادری۔ یادگار بریلی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۶

۱۲۔ محمود احمد قادری۔ تذکرہ اہلسنت، ص ۵۲

اس مختصر گفتگو کے بعد دوسرے یا تیسرے دن اعلیٰ حضرت نے بیٹھک میں مجھ سے خاص طور پر نفیس نفیس کچھ انتظام کرائے۔ بیٹھک کے تخت کو مخصوص مین نشستوں کے ساتھ مزین کرایا گیا اور خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تخت کے سامنے، خلاف معمول ایک علیحدہ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ روزانہ کے حاضرین دربار جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا۔

• ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہو گا۔ جمہوری بنیادوں پر اس ملک کی صورت کا قیام عمل میں آئے گا۔ مگر ملک میں قاضی شرع اور مفتی شرع کے تقرر کے لئے اسلامی شرعی قانون کی بنیاد پر سخت دشواری ہوگی۔ چونکہ ملک کے بنیادی قوانین میں ایسا کوئی لائحہ عمل نہ ہو گا جس کی بنا پر قاضی شرع و مفتی شرع کا تقرر صحیح طور پر ہو سکے۔ لہذا میں آج ہی اس کی ابتدا کرنے جا رہا ہوں تاکہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور آزادی کے بعد کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:۔ آج میں پورے ملک ہندوستان کے لئے مولانا امجد علی اعظمی کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر مخصوص نشست پر بٹھایا اور دعا کی۔ اور برہان الملہ مفتی برہان الحق جیلپوری مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا علیہما رحمہ کو دارالافتا کے لئے مفتی اور معاون قاضی مقرر کیا۔

قاضی کا منصب اور اس کے شرائط بہت ہیں، صدر الشریعہ کو اس منصب پر مقرر فرمانا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مجدد اسلام، فقیر زمانہ امام احمد رضا قدس سرہ کو صدر الشریعہ کے تعلق، استخراج احکام اور فیصلہ مقدمات سے متعلق مکمل اعتماد تھا۔

آپ نے دادون (ضلع علی گڑھ) میں قیام کے دوران امام ابو جعفر طحاوی حنفی قدس سرہ (۶۳۲/۹۲۳) کی حدیث کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار پر حاشیہ لکھنا شروع کیا۔ اور سات ماہ کی مختصر مدت میں نصف اول پر مبسوط حاشیہ تحریر فرمایا۔ یہ حاشیہ باریک قلم سے ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے، اور ہر صفحہ میں ۳۵-۳۶ سطریں ہیں۔ گویا دیگر مشاغل سے فارغ

لے مفتی برہان الحق جیلپوری: مفتی اعظم نبر استقامت کا پور مئی ۱۹۵۳ء و تذکرہ برہان خت۔

وقت میں ڈھائی صفحے روزانہ قلم بند فرماتے تھے۔

آپ کی دوسری تصنیف فتاویٰ مجددیہ ہے جو علمی تحقیقات پر اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی تحریر کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ مشکل سے مشکل مسئلہ عام فہم انداز میں بیان فرما دیتے ہیں جس زمانے میں با تصویر قاعدے جاری ہوئے آپ نے ایک قاعدہ مرتب فرمایا جو صرف بے جان اشیا کی تصاویر پر مشتمل تھا۔ اس کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ بچہ بہت جلد اردو پڑھنے پر قادر ہو جاتا۔

بہارِ شریعت حضرت صدر الشریعہ کی وہ شہرہ آفاق تصنیف ہے جسے بجا طور پر فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کہا جاسکتا ہے، اس کے کل سترہ حصے بارہا طبع ہو کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ اس کتاب سے نہ صرف عوام بلکہ علماء کے لئے بھی سہولت پیدا ہو گئی۔ اس کتاب کی ابتداء ۱۳۳۲ھ/۶-۱۹۱۵ء میں ہوئی۔ اور ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں پائینگیل کو پہنچ گئی آپ ابھی تین حصے اور لکھنا چاہتے تھے۔ مگر حالات نے اس کی مہلت نہ دی۔ چار سال کے عرصے میں یکے بعد دیگرے گیارہ عزیز دایغ مفارقت دے گئے جس کا اثر دل و دماغ پر اس قدر پڑا کہ بنیائی کم زور ہو گئی اور تصنیف و تالیف کا کام رُک گیا۔

بہارِ شریعت کے ابتدائی چھ حصے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی نے حروف بہ حروف سنے۔ اور باجا اصلاح فرمائی۔ اور انھیں تقریباً سے مزین کیا۔ کتب فقہ میں بہارِ شریعت کی امتد بازی خصوصیت یہ ہے کہ ہر باب میں پہلے آیات مبارکہ پھر احادیث مقدسہ۔ اس کے بعد مسائل فقہیہ بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے

چند مشاہیر تلامذہ

① محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔۔۔ سابق

صدر الشریعہ مولانا مجدد علی اعظمی، بہارِ شریعت حصہ ۱، ص ۱۷

marfat.com

Marfat.com

- صدر المدرسین جامعہ رضویہ لائل پور۔
- ۲ شیر بیشہ اہلسنت حضرت مولانا حسنت علی خاں صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ بلی بھیت
- ۳ حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ شیخ الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔
- ۴ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ صدر آل انڈیا تبلیغ سیر کلکتہ
- ۵ حضرت مولانا غلام یزدانی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ سابق صدر مدرسین مظہر اسلام بریلی
- ۶ حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمۃ (برادر کلاں مولانا غلام یزدانی صاحب) شیخ الحدیث براؤن شریف۔
- ۷ حضرت مولانا سید غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمۃ مصنف بشیر القاری شرح بخاری و بشیر الناجیہ شرح کافیہ وغیرہما۔
- ۸ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب قبلہ سابق صدر مدرسین الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور۔
- ۹ حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ شیخ الحدیث مدرسہ حسن المدارس قدیم کانپور۔
- ۱۰ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ سابق شیخ الحدیث حمیدیہ رضویہ بنارس۔
- ۱۱ سید العلام حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ سابق صدر آل انڈیائی جمعیۃ العلام ربیبی۔
- ۱۲ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی
- ۱۳ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ منظر حق ٹانڈہ، فیض آباد۔
- ۱۴ حضرت مولانا معین الدین صاحب اعظمی سابق شیخ الحدیث مظہر اسلام، بریلی۔
- ۱۵ حضرت مولانا محمد ایاس صاحب قبلہ (سیالکوٹ)۔
- ۱۶ حضرت مولانا صدیق اللہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ، بنارس۔
- ۱۷ حضرت مولانا محمد حسن صاحب قبلہ، بمبئی۔

- ۱۸) حضرت مولانا اسد الحق صاحب قبلہ، شیخ القرار مدرسہ اسلامیہ اندور
- ۱۹) حضرت مولانا وقار الدین صاحب قبلہ دارالعلوم مجددیہ، کراچی
- ۲۰) حضرت مولانا اعجاز ولی خاں صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ جامعہ دامانگنج بخش لاہور۔
- ۲۱) حضرت مولانا افضل الدین صاحب قبلہ درگ، ایم پی۔
- ۲۲) حضرت مولانا محبوب رضا خاں صاحب قبلہ، کراچی۔
- ۲۳) حضرت مولانا تقدس علی صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ ارشادیہ بیرگوٹھ، سندھ۔
- ۲۴) حضرت مولانا مختار الحق صاحب قبلہ خطیب اعظم ہند دارالسلام، لائل پور
- ۲۵) حضرت مولانا ولی الدین صاحب قبلہ، بیکی تورڈ، مردان۔

حضرت صدر الشریعہ بریلی شریف کے دوران قیام ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں پہلی مرتبہ حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے بلکہ دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کے ارادے سے بمبئی پہنچے تھے کہ ۲ ذیقعدہ ۶ ستمبر دو شنبہ/۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء رات کو ۱۲ بجکر ۲۶ منٹ پر عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔ دیج ذلی آیہ مبارکہ مادہ تاریخ ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ه

۱۳۶۷ھ

شاعر مشرق علامہ شفیع جوپوری نے قہلم کے موقع پر بطور ہدیہ عقیدت یہ قطع پیش کیا۔

سلامی جا بجا ارض و سما دیں مد و خورشید پیشانی جبکا دیں
ترے خدام اے صدر شریعت جدھر جائیں فرشتے سر جبکا دیں

❖

مولانا غلام ہسرت علی۔ ایوا قیت المہر یہ صفت لکھنا ہمارا پاسبان نامہ محمد رضا نمبر ۷۷

— از: محمد احمد بھیروی مصباحی —



صدر الشریعہ، شریعت و طریقت دونوں کے جامع تھے۔ حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز مراد آبادی علیہ الرحمہ نے بار بار فرمایا "صدر الشریعہ مجمع البحرین ہیں" شیخ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسوی علیہ الرحمہ اپنے مضمون "صدر الشریعہ" میں لکھتے ہیں:-

آپ شریعت و طریقت دونوں علموں کے جید عالم اور عامل تھے۔ اتباع سنت میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات کی صفائی، لوگوں کے خطا و قصور کو معاف کر دینا آپ کا طریقہ کار تھا۔ ظاہر و باطن قول و فعل، غلوت و علوت میں آپ یکساں تھے۔ آپ کے مواعظ و نصائح حکیمانہ ہوتے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مؤثر طور پر فرماتے۔ اکل حلال و صدقہ مقال آپ کا شیوہ تھا۔ سادگی و تواضع کے ساتھ صاحبِ رعب و جلال بھی تھے کسی جری دبے ہاک کو بھی آپ کے روبرو بے باکی کے ساتھ کلام کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔

حسن اخلاق، صبر و شکر، توکل و قناعت، خودداری و استغناء، آپ کے امتیازات و خصوصیات میں سے تھے۔ آپ زہد و اتقا کے بلند مدارج پر فائز تھے۔ بلاشبہ، آپ ولی کامل تھے (ماہنامہ فیض الرسول، مارچ ۱۹۶۶ء)

بعد وصال صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہ کرامت گھوسوی اور قریب کے بے شمار لوگوں نے دیکھی کہ برسات کے سبب قبر مبارک کا ایک حصہ کھل گیا تو جس باغ میں مدفون ہیں وہ پورا باغ خوشبو سے معطر ہو گیا۔ مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب بیان کرتے ہیں جو خوشبو یہاں سونگھنے میں آئی وہ دنیا کے کسی عطر و گلاب میں نہ ملی۔ باغ کی یہ خوشبو موافق، مخالف سب نے محسوس کی، بلکہ ایک مخالف عالم نے یہ بر ملا کہا۔

مولوی امجد علی مرنے کے بعد بھی اپنی کرامت ظاہر کرنے سے باز نہ آئے۔

اگرچہ خرق عادت کا صدور معیار ولایت نہیں، لیکن مومن متقی سے خارق عادت کا ظہور نشان ولایت ضرور ہے۔ اور کچھ نہ بھی ہو قرآن مقدس ولی کی تعریف میں جو فرماتا ہے

”الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ“ یعنی جو ایمان کامل اور تقویٰ کے حامل ہوں، یہ امر حضرت صدر الشریعہ میں پورے طور پر نمایاں رہا۔ یہ ایمان و تقویٰ بجائے خود وہ بنیادی معیار ولایت ہے جس سے کسی منکر قرآن ہی کو انکار ہو سکتا ہے۔

علم طریقت میں بھی صدر الشریعہ کو کمال حاصل تھا۔ اسی لئے حضرت اپنی کتاب بہار شریعت کے خاتمہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی پنج پر ایک دوسری اور کتاب بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی۔ جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔ چند سال کے اندر متعدد حوادث پیہم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے نہ رکھا کہ بہار شریعت کی تصنیف کو مد تکمیل تک پہنچاتا۔ (بہار شریعت حصہ ۱، ص ۱۰۱)

علم شریعت اعمال ظاہر کی صفائی و صحت کے قوانین کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ قوانین بھی باطن کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ اور علم طریقت باطن کے تزکیہ کے اصول بتاتا ہے۔ زیادہ مشکل اور اہم باطن کی ظہارت ہے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دونوں کے جامع تھے اس لئے ان کی درس گاہ فیض سے جو بھی گوہر آب وار نکلا، علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کا بھی حامل نظر آیا۔ خوف خدا اور اخلاص و تقویٰ اگر مومن کی حیات میں پورے طور پر جگہ بنائے تو وہی صاحب باطن ہو جاتا ہے اور اس کی شریعت بھی طریقت کی جلوہ گاہ ہوتی ہے، اور طریقت، شریعت کی امانت دار۔ اگرچہ ظاہر ہیں کہ یہی نظر آئے گا کہ اس کی عبادت اور معاملت ایسی ہی ہے جیسی میری۔ مگر کہاں وہ نماز جو صرف جموں کے بیچ ختم پر مبنی ہو اور کہاں وہ نماز جو مشاہدہ ذات، اخلاص کامل اور خشوع تام کا مخزن ہو۔ کہاں وہ معاملت جس کا مطلع نظر دنیا کے آرام اور دولت کی ذخیرہ اندوزی سے زیادہ نہ ہو اور کہاں وہ معاملت جو کامل خوف خدا کے ساتھ اس طرح ہوگا امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بقول مومن کو دلی بنا دے۔

حضرت صدر الشریعہ کی زندگی نگاہ ظاہر میں درس و تدریس، تصنیف و اشاعت کتابوں

کی ترسیل و تجارت میں گھری ہوئی تھی لیکن یہ سب کام ایسے پاک جذبہ اور بلند نصب العین کے تحت ہو رہے تھے جہاں حرص مال، ہوس شہرت اور کبر و نخوت پا مال ہو کر رہ گئے اور جہاں دنیا داری کا گز رہی نہیں۔ جو سرسردین، آخرت اور رضائے مولیٰ کے لئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت نے ان کے فیض کو دوام بخشا ہے اور ان کے دبستانِ علم کا جلوہ آج بھی عام ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ۔ اکابر کی نظر میں

- ① اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
امجد علی کو درس نظامی کے تمام فنون میں کافی دست رس حاصل ہے اور فقہ میں تو ان کا پایہ بہت بلند ہے (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)
- ② حضرت علامہ وحی احمد محدث سورنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے (ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف، مارچ ۱۹۶۶ء)
- ③ اساتذہ الاساتذہ علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
شاگرد ایک ہی طاوہ بھی بڑھاپے میں۔ بروایت حافظت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی۔ و علامہ قاضی شمس الدین جو نپوری۔ وغیرہما۔ علیہم السلام

اپنے معاصرین کی نظر میں

- ④ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
مولانا امجد علی صاحب جو ابات دے رہے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک دریائے زخار میں مار رہا ہے (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)
- ⑤ صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔
”یہ اعلیٰ حضرت کے أحب الخلقاء ہیں“
- صدر الشریعہ۔ معنی۔ مجمع الفصائل والکلمات۔ حامی الملۃ۔ صبر و اجر دنیا آپ سے سیکھتی ہے۔ (مکتوب قلمی ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء)
- ⑥ حضرت علامہ سید احمد اشرف بن حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہما۔

”یہ علم کی لائبریری ہیں۔“ (تعارفی تقریر کا نفرنس منعقدہ بھانگلپور)

④ مبلغ اعظم حضرت علامہ عبدالعظیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ۔

اکرم الإخوان و اصدق الأخوان۔ نصابِ تعلیم کا جو مسودہ حاضر خدمت کیا ہے۔ غالباً آج تالیف سے مکمل فرمادیا ہوگا۔ اگر نہ کیا ہو تو اب وقت نکال کر تکمیل فرمادیں اس کی ضرورت ہے (مکتوب قلمی ۶ فروری ۱۹۳۳ء)

⑤ سید الشکایین حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مولانا البجلی لعظم۔ ذوالفضل و الکرم اس وقت سنی حنفی کوئی مدرس ایسا نہیں ہے جو معقول و

منقول صحیح استعداد کے ساتھ پڑھا سکتا ہو میرے علم میں مولانا محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ

علیہ الرحمہ کے صرف آپ ہی یادگار ہیں (مکتوب قلمی ۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء)

⑥ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ معصوم رضا خاں قدس سرہ۔

اگر یہ (حضرت صدر الشریعہ) یہاں سے چلے گئے تو دارالعلوم منظر اسلام کی تعلیمی حالت کم زور

ہو جائے گی۔ بگ یہ نہ خیال کریں کہ مولانا، نظر الدین صاحب یہاں آکر اس منصب کو طعنا لیں گے

بے شک وہ حمید عالم اور قابل مدرس ہیں مگر ذوالمجدد و العطار (حضرت صدر الشریعہ) کے برابر وہ اس کام کو انجام

نہ دے سکیں گے اگر یہ یہاں سے چلے گئے تو ہم کی بہت بڑی دولت ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی

ان کے سوا کوئی دوسرا اس جگہ کو پُر نہیں کر سکتا۔ (ماہنامہ نعین الرسول مارچ ۱۹۳۹ء)

⑦ نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن خاں شیرانی شاگرد استاد العلماء مفتی لطف اللہ علی گڑھی۔

میرا جو ذاتی تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ جس کو مدرس کہتے ہیں وہ ہندوستان میں چار پانچ سے ناند نہیں

ان چار پانچ میں سے ایک مولوی امجد علی صاحب ہیں ان کے ہاتھ سے طلبہ کا قاضی ہونا اور استاد

پاناصات بتلا رہا ہے کہ ان میں ضرور استعداد ہے۔ نام کے مولوی نہیں۔

(روزنامہ مدرسہ سعدیہ ریاست دادون ضلع علی گڑھ بابت ۵۸-۵۹)

⑧ مولوی سید سلیمان ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ۔

جدید ضرورتوں سے آگاہ نصاب ہائے تعلیم اور درس گاہوں کے تجربہ کار عالم۔

(ماہنامہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء)



باسمہ و حمدہ تعالیٰ

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج ہمارا معاشرہ برائیوں بے حیائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے کذب افتراء، فریب، دھوکہ، ریا، سمعہ، غیبت، عیب جوئی، لہو و لعب، لعن طعن، گالی گلوچ، بغض، حسد، اضاعت وقت جیسی تمام خرابیاں معاشرے میں جنم لے چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے زندگی کا لمحہ لمحہ اضطراب مسلسل کی شکل اختیار کرنا جا رہا ہے۔ ایسے عالم رستاخیز میں ایسی کتاب جو صحیح اسلامی معاشرہ کی رہنمائی، اصلاح نفس، تزکیہ باطن، تطہیر قلب کا ضامن ہو منظر عام پر لانا کس قدر ضروری ہے؟ یہ محتاج بیان نہیں۔ بہار شریعت کا حصہ شہزادہ محمد مصنفہ فقیر اعظم صدر الشریعہ علامہ شاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ (۱۲۹۶ھ / ۱۳۶۶ء) ایسے تہذیبی ماحول میں یقیناً میندا نور کا درجہ رکھتا ہے جو انتہائی بصیرت افروز نصیحت آموز ارشادات خدا و فرمودات مصطفیٰ (ﷺ) کا عطر پر مغز عام فہم، سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ صالح معاشرہ اور روحانی انقلاب برپا کرنے کا ضامن و امین ہے۔ اسی افادیت اور مقصد خیر کے تحت اس کو خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد صاحب قبلہ مصباحی دام ظلہ العالی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے مجمع الاسلامی مبارکپور سے جدید ترتیب، تہذیب، تحفیہ، تطبیق کے ساتھ تمام اسلامی اخلاق و آداب، شائع فرمایا جس کے عمدہ نتائج و خوش آئند آپدرو نما ہوئے اس لئے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی اشاعت ہو تاکہ ستم ظالموں، صالح معاشرہ قائم ہو اور لوگ بھرپور مستفید ہوں۔

اسی جذبہ خیر کے پیش نظر حضرت علامہ علاء المصطفیٰ صاحب قادری ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ گھوسی نے دائرۃ المعارف الامجدیہ سے اسکی طباعت و اشاعت کا عزم فرمایا مولیٰ تعالیٰ ان کے عزم و ہمت کو استحکام بخشے اور ادارہ نشر و اشاعت کو ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔
بجاہ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

محمد ابو الحسن قادری مصباحی

۱۳۰۰ھ

خادم طیبہ العلماء جامعہ امجدیہ گھوسی منو

تقریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِنَا وَجَنُوْدِهٖ

آج مسلم معاشرہ میں اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے محتاج بیان نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ معاشرہ خود درستگی کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بے شمار تقریریں کہی سنی جاتی ہیں اور سیکڑوں کتابیں لکھی پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن زندگیوں میں انقلاب بپا نہیں ہوتا۔ ہر شخص بجائے خود اپنے کو متدلس سمجھ بیٹھا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کتاب و خطاب کسی اور سے توجہ کا طالب ہے۔ ہر انسان خود اپنا محاسبہ کرے، اپنے بیوی بچوں اور ماتحتوں کے کردار و عمل کا جائزہ لے۔ دوسروں پر تنقید کے بجائے خود اپنے اوپر تنقید کرے تلاش کر کے اپنی خامیاں نکالے اور ان کی اصلاح پر کمر بستہ ہو تو معاشرہ کی اصلاح آسان ہو سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جو خود علم کے ساتھ بے پناہ حسن عمل، زہد و تقویٰ اور اخلاص و لہیت سے آراستہ ہو اس کے کلام میں جو تاثیر ہوگی وہ کسی ناقص العمل کے کلام میں نہ ہوگی۔ احیاء العلوم غنیۃ الطالبین، التعرف وغیرہ سے بہت سی زندگیوں میں انقلاب آئے جیات کا رخ پھرا اور دل کی دنیا بدل گئی اس کا ایک بڑا سبب ان کتابوں کے مصنفین کا اخلاص و تقویٰ ہے۔

اسی خیال کے تحت ہم نے کسی معاصر صاحب علم و قلم کی خدمات حاصل کرنے کے بجائے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ (۱۲۹۶ھ/۱۳۶۷ھ) کے رشحات قلم کو ذریعہ اصلاح بنایا۔ ان کی باخدا زندگی، ان کا زہد و تقویٰ، ان کی عظیم علمی سطوت اور حیرت انگیز علمی قوت بلکہ ولایت و کرامت کا اعتراف صرف ان کے حلقہ تلامذہ ہی کو نہیں بلکہ ان

۱۔ مفصل تجارت برمن ۳۱۲ تا ۳۲۹ ملاحظہ ہو ۲۲

marfat.com

Marfat.com

کے واقف کار اور بانصاف مخالفین کو بھی ہے۔

ان کی مشہور زمانہ کتاب بہارِ شریعت جہاں بے شمار علوم و معارف کا خزانہ ہے وہیں عظیم درسِ عمل اور انسانی زندگی کو اسلامی شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی مشقّت خیز کوشش بھی ہے۔

یہ کتاب، اصول پر مشتمل ہے اور اس لائق ہے کہ صرف مفتیان کرام ہی نہیں بلکہ تمام علماء، طلباء، خطباء، شجّار، کاشتکار، صنعت کار اور سارے مسلمانوں کے مطالعہ میں رہے۔ انھیں اس کی زیادہ ضرورت ہے، خصوصاً جب کہ عربی کتابیں ان کی دسترس سے باہر ہیں یا ان سے خاطر خواہ استفادہ پر قدرت نہیں۔ اردو زبان کا فقہی سرمایہ بہارِ شریعت کے متبادل سے خالی ہے۔ جس سے کسی صاحبِ نظر اور منصف مزاج شخص کو اختلاف کی گنجائش نہیں۔ اور ایسی دل نشیں تعہیم، ہر باب میں پیدا شدہ مسائل کی توضیح، قدیم مسائل کی تحریر، ترجیحِ راجح و معتد کے ساتھ نفسِ مسائل کی جامع و پرمختز تقریر سے تو عربی تاخذ بھی خالی ہیں۔ ان کا مطلع نظر اور اندازِ بیان اس سے مختلف ہے چونکہ زیادہ تر وہ خاص اہل علم کے پیش نظر زیادہ تفصیل یا بہت اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں قادری بکڈپو، نوحہ مسجد، بریلی شریف (ریوپی) نے بہارِ شریعت کا ایک اچھا صحیح ایڈیشن شائع کیا ہے، لیکن اس کی اشاعت بہت کم نظر آرہی ہے، ہندوستان میں کسی کرور مسلمان رہتے ہیں اور ایسی اہم سب کے لئے کارآمد کتاب صرف چند ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر بھی شائقین کی منتظر پڑی رہتی ہے۔ یہ صورت حال ناشرین اور قارئین سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

ہمارے موضوع مقصود اصلاحِ معاشرہ اور تہذیبِ اخلاق پر اردو میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ لیکن بہارِ شریعت حصہ شانزدہم میں اس عنوان پر ہمیں بڑی جامعیت نظر آئی۔ دوسرے حصوں کی طرح اس میں بھی احادیثِ کریمہ کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ احادیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسلامی احکام کا مستند

لے مگر اس کا حصہ ۱۶ جو ہمارے زیر مطالعہ آیا۔ غالباً شاعت مکتبہ علمی کانپور کا عکس ہے یہ کافی مطبوع اور مستقل

اصلاح معاشرہ اور تطہیر اخلاق کے باب میں حصہ شانزدہم کی قدر و منزلت اس بات کی متقاضی تھی کہ اُسے ایک امتیازی شان کے ساتھ پیش کیا جائے، تاکہ حضرت مصنف قدس سرہ کا اس حصہ کی تالیف سے جو عظیم مقصد تھا اُس کی طرف عمومی توجہ ہو اور وہ جلد تر حاصل ہو سکے۔ اسی نظریہ کے تحت وہ اسلامی اخلاق و آداب کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔ اے مفید تر، اور مقبول قلب و نظر بنانے میں ادارہ اشاعت کا جو کردار ہے اُس کے متعلق قارئین ہی کچھ فرمائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں الجمع الاسلامی کا یہ اقدام ہر حلقہ میں بہ نظر استحسان دیکھا جائے گا اور کتاب اپنا خاطر خواہ حثیٰ پذیرائی ضرور حاصل کرے گی۔ بِعَوْنِہَا تَعَالٰی وَکَرَمِہَا تَقَدَّسَ .

محمد احمد اعظمی مصباحی

مگران الجمع الاسلامی

صدر المدرسین، فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، اعظم گڑھ

صبح دو شنبہ ۲۱ محرم ۱۴۰۶ھ / ۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء

حَوْجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
 آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
 أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَمِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
 أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ
 لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا (پ. ۱۰۷، ر. ۱۰۷)

نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر حرج اور نہ تم
 میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے
 گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے یہاں یا اپنے چچاؤں کے
 یہاں یا اپنی پھپھیوں کے گھر یا اپنی خالائوں کے گھر یا جہاں کی کتبجیاں
 تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔ تم پر اس میں کوئی گناہ
 نہیں کہ مجتمع ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں

۱۔ **حدیث ۱** صحیح مسلم شریف میں حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ
 کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اُس کھانے میں شریک
 ہو جاتا ہے۔

۲۔ **حدیث ۲** صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت او
 کھانے کے وقت اُس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ڈرتیت سے کہتا ہے کہ اس
 گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا
 ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ ہنہ
 کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

کہتے ہیں کہ میں بچے تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا یعنی یہ حضور کے زینب اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا حضور نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور دلہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔

حدیث ۴ ابو داؤد و ترمذی و عاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

کہ حضور نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھاتے تو اللہ کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے، اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا۔ اور امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ قِي اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔

حدیث ۵ امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و عاکم و بخاری بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عنه سے مروی کہ ارشاد فرمایا، مجتمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔ ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا کہ تم شاید الگ الگ کھاتے ہو گے عرض کی ہاں فرمایا اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو برکت ہوگی۔

حدیث ۶ شرح سنن میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں

کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اسی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا کیوں ہوا ارشاد فرمایا ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھایا۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے امیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں

ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا جب کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا یہ لقمہ اٹھایا اور یہ کہا بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم کیا اور

یہ فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھارہا تھا جب اس نے اللہ کا نام ذکر کیا جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔

اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو چلی گئی تھی واپس آگئی۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں مُخَذَّفَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور شروع نہ کرتے کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور کے پاس حاضر تھے ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے اُسے کوئی ڈھکیل رہا ہے اُس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اُسے کوئی ڈھکیل رہا ہے حضور نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور یہ فرمایا کہ جب کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا، وہ کھانا شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اُس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اُس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے اس کے بعد حضور نے اللہ کا نام ذکر کیا یعنی بسم اللہ کہی اور کھانا کھایا۔ اسی کے مثل امام احمد و ابوداؤد و نسائی و عالم نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث ۹ ابن عساکر نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا ہو وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اُس کا کھانا یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔

حدیث ۱۰ دہلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھائے یا پئے تو یہ کہئے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ نَبِيٍّ لَا يَخْرُجُ مَعَهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ حَتَّىٰ يَمِيَا

قیومؑ پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی اگرچہ اس میں زہر ہو۔

حدیث ۱۱ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو داہنے ہاتھ سے پئے۔

حدیث ۱۲ صحیح مسلم میں انہیں سے مروی کہ حضور نے فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۳ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دہنے ہاتھ سے کھائے اور دہنے ہاتھ سے پئے اور دہنے ہاتھ سے لے اور دہنے ہاتھ سے دے کیوں کہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔

حدیث ۱۴ ابن اثجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں انگلیوں سے کھانا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ آعاب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ پاٹ لیتے۔

لہٰذا ترجمہ: اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرور دینے والی نہیں نہ

زمین میں نہ آسمان میں۔ اسی اے قیوم (قائم رکھنے والے) ص ۳

۱۱ حضرت کعب بن جحوف فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے دیکھا۔ انگوٹھا، جو انگلی اس سے متصل ہے اور درمیانی انگلی، پھر میں نے سرکار کو دیکھا کہ درمیانی انگلی اور اس سے متصل کو پیر انگوٹھے کو پاٹ رہے ہیں۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ للعلاء ابن الجوزی) محمد احمد۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ پونچھے جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو چٹانہ دے۔

یعنی ایسے شخص کو چٹا دے جو کراہت و نفرت نہ کرتا ہو مثلاً کلایذہ و مریدین کہ یہ اساذ و شیخ کے جوڑے کو تیز لگ جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لئے استغفار کرے گا۔

تذہین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔

حدیث ۱۹ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے نہانت فرمائی۔

حدیث ۲۰ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے لہذا اگر لقمہ گرجائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اسے شیطان کے لئے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

حدیث ۲۱ ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عقیل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا انہوں نے اٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کتنی حقیر و

ذیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انہوں نے کھایا (کسی نے ان سے کہا خدا امیر کا جلا کرے) معتقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھایا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے انہوں نے فرمایا ان عجیبوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے اسے صاف کر کے کھا جائے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اس کو لے کر پونچھا پھر کھایا اور فرمایا عائشہ اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔

یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

حدیث ۲۳ طبرانی نے عبداللہ بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲۴ دارمی نے اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ جب ان کے پاس شہید لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ ٹھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہو جائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔

حدیث ۲۵ حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو داؤد اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا: کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔

حدیث ۲۶ صحیح بخاری شریف میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پڑھتے

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَفْتَعٍ عَنْهُ
رَأَيْتَنَا.

حدیث ۲۷ صحیح مسلم میں آنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر
اللہ کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد کرتا ہے۔

حدیث ۲۸ ترمذی و ابوداؤد ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

حدیث ۲۹ ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے والا شکر گزار و سیاہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔
حدیث ۳۰ ابوداؤد نے ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے یہ پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
حدیث ۳۱ ضیائے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا
آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اور اٹھانے سے پہلے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے
اس کی صورت یہ ہے کہ جب رکھا جائے بسم اللہ کہے اور جب اٹھایا جانے لگے الحمد
لِلَّهِ کہے۔

حدیث ۳۲ نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ
کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وَمَنْ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاطْعَمَنَا
وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرُ مُوَدِّعٍ رَقِيٍّ وَلَا
مُكَافِيٍّ وَلَا مُكْفُورٍ وَلَا مُسْتَفْتَعٍ عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا
مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَانَا مِنَ الْعُرِيِّ وَهَدَانَا

مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَرَنَا مِنَ الْعَمَىٰ وَفَضَّلَنَا عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِهَا
تَفْضِيلًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

حدیث ۳۳ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے **اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَابْدِلْنَا خَيْرًا مِنْهُ** اور جب دودھ پئے تو یہ کہے **اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَبِرَادْنَا مِنْهُ** کیوں کہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔

حدیث ۳۴ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پر سے اٹھنے کی ممانعت کی جب تک کھانا اٹھانے لیا جائے۔

حدیث ۳۵ ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دسترخوان چننا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے جب تک دسترخوان نہ اٹھالیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھانا چکا ہو جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیوں کہ اگر بغیر معذرت کے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہو گا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا۔ اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔

اسی حدیث کی بنا پر علماء یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت

لے لے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر بدل عطا فرما ۱۲ م
لے لے اللہ اس میں ہمارے لئے برکت دے اور یہ ہیں اور زیادہ دے ۱۲ محمد احمد

پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

حدیث ۳۶ ترمذی و ابوداؤد نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور گلی کرنا برکت ہے اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضور نے ارشاد فرمایا کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے (اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)

حدیث ۳۷ طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا ہاتھ میوہ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مریضین کی سنتوں میں سے ہے

حدیث ۳۸ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا ماضی کیا جائے وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے یعنی ہاتھ میوہ دھولے۔

حدیث ۳۹ ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

حدیث ۴۰ ترمذی نے عکراش بن زونیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی تریہ اور بوٹیاں لائی گئیں میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا پھر حضور نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے اس کے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں پھر پانی لایا گیا حضور نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے میوہ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی

گئی ہو اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

۱۱) **حدیث ۴۱** ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی ٹوہو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔ اسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

۱۲) **حدیث ۴۲** حاکم نے ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا کھانے کے وقت جو تے اتار لو کہ یہ سنتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جو تے اتار لو کہ اس سے تمہارے پاؤں کے لئے راحت ہے۔

۱۳) **حدیث ۴۳** ابوداؤد و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ رکھاتے وقت گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجیبوں کا طریقہ ہے اس کو دانت سے نوج کر کھاؤ کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے۔ اس وقت ہے جب گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوج کر کھایا جاسکتا ہو۔

آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں یہ مذموم طریقہ ہے اور اگر بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوجا جاسکے یا مثلاً مسلمان بھٹی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوجنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں اسی قسم کے بعض مواقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔

۱۴) **حدیث ۴۴** صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حدیث ۴۵ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا۔ نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور حضور کے لئے تیلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور نے تیلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے کہا کہ دسترخوان خوان چپاتی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امرا کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت ٹھکانا پڑے اس پر کھانا کھانا ٹنگترین کا طریقہ تھا جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امرار کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی صیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔

حدیث ۴۷ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔

حدیث ۴۸ صحیح بخاری میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔

حدیث ۴۹ ابن ماجہ و ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں شربید پیش کیا گیا ارشاد فرمایا کہ کناروں سے کھاؤ۔ بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت آتی ہے۔ شربید ایک قسم کا کھانا ہے روٹی توڑ کر شوربے میں تل دیتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰ طبرانی نے عبد الرحمن بن مویز سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

۳۱) تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ظرف جو بھرا جائے پیٹ سے زیادہ بڑا نہیں اگر تمہیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لئے رکھو۔

۳۲) **حدیث ۵۱** ترمذی و ابن ماجہ نے مقدم بن معاذ بکیرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ بڑا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لمبے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے اور تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔

۳۳) **حدیث ۵۲** ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی فرمایا اپنی ڈکار کم کر اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔

۳۴) **حدیث ۵۳** صحیح مسلم میں آتس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔

۳۵) **حدیث ۵۴** صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔

۳۶) **حدیث ۵۵** صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن کے یہاں کھجوریں ہیں اس گھر والے بھوکے نہیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں۔

یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں۔ اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لئے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انہیں کھالیں گے بھوکے نہیں رہیں گے۔

حدیث ۵۶ صحیح مسلم میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بقیہ (اوش) میرے پاس بھیج دیتے ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا اس میں سے کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کیوں کہ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں مگر میں تو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں میں نے عرض کی جس کو حضور ناپسند فرماتے ہیں میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

حدیث ۵۷ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ ہے یا فرمایا وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی جس میں سبز ترکاریاں تھیں حضور نے فرمایا کہ بعض صحابہ کو پیش کر دو اور ان سے فرمایا کہ تم کھا لو اس لئے کہ میں ان سے باتیں کرتا ہوں کہ تم ان سے باتیں نہیں کرتے یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸ ترمذی و ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔

حدیث ۵۹ ترمذی نے ائمہ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتی ہیں میرے یہاں حضور تشریف لائے فرمایا کچھ تمہارے یہاں ہے میں نے غزنس کی سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں فرمایا لاؤ جس گھر میں سرکہ ہے اس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔

حدیث ۶۰ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا لوگوں نے کہا ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں جھڑنے آئے طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے۔

حدیث ۶۱ ابن ماجہ نے اشما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا حضور نے ہم پر پیش فرمایا

ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو۔
یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھائے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے کہ
کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسار ہے بعض تکلف کرنے
ولے ایسا کیا کرتے ہیں۔ اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان
سے بار بار نہ کہا جائے کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے
جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے
ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ابو بکر و عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے ارشاد فرمایا کیا چیز تمہیں اس وقت گھر سے باہر لائی عرض کی بھوک
فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چیز تمہیں گھر سے باہر لائی وہی مجھے
بھی لائی۔ ارشاد فرمایا اٹھو وہ لوگ حضور کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک انصاری کے
یہاں تشریف لے گئے دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہیں انصاری کی بی بی نے جوں ہی ان حضرات
کو دیکھا ترخاوا اٹھا کہا حضور نے دریافت فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہے کہا کہ بیٹھا پانی لینے
گئے ہیں اتنے میں انصاری آگئے حضور کو اور شخصین کو دیکھ کر کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر
کوئی نہیں جس کے یہاں ایسے معتز بہان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے جس میں
آدھ کی اور خشک کھجوریں بھی تھیں اور زطیب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا کہ کھائے اور
خود چھری نکالی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) حضور نے فرمایا دودھ والی کو نہ ذبح
کرنا۔ انصاری نے بکری ذبح کی ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں
پانی پیاجب کھاپی کر فارغ ہوئے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ قسم ہے اس
کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا۔ تمہیں
بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔

حدیث ۶۳ مسلم و ابو داؤد نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ
حضور نے فرمایا جو شخص ماندی یا سونے کے برتن میں کھانا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں

جہنم کی آگ آتا ہے۔

حدیث ۶۴ ابو داؤد وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانے میں کھسی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو اور پھینک دو کیوں کہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے یعنی وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے لہذا پوری کو غوطہ دیدو۔

حدیث ۶۵ ابو داؤد ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانا کھائے اور دانتوں میں کچھ رہ جائے اسے اگر غزال سے تکلے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نکل جائے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔

مسائل فقہیہ

بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔ اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مرجائے گا تو اتنا کھا لینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار ہوا۔ اتنا کھا لینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے تناکم زور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھا لینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے (دور مختار)

مسئلہ اضطراب کی حالت میں یعنی جبکہ جان جلنے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھانے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہیں بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرانی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا (دور مختار)

مسئلہ پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو پنی کر اپنے کو ہلاکت سے

بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے۔

وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے تو اس سے زبردستی چھین لے

اور اگر اس کے لئے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دے (رد المحتار)

مسئلہ ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم

میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھا لو اس کے لئے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں

یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں (رد المحتار)

مسئلہ کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں

مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیوں کہ مردار کا

گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے

میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا۔ (رد المحتار)

مسئلہ بھوک سے کم کھانا چاہئے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے

یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ کیوں کہ اس کا بھی صحیح متعدد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی۔

اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے زیادہ کا مطلب ہے کہ اتنا کھالیا جس سے پیٹ

خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔ (در مختار)

مسئلہ اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لئے کھالیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا۔

روزہ میں کم زوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب

ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ کھانا تو کم زوری ہوگی دوسرے کاموں میں

دقت ہوگی۔ یوں ہی اگر بہان کے ساتھ کھارہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا

تو بہان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھالینے کی

اجازت ہے (در مختار)

مسئلہ سیر ہو کر کھانا اس لئے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے

پڑھانے میں کم زوری پیدا نہ ہوگی اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ شکم خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر مباح تناول کرے یا بقدر مندوب مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس لئے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو کہ اس نیت سے کھانا بھی ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تَلَذُّذٌ وَتَتَمُّمٌ نہ ہو کہ یہ بُری صفت ہے۔ قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی کہ کھانے سے اُن کا مقصود تشبع و تتمم ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی (ردالمحتار)

مسئلہ ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تعلیل غذا کہ عبادت مفروضہ کی ادائیگی میں ضعف پیدا ہو جائے مثلاً اتنا کم زور ہو گیا کہ کھرا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کم زوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں (ردمختار)

مسئلہ زیادہ کھایا اس لئے کہ تھے کڑا لے گا اور یہ صورت اس کے لئے مفید ہو تو حرج نہیں کیوں کہ بعض لوگوں کے لئے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے (ردمختار)

مسئلہ جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبہ شہوت ہو گا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبہ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو (علمگیری)

اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبہ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ ایک قسم کا کھانا ہو گا تو بقدر حاجت نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی لہذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کر لے گا اس مقصد کے لئے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لئے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے (علمگیری)

(۴۹)

کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں !

مسئلہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا۔

④ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا توپیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

مسئلہ سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹھوں تک دھوئے جائیں بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھولیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی (علمگیری)

مسئلہ مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے دوسرے سے اس میں مدد نہ لے سنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے (علمگیری)

⑤ کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

بھوسی یا آٹے یا بیں سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں۔

کھانے کے لئے منہ دھونا سنت نہیں۔ اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کر دی ہاں جب نے اگر منہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

⑥ کھانے سے قبل جو انوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اس کے بعد جو انوں کے یہی حکم غلامار و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔

⑦ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھیں۔ اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ

⑧ بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انہیں یاد

آجائے اور الحمد للہ آہستہ کہے، مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو الحمد للہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ شکر شکر خدا بجا لائیں۔

⑪ روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔

بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہئے
نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔

⑫ ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونکھیں۔

⑬ ⑭ کئی لٹاکر پانگے سر کھانا اور پ کے خلاف ہے۔

⑮ بایں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دیکر کھانا بھی مکروہ ہے۔

⑯ روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی

کھائے ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔
اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے ضائع نہ ہوں گے تو
ٹوڑنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھا
لیتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔

⑰ روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے اسی لئے

عموما دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

⑱ دہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

⑲ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس

کو اٹھا کر کھائے۔

⑳ رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداء نہ کھائے بلکہ ایک کنارہ سے کھائے۔

㉑ اور جو کنارہ اس کے قریب ہے وہاں سے کھائے۔

㉒ جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے ہاں اگر

طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں تو ادھر ادھر سے کھانے کی اجازت ہے

کہ یہ ایک چیز نہیں، ㉓ کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین

پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔

⑬ گرم کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے پر پھونکے نہ کھانے کو سونگھے۔

⑭ کھانے کے وقت باتیں نہ کرنا جائے بالکل چپ رہنا جو سیوں کا طریقہ ہے مگر بہودہ باتیں نہ کہے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

⑮ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے ان میں جو ٹھکانہ لگا رہتے دے۔

⑯ اور برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے کھانے کے بعد جو شخص

برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لئے دعا کرتا ہے کہتا ہے کہ اللہ تجھے جہنم کی آگ سے

آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے برتن اس

کے لئے مستفاد کرتا ہے ⑰ کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کرے۔ اس

سے شکر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں (بزازیہ ردالمحتار)

مسئلہ راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ دسترخوان پر روٹی تلے کھڑے جمع ہو گئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی

گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے کہ جیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں

گی راستہ پر نہ پھینکے (بزازیہ)

مسئلہ کھانے میں عیب نہ بتانا چاہئے نہ یہ کہنا چاہئے کہ بُرا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا

تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا۔

مسئلہ کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے

کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں

نے پوچھا تم نہیں۔ یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر

بلانے والے کو یہ چاہئے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لئے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے۔

یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ۔ یہ نہ کہنا چاہئے۔

کہہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علماء نے بہت

ذمت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ برکت دے زیادہ دے۔

مسئلہ باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے۔ اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص بھوک سے اتنا کم زور ہو گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتا کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے تو جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے اس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے قابل ہو جائے اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہو اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جاسکتا ہے مگر کمانے پر قادر نہیں تو جا کر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو اس پر دینا واجب ہے۔ اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کر کے پیسے حاصل کرے اس کے لئے مانگنا حلال نہیں۔

محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کر سکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا (علمگیری)

مسئلہ کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے کھایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہو گئی

وہ پیایا جاسکتا ہے (علمگیری)

۵۱) مسئلہ روٹی میں اگر پلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا۔ اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے (علمگیری)

۵۲) مسئلہ نالی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس پر یہ لازم نہیں کہ اسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے (علمگیری)

۵۳) مسئلہ گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چلی میں پس گیا۔ اس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے نہ جانوروں کو کھلا سکتا ہے (علمگیری)

۵۴) مسئلہ گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے (علمگیری)

۵۵) مسئلہ باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا۔

اور اجازت دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ صراحتہ اجازت ہو مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو۔

یا دلالتہ اجازت ہو یعنی وہاں ایساعت و عادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔

درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں۔ مگر جب پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے۔

مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھا لائے (علمگیری) ان سب صورتوں میں عرف و عادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف و عادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

۵۶) مسئلہ خریف کے موسم میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھا لانا جائز ہے اور مالک کے لئے بے کار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا بھاڑ جلانے والے اٹھا لاتے ہیں ایسے

بتوں کو اٹھالانے میں حرج نہیں (علمگیری)

مسئلہ دوست کے گھر گیا جو چیز کی بوتلی ملی خود لے کر کھالی یا اس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھائے اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے۔

مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اُسے ناگوار ہے (علمگیری)

مسئلہ روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈبل روٹی کو چھری سے کاٹ کر اُس کے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیر مال دی جاتی ہے ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مسلم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

مسئلہ مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ مسیذ کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے اس سے اجتناب چاہیے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیے غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ خیری روٹی پکوانے میں نان بائی سے خمیر لے لیتے ہیں پھر ان کے آٹے میں سے اسی انداز سے نان بائی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں (علمگیری)

مسئلہ بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز تیار کی اور سب مل کر اُسے کھائیں گے چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے گوشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی ویسی نہیں (علمگیری)

مسئلہ کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اُسے پھینک دے اور نکل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکلا یا

جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے بلکہ اُسے لئے رہے جب اُس کے سامنے طشت آئے اُس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے (علگییری) خلال کے لئے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تکی سے مونہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لئے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں، مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

۱- **حدیث ۱** صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی پینے میں تین پار سانس لیتے تھے اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ قرأت تھے کہ اس طرح پیتے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید اور خوش گوار ہے۔

۲- **حدیث ۲** ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو۔

۳- **حدیث ۳** ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔

۴- **حدیث ۴** ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے فرمایا اُسے گرا دو اس نے عرض کی کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں فرمایا برتن کو منہ سے جدا کر کے سانس لو۔

۵- **حدیث ۵** ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں

پھونکنے کی ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات میں اٹھا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لئے موڑا اس میں سے سانپ نکلا۔

حدیث ۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیئے اور جو کھول کر ایسا کر گزے وہ قتل کر دے۔

حدیث ۱۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں میں آب زمزم کا ایک ڈول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لایا۔ حضور نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لئے رجبہ کو فد میں بیٹھ گئے جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا انہوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور یہ فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں اور جس طرح میں نے کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ویسا ہی کیا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مطلقاً کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ

وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اُس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آب زم زم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے لہذا ان کا تمام اعضا میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ مسلم کا جو ٹھا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہیے۔ مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء مذکور پایا۔
واعلم عند اللہ۔

حدیث ۱۲ ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے مشک لٹکی ہوئی تھی اُس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا (حضور کے اس فعل کو علمائے بیان جواز پر محمول کیا ہے) میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔

اُن کا کاٹ کر رکھ لینا بغرض تبرک تھا کہ چونکہ اس سے حضور کا دہن اقدس لگا ہے یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں پیڑوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا کیا تمہارے یہاں باسی پانی پڑا ہوا ہے (اگر ہو تو لاؤ) ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں انہوں نے کہا میرے یہاں باسی پانی پڑا ہوا ہے اپنی جو نیپڑی میں گئے اور برتن میں پانی اٹھالیں اس میں بکری کا دودھ دوہا حضور نے پیا پھر دوبارہ انہوں نے پانی لے کر دودھ دوہا حضور کے سامنے لیا۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھریں جو کواں تھا

اس کا پانی اس میں ملایا گیا — یعنی لستی بنائی گئی —

پھر حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور نے نوش فرمایا۔ حضور کی بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دہنی طرف ایک اعرابی تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ابو بکر کو دیجئے حضور نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا دہنا مستحق ہے پھر اس کے بعد جو داہنے ہو۔ دہنے کو مقدم رکھا کرو۔

حدیث ۱۵ بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا۔ حضور نے نوش فرمایا۔ حضور کی دہنی جانب سب سے چوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دو انہوں نے عرض کی حضور کے اولاد میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا۔ حضور نے ان کو دے دیا۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حریر اور دیبا نہ پہنو اور نہ سوتے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

حدیث ۱۷ اترمذی نے زہری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔

حدیث ۱۸ ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں مونہ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور ایک ہاتھ سے چلو لے کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ تھکی طرح پانی میں منہ نہ ڈالے اور نہ ایک ہاتھ سے چلو لے کر پئے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پئے تو اسے ہلانے مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے

نئے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اُس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برتن تھا کہ انہوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔

حدیث ۱۹ ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی بیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔

حدیث ۲۰ مسلم و احمد و ترمذی نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پئے گا۔

حدیث ۲۱ دہلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا پانی کو چوس کر یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ کس چیز کا منخ کرنا حلال نہیں۔ فرمایا پانی اور نمک اور آگ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ پانی کو تو ہم نے بھریا مگر نمک اور آگ کا منخ کرنا کیوں حلال نہیں؟ فرمایا اے خیر جس نے آگ دیدی گویا اُس نے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دیدیا گویا اُس نے تمام اُس کمانے کو صدقہ کیا جو اُس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کر دیا۔

مسائل فقہیہ پانی بسم اللہ کہنے کر دہنے ہاتھ سے پئے۔ اور میں سانس میں پئے۔ ہر مرتبہ برتن کو مونہ سے ہٹا کر سانس لے۔ چلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔ اس طرح پینے سے پیاس بچھ جاتی ہے۔ اور پانی کو چوس کر پئے۔ عت عت بڑے بڑے گھونٹ نہ پئے۔ جب پی چکے الحمد للہ کہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کھڑا

یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے، اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اُسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جو ٹپا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے۔ اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ مسلمان کے جوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

مسئلہ مشک کے دبانے میں مونہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے کیا معلوم کوئی مضر چیز اس کے حلق میں چلی جائے (علمگیری) اسی طرح لٹے کی ٹوٹی سے پانی پینا مگر جبکہ لٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے صراحی میں مونہ لگا کر پانی پینے کا بھی حکم ہے۔

مسئلہ سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لئے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لئے ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے (علمگیری) جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے ستایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو غسل کریں یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اُسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے

مسئلہ وضو کا پانی اور آپ زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا یعنی خلوک کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا یہ کیا ہے (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔

حدیث ۲ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔ صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انہیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور نے قیام فرمایا میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بلا لایا ولیمہ میں نہ گوشت تھا نہ روٹی تھی حضور نے حکم دیا دسترخوان بچھا دئے گئے، اس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں ستوا اور کھجوریں تھیں

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی

۲۱ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اُسے آنا چاہیے۔

۲۱ **حدیث ۵** صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے چاہے نہ کھائے۔

۲۱ **حدیث ۶** صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بٹاتے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اور جس نے دعوت کو ترک کیا یعنی بلا سبب انکار کر دیا، اُس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا بڑا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اُسے منع کرتا ہے اور اُس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اُس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غار نگری کر کے نکلا۔

۲۱ **حدیث ۸** ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حقیقی ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمنہ ہے (یعنی سُنانے اور شہرت کے لئے ہے) جو سُنانے کے لئے کوئی کام کریگا اللہ تعالیٰ اس کو سُنانے کا یعنی اس کی سزا دیگا۔

۲۱ **حدیث ۹** ابو داؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور غماز کے طور پر دعوت کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰ امام احمد و ابو داؤد نے ایک صحابی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو شخص دعوت دینے بیگ وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمہارے دروازہ سے قریب ہو، اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابو شعیب تھی انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لئے کفایت کرے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تموڑا سا کھانا تیار کیا اور حضور کو بلانے آئے ایک شخص حضور کے ساتھ ہوئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابو شعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہا اجازت دو۔ انہوں نے عرض کی میں نے ان کو اجازت دی۔

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلانے چلا آئے تو ظاہر کر دے کہ میں نہیں بلایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے کیوں کہ ظاہر نہ کرے گا تو صاحب خانہ کو یہ ناگوار ہو گا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بہانہ کا اکرام کرے

اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے بڑے کسی کو ایمان دے۔

اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بات بولے یا چُپ رہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اشد اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اشد اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ نہان کا اکرام کرے ایک دن رات اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن رات اس کی پوری خاطر داری کرے اپنے مقدور بھر اس کے لئے تکلف کا کھانا تیار کر لے) اور ضیانت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد حاضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے نہان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اُسے حرج میں ڈال دے۔

حدیث ۱۵ ترمذی ابی الاخوص حشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فرمائیے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا اُس نے میری ہمانی نہیں کی اب وہ میرے یہاں آئے تو اُس کی ہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا بلکہ تم اُس کی ہمانی کرو۔

حدیث ۱۶ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نہان کو دروازہ تک رخصت کرنے جلانے

مسائل فقہیہ دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیانت کرے۔ اور اُس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرنا جائز ہے۔

اور جو لوگ بلائے جائیں اُن کو جانا چاہیے کہ اُن کا جانا اس کے لئے سنت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب؛ علماء کے دنوں قول میں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنتِ مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے۔ اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اُس کا دل خوش کرنا ہے۔ اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحبِ خانہ کے لئے دعا کرے۔ اور ولیمہ

کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے ورنہ اس کے لئے دعا کرے (علمگیری ردالمحتار)

مسئلہ دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود آدائے سنت ہو اور اگر مقصود تقاضا ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہئے (ردالمحتار)

مسئلہ دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو و لعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے۔ اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جا رہا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اُسے نہ ہو تو صبر کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو۔ اور اگر مقتدی و پیشوا جو مثلاً علماء و مشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدی ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں (بدایہ و نہج)

مسئلہ اگر وہاں لہو و لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جاننے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہئے کہ اس کے جاننے سے منکرات شرعیہ روک دئے جائیں گے۔ اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جاننے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے کیوں کہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہو گا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہو گا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں (علمگیری)

مسئلہ دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اُس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دوہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم (علیگیری)

ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے سنت سے آگے بڑھنا یا دُستور ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں ان میں ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے جبکہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا۔ اور اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے (علیگیری) بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معتزین کے سامنے عمدہ کھانے پختے ہیں اور غریبوں کے لئے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے مگر اس صورت میں جن کے پاس کوئی اچھی چیز ہے اُس نے ایسے کو دیدی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر ہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار ہوگا کیوں کہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اُس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے لہذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے مثلاً روٹی گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دیدی تو ظاہر ہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیوں کہ اُس نے اس کے کھانے کے لئے رکھا ہے اس کو مالک نہیں کر دیا ہے کہ جس کو چاہے دیدے (علیگیری)

مسئلہ دو دسترخوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا (علیگیری)

مسئلہ کھاتے وقت صاحب خانہ کا بچہ آگیا تو اس کو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔ (علیگیری)

مسئلہ کھانا ناپاک ہو گیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے ماہر کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے (علمگیری)

مسئلہ یہاں کو چار باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھا یا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔ بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔ اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لئے دعا کرے۔

میزبان کو چاہیے کہ یہاں سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لئے مضرب ہو۔ میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے۔ اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے۔ اور یہاں لوگوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو۔ اور اگر صاحبِ مشعت ہو تو یہاں کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے میزبان کو چاہیے کہ یہاں کی خاطر داری میں خود مشغول ہو خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اگر یہاں تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروت ہے۔ اور بہت سے یہاں ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ یہاں لوگوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو (علمگیری)

مسئلہ جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لئے طشت پیش کرے (علمگیری)

مسئلہ جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے سوال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں مزاج نہیں یہاں حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے۔ اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ

اُس کی دعوت کھائے جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے
(علمگیری)

مسئلہ جس شخص پر اُس کا دین ہے اگر اُس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی
وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں۔ اور اگر پہلے ہی دن
میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلفات بڑھا
دیئے تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے (علمگیری)

ظروف کا بیان

مسئلہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور اُن کی پیالیوں سے تیل لگانا یا
اُن کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگلیٹھی سے ٹھوکرنا منع ہے۔ اور یہ مانعت
مرد و عورت دونوں کے لئے ہے عورتوں کو اُن کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے
سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے (در مختار)
مسئلہ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، اُن کی ستلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا،
اُن کے آئینہ میں مونہہ دیکھنا، ان کی قلم روات سے نکلنا، اُن کے لوتے یا پشت سے
دھو کرنا، یا اُن کی کرسی پر بیٹھنا، مرد و عورت دونوں کے لئے منوع ہے (در مختار و المختار)
مسئلہ سونے چاندی کی آرسی پہننا عورت کے لئے جائز ہے مگر اُس آرسی میں
مونہہ دیکھنا عورت کے لئے بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی مانعت اُس صورت میں ہے کہ
اُن کو استعمال کرنا ہی مقصود ہو اور اگر یہ مقصود نہ ہو تو مانعت نہیں۔ مثلاً
سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹورے میں کھانا رکھا ہوا ہے اگر یہ کھانا اُسی میں چھوڑ دیا
چائے تو اِضاعتِ مال ہے اُس کو اُس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں لے کر کھائے
یا اس میں سے پانی چلو میں لے کر پیا یا پیالی میں تیل تھا سر پر پیالی سے تیل نہیں ڈالا

- بلکہ کسی برتن میں یا ہاتھ پرتیل اس غرض سے لیا کہ اس سے استعمال ناجائز ہے لہذا تیل کو اس میں سے لے لیا جائے اور اب استعمال کیا جائے یہ جائز ہے۔ اور اگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرض استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا واڑھی میں لگاتے ہیں اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال سے بچنا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے (درمختار و المختار)
- ۲۶ مسئلہ چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے (ردالمحتار)
- ۲۷ مسئلہ سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لئے ہوں۔ مثلاً قرینہ سے یہ برتن و دوات لگا دیے کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یوں ہی سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں (درمختار و المختار)
- ۲۸ مسئلہ بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لاکر رکھتے ہیں یہ چیزیں استعمال میں نہیں آئیں بلکہ پڑھانے والے کو دیدیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔
- ۲۹ مسئلہ سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال ناجائز ہے مثلاً تانبے پیتل سیسہ پتھر وغیرہ گھڑی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے فرشتے اس کی زیارت کو آئیں گے۔ تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلمی ہونی چاہیے بغیر قلمی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے (درمختار و المختار)
- ۳۰ مسئلہ جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال ناجائز ہے جبکہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی منے میں اس جگہ موند نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور قول اول اصح ہے (درمختار و المختار)
- ۳۱ مسئلہ چھڑی کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے کیوں کہ اس میں استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہذا موضع استعمال میں سونا چاندی

ہوتی۔ اور اگر اس کی شام سونے چاندی کی جو دستہ سونے چاندی کا نہ ہو تو استعمال میں حرج نہیں کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے اسی طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہو تو اس سے لکھنا ناجائز ہے کہ وہی موضع استعمال ہے اور اگر قلم کے بالائی حصہ میں ہو تو ناجائز نہیں۔

مسئلہ چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زمین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے۔ محض یہ ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے اس کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے۔ اور اگر اس میں جگہ جگہ چاندی سونا ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز، ورنہ جائز۔ مثلاً چاندی کی انگلیٹی سے بٹھور کرنا مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اسی طرح اگر حقہ کی فرشی چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے۔ اسی طرح حقہ کی موندھ مال سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے۔ اور اگر نیچے پر جگہ جگہ چاندی سونے کا تار ہو تو اس سے حقہ پی سکتا ہے جبکہ استعمال کی جگہ پر تار نہ ہو۔ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا مکہ ہے جس سے بیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے اسی طرح زمین میں۔ اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اس میں کام بنا ہوا ہو تو موضع استعمال میں نہ ہو یہی حکم لگام اور ڈوچی کا ہے (ہدایہ در مختار رد المحتار)

مسئلہ برتن پر سونے چاندی کا تلخ ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں رہتا۔
مسئلہ آئینہ کا حلقہ جو بوقت استعمال پکڑنے میں نہ آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو اس کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ در مختار)
مسئلہ تلوار کے قبضے اور چھری یا پیش قبضے کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ در مختار)
مسئلہ کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے اس کے استعمال کا بھی

وہی حکم ہے (در مختار) اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی جائز ہے جبکہ اس جگہ سے استعمال نہ کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لکڑی کا پیالہ تھا وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔

خبر کہاں معتبر ہے

اللہ عزوجل فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ

فَقَبَلْتُمْ أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوا عَلَيَّ مَا نَعَلْتُمْ لِنُدِمِّينَ

اے ایمان والو! اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسے خوب جانچ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ ناواقف میں کسی قوم کو تکلیف پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

مسئلہ اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لئے بھیجا اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو۔ وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے آکر یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر

لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات

میں کافر کی خبر معتبر ہے۔ اگرچہ حلت و حرمت دیانات میں سے ہیں اور دینانا

میں کافر کی خبر نامقبول ہے۔ مگر چونکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حلت

وحرمت اس مقام پر فہمی چیز ہے لہذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہو

جائے گی۔ اور اصل خبر حلت و حرمت کی ہوتی تو نامعتبر ہوتی (مہارہ در مختار)

مسئلہ معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہونا اس وقت ہے جب غالب گمان یہ ہو کہ سچ

کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے (جوہرہ)

مسئلہ گوشت خریدنا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے۔

۳۱ پھیرنے کو لے گیا اُس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے اب بھی اس گوشت کو کھانا ممنوع ہے (در المختار)

۳۲ مسئلہ لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لاکر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تعصرت کر سکتا ہے۔ کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے۔ اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجا ہے بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے۔ فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اُس سے یہ شخص وٹی بھی کر سکتا ہے (رزلمعی)

۳۳ مسئلہ ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ ہمارے ولی یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے۔ یہ خبر بھی معتبر ہے۔ جب کہ غالب گمان ان کی سجائی ہو۔ لہذا بچہ نے کوئی چیز خریدی مثلاً ٹک مرغ ہلدی دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں۔ اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ مثلاً اُسے چند پیسوں کی مٹھائی یا بھل وغیرہ خریدنا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے جب کہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو پیسے اس لئے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھالے (در مختار و المختار) یعنی جب کہ گمان غالب یہ ہو کہ اُسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے مثلاً یہ گمان ہے کہ چچا کر لایا ہے مٹھائی خرید رہا ہے اُس کے گھر والے ایسے کہاں ہیں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

۳۴ مسئلہ کافر یا فاسق نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں دکیل ہوں اُس کی خبر اعتبار کی جا سکتی ہے اور اس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں۔ جبکہ ظن غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے (در مختار)

۶۱ مسئلہ دیانات میں مخبر کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے مثلاً ملت، حرمت، نجاست، طہارت۔ اور اگر دیانت کے ساتھ زوالِ ملک بھی ہو مثلاً میاں بی بی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں تو اس کے ثبوت کے لئے فقط عدالت کافی نہیں بلکہ عذر اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے دو مرد یا ایک مرد و عورتیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں (در مختار رد المحتار)

۶۲ مسئلہ پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ خبر دی کہ یہ نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر قاسق یا مستور نے خبر دی کہ پانی نجس ہے تو تحری (دغوب) کرے اگر دل پر یہ بات جمتی ہے کہ سچ کہتا ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمم کرے وضو نہ کرے اور اگر غالب گمان ہے تو وضو کرے۔ احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمم بھی کرے اور اگر کافر نے نجاست کی خبر دی اور غالب گمان ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہ ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمم کرے (در مختار) مسئلہ ایک عادل نے یہ خبر دی کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی خبر دی یا ایک نے خبر دی کہ یہ مسلم کا ذبیحہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا ذبیحہ ہے اس میں بھی تحری کرنے بعد غالب گمان ہو اس پر عمل کرے (رد المحتار)

لباس کے بیان

حدیث ۱ امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو جو چاہے کھا اور تو جو چاہے پہن جب تک دو باتیں نہ ہوں اسراف و تکبر۔

حدیث ۲ امام احمد و نسائی و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبدہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنوجب

تک اسراف و تکبر کی آمیزش نہ ہو۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تحیرہ بہت پسند تھا۔ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو مین میں بٹی تھی۔

حدیث ۴ ترمذی نے جابر بن سمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضورؐ سرخ مٹہ پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں میں کبھی حضور کو دیکھتا اور کبھی چاند کو حضور میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کلی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا کہ حضور کی وفات انہیں میں ہوئی (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے)

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی اتنا بچا کرے کہ زمین سے اگ جائے) اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے جو اترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا اس کی طرف اللہ نظر رحمت نہیں کرے گا۔ صحیح بخاری کی انہیں سے روایت ہے کہ ایک شخص اترانے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنسا ہی چلا جائے گا۔

حدیث ۷ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے وہ آگ میں آگے

حدیث ۸ ابوداؤد و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن کا تہبند آدمی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہو اس میں بھی حرج نہیں اور اس سے

جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند کو ازراہ تکبر گھٹے۔

حدیث ۹ ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسباہ یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی عادت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی عورتوں کے لئے کیا حکم ہے فرمایا ایک بالشت لٹکائیں (یعنی آدمی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکائیں) عرض کی اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے ارشاد فرمایا ایک ہاتھ لٹکائیں اس سے زیادہ نہیں۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ ٹھک رہا تھا ارشاد فرمایا عبد اللہ اپنے تہبند کو اونچا کرو میں نے اونچا کر لیا پھر فرمایا زیادہ اونچا کرو میں نے زیادہ کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا کہ کسی نے عبد اللہ سے پوچھا کہاں تک اونچا کیا جائے کہا نصف پنڈلی تک۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کرے گا اللہ تعالیٰ تیسرا دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا تہبند ٹھک جاتا ہے مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں (یعنی ان کے شکم پر تہبند رکھا نہیں تھا سرک جاتا تھا) حضور نے فرمایا تم ان میں سے نہیں جو براہ تکبر لٹکاتے ہیں (یعنی جو بالقد تہبند کو نیچا کرتے ہیں ان کے لئے عید ہے)۔

حدیث ۱۲ ابو داؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ان کے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا۔ میں نے کہا آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابو داؤد نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔

حدیث ۱۴ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سپید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور سترے ہیں اور انہیں میں اپنے مڑے کفناؤ۔

حدیث ۱۵ ابن ماجہ نے ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنہیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مڑے کفنا اچھا ہے۔

حدیث ۱۶ ترمذی و ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں ایک شخص سُرخ کپڑا پہنے ہوئے گزرے اور انہوں نے حضور کو سلام کیا حضور نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

حدیث ۱۷ ابو داؤد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں حضور نے مونہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسما رجب عورت باغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے سوائے اور پتھیلیوں کے۔

حدیث ۱۸ امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ دے دیا۔

حدیث ۱۹ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عامہ باندھے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔

حدیث ۲۰ بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔

۱۰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر

ظاہر ہو۔

۱۱ حدیث ۲۸ امام احمد و نسائی نے ابوالاحسن سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا

کہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھسیا

تھے حضور نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے۔ میں نے عرض کی ہاں ہے فرمایا کس قسم

کا مال ہے میں نے عرض کی خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے

غلام۔ فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرمیت کا اثر تم پر دکھائی دینا

چاہئے۔

۱۲ حدیث ۲۹ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر و انس و ابن زبیر و ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں رشیم پہنے گا وہ آخرت میں نہیں

پہنے گا۔

۱۳ حدیث ۳۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں رشیم پہنے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ

نہیں ہے۔

۱۴ حدیث ۳۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے رشیم پہننے کی ممانعت فرمائی مگر اتنا۔۔۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے دو انگلیاں بیچ والی اور کلہ کی انگلیوں کو ہلاک اشارہ کیا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عمر نے خطبہ میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رشیم کی ممانعت فرمائی ہے مگر دو

پایمن یا چار انگلیوں کی برابر۔۔۔ یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی رشیم کی گوٹ لگائی جیسا

سکتی ہے۔

۱۵ حدیث ۳۲ صحیح مسلم میں اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں

نے ایک کسروانی جب نکالا جس کا گریبان دیباچ کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباچ کی گوٹ

لگی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس

تھا جب حضرت عائشہ کا انتقال ہو گیا میں نے لے لیا۔ حضور اُسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو بغرض شفا پلاتے ہیں۔

۳۹

حدیث ۳۳ ترمذی و نسائی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ

۴۰

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

۴۱

حدیث ۳۴ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کسٹم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا یہ کافروں کے کپڑے ہیں انہیں تم مت پہنو۔ میں نے کہا انہیں دھو ڈالوں؟ فرمایا کہ جلا دو۔

۴۲

حدیث ۳۵ ترمذی ابواللیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا۔

۴۳

حدیث ۳۶ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی

تعالیٰ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو دہنے سے شروع کرتے۔

۴۴

حدیث ۳۷ ترمذی و ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے۔

۴۵

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرًا وَخَيْرَ مَا صَنَعَ لَكَ

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعَ لَهُ. لہ

حدیث ۳۸ ابوداؤد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری تعریفیں ہیں جیسے تو نے یہ مجھے پہننے کو دیا میں

تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا، اور اس کی بھلائی کا جس کام سے یہ بنا ہے

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس کے لئے یہ

بنا ہے۔ ۱۲ مصباحی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا پہنتے اور یہ پڑھے۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ . ۱۰
تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے

حدیث ۳۹ امام احمد نے ابو مسر سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین درہم میں کپڑا خریدا اس کو پہنتے وقت یہ پڑھا۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي الْمَنَاسِ
وَأُوَارِي بِهِ عَوْنَاتِي . ۱۰

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی پڑھتے ہوئے سنا۔

حدیث ۴۰ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا۔

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْنَاتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي
حَيَاتِي . ۱۰

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کفایت و حفظ و ستر میں رہے گا۔ تینوں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگہبان ہے

حدیث ۴۱ امام احمد و ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے

۱۰ (ترجمہ: سب قومیاں اللہ کے لئے جس نے یہ مجھے پہنایا اور میری کسی طاقت و قوت کے بغیر مجھے نصیب کیا۔ ۱۲ مصباحی)

۱۱ (ترجمہ: تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے پوشاکوں میں مجھے وہ عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں زیبائی حاصل کروں اور اپنا ستر چھپاؤں۔ ۱۳ مصباحی)

۱۲ (ترجمہ: ساری حمد و ستائش اللہ کے لئے جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے اپنا ستر چھپاؤں اور اپنی زندگی میں زیب تن کروں۔ ۱۳ مصباحی)

یہ حدیث ایک اصل گلی ہے لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے کفار و فتناء و ٹیچر سے مشابہت بڑی ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے۔۔۔۔۔ پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔۔۔۔۔ کفار و فتناء سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے۔۔۔۔۔ مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جا سکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو سکے۔

حدیث ۴۲ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔

حدیث ۴۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔

حدیث ۴۴ ابو داؤد عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں سُرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگ ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں جس میں رشیم کاکت لگا ہوا ہو یعنی چار انگل سے زائد) سُخن لو مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو بو نہ ہو۔۔۔۔۔ یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں۔ اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور دردمن کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

حدیث ۴۶ ابو داؤد نے دحیہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند قبیلی کپڑے لائے گئے حضور نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا کہ

اس کے دو کپڑے کر لو ایک ٹکڑے کی قمیص بنو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا وہ اور مٹی بنائے گی جب یہ چلے تو حضور نے فرمایا کہ اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا پیرا لگائے تاکہ بدن نہ جھلکے۔

حدیث ۲۷ صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے چڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ سلم کی روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔

حدیث ۲۸ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لئے اور ایک اس کی زوجہ کے لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے۔ یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لئے بچھونے جائز ہیں اور حاجت سے زیادہ نہ چاہیئے۔

مسئلہ اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے۔ اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب کہ اللہ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہذا اس سے بچنا ہی چاہیئے۔ اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے۔ تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بڑی صفت ہے (رد المحتار) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ آونی یا سوئی یا کتان کے کپڑے بولنے جائیں جو سنت کے موافق ہوں نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا۔ بلکہ متوسط قسم کے ہوں۔ کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود ہوتی ہے بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی ناش ہوئی

ہے لوگوں کی نظریں اٹھی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحب کمال اور تارک لذت یا شخص میں سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سراقہ میں پر سیاہ علامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدمی پٹنی تک ہو۔ اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چڑائی ایک بالشت ہو (ردالمحتار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان باجامہ کی جگہ جاکھیا پہنتے لگے ہیں۔ اس کے بجائز ہونے میں کسی کلام کہ گھٹنے کا گھلا ہونا حرام ہے۔ اور بہت لوگوں نے گرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔ اور دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں۔ اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کے وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد آپ نے لشکریوں کے لئے بھیجا تھا جس میں بیشتر حضرت صحابہ کرام تھے اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے:-

إِيَّاكُمْ وَرِزْقِي الْأَعَاظِمُ۔۔۔ عیروں کے بھیس سے بچو۔۔۔ ان عیسیٰ

وضع قطع۔۔۔ بنا لینا

مسئلہ رشیم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں۔ بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا داخل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں۔ اور جنگ کے موقع پر بھی بڑے رشیم کے کپڑے حرام ہیں۔ ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا رشیم تو طرائی کے موقع پر پہننا جائز ہے۔ اور اگر تانا رشیم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ طرائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا رشیم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا اس صورت میں حاصل نہ ہو گا (ہدایہ رد مختار)

مسئلہ تاناریشم ہو اور باتا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے (علمگیری) بعض قسم کی نخل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے ریشم کے ہوتے ہیں اس کے پہننے کا بھی حکم ہے اس کی ٹوپی اور صدزی وغیرہ نہ پہنی جائے۔
مسئلہ ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا بیٹھنا اور اس کا ٹیکہ لگانا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ پہننے میں نسبت اس کے زیادہ برائی ہے (علمگیری) مگر درختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر ہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ ٹسر کہ ایک قسم کے ریشم کا نام ہے بھانپوری کپڑے ٹسر کے کہلاتے ہیں وہ ڈٹا ریشم ہوتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو باریک ریشم کا ہے۔ کاشی سلک اور پینا سلک بھی ریشم ہی ہے اس کے پہننے کا بھی وہی حکم ہے۔ سن اور رام بانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔ اس زمانے میں کیلے کا ریشم چلا ہے یہ ریشم نہیں ہے بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بتاتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ریشم کا کھات اور حنا ناجائز ہے کہ یہ بھی ٹسر میں داخل ہے۔ ریشم کے پڑے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لئے جیسا کہ بھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں یہ ناجائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جیب یا کرتہ ریشم کا ہو اور اس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لئے اگرچہ بیچنے کے لئے ہی لے جا رہا ہے یہ ممنوع ہے (علمگیری)

مسئلہ عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالک آمیزش نہ ہو (عامہ کتب)

مسئلہ مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگلی تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز۔ یعنی اس کی چوڑائی چار انگلی تک ہو لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح

قسم کارشیم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے (در مختار رد المحتار) دھاریوں کے لئے چار انگل سے زیادہ نہ ہو اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اور اگر تانے میں ہوں اور بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ کپڑا اس طرح بنا گیا کہ ایک ناگاسوت ہے اور ایک ریشم گر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یہ ناجائز ہے (رد المحتار)

مسئلہ سونے چاندی سے کپڑا بنا جائے جیسا کہ بنارس کی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے،

کخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی غامر کے کٹائے اور دونوں طرف کے

عاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے

ورنہ جائز۔ مگر کخواب اور پوت میں چون کہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے لہذا زری اگرچہ

چار انگل سے کم ہو جب بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا

سوت ہوتا اور اس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا جیسا کہ غامر سوت کا ہوتا

ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز

ہے۔ یہ حکم فردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے ریشم اور سونا چاندی پہننا

جائز ہے ان کے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے گونے

پچکے اگرچہ کتنے ہی جوڑے ہوں جائز ہیں اور مٹھوق اور غیر مٹھوق کا فرق بھی مردوں ہی

کے لئے ہے سورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے (المستفاد من رد المحتار)

مسئلہ زری کی بناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش و نگار کا بھی ہے اب بھی

زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں اگر کام کے درمیان سے کپڑا نکرتا ہو تو چون کہ ایک

جگہ چار انگل نہیں بنے جائز ہے۔ اور مٹھوق ہو کہ بالکل کام لسا ہوا ہو تو چار انگل

سے زیادہ ناجائز ہے۔ اسی طرح کادائی کہ کپڑا زری کے کام سے چھپ گیا ہو

تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ ہوتا جائز ہے ورنہ جائز۔

مسئلہ کرکے ریشم کی جو تانا جائز ہے۔ مگر سوتی جو اس میں ریشم کی

- ۱۶ دھاری ہو اور چار انگل تک ہو تو جائز ہے (علگیری) کلابتو کی بیٹی ناجائز ہے بعض رو سا اپنے سپاہیوں اور چیراسیوں کی بیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں ان کو بچنا چاہیے۔
- ۱۷ مسئلہ رشیم کی پھر دانی مزدوں کے لئے بھی جائز ہے کیوں کہ اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں۔ (در مختار)
- ۱۸ مسئلہ رشیم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے۔ اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ لکھا ہوا ہو یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔
- ۱۹ مسئلہ رشیم کی ٹوپی اگرچہ عامہ کے نیچے ہو یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے اگرچہ عامہ کے نیچے ہو (در مختار ردالمحتار) زری کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ منفرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔
- ۲۰ مسئلہ رشیم کا کمر بند ممنوع ہے۔ رشیم کے ڈورے میں تسبیح گوندھی جائے تو اس کو گلے میں ڈالنا منع ہے۔ اسی طرح گھڑی کا ڈورا رشیم کا ہو تو اس کو گلے میں ڈالنا یا رشیم کی چین کا ج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے۔ رشیم کا ڈورا یا فیتا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار انگل سے کم ہے کیوں کہ یہ چیز پوری رشیم کی ہے۔ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے (ردالمحتار) بلکہ دوسری دعوات مثلاً تانبے پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے۔ اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے مانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔
- ۲۱ مسئلہ قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنایا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے مگر اس میں قیتا لگا کر گلے میں ڈالنا ممنوع ہے یعنی مانعت اسی صورت میں ہے کہ جزدان رشیم یا زری کا ہو (ردالمحتار)

مسئلہ ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے

(ردالمحتار)

مسئلہ ریشم کا ٹھونگے میں لٹکانا منع ہے۔ اور اس میں چھالیہ تمباکو رکھ کر اسے

جیب میں رکھنا اور اس میں سے کھانا منع نہیں کہ اس کا پہننا منع ہے نہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے ٹھوے کا مطلقاً استعمال منع ہے کیوں کہ سونے چاندی کا مطلقاً استعمال منع ہے اس میں سے چھالیہ تمباکو کھانا بھی منع ہے۔

مسئلہ فسادِ فصدیئے وقت پٹی باندھنا ہے تاکہ رگیں ظاہر ہو جائیں یہ پٹی ریشم

کی ہو تو مرد کو باندھنا ناجائز ہے (علمگیری)

مسئلہ ریشم کے مصنی پر نماز پڑھنا حرام نہیں (ردالمحتار) مگر اس پر پڑھنا نہ چاہیئے۔

مسئلہ مکان کو ریشم چاندی سونے سے آراستہ کرنا، مثلاً دیواروں، دروازوں پر

ریشمی پردے لٹکانا، اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف و آلات رکھنا جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے (ردالمحتار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

مسئلہ فقہاء و علما کو ایسے کپڑے پہننے چاہیئے کہ وہ پہننے والے میں تاکہ لوگوں کو

ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو (ردالمحتار) اور اگر اس کو اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

مسئلہ کھانے کے وقت بعض لوگ گھٹنوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تاکہ اگر شوبلیٹیکے

تو کپڑے خراب نہ ہوں جو کپڑا گھٹنوں پر ڈالا گیا اگر ریشم ہے تو ناجائز ہے۔ ریشم

کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ موٹھ پونچھنے کے لئے جائز ہے یعنی جبکہ

اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اسے نہ رکھے اور تکبر بھی مقصود نہ ہو (ردالمحتار)

مسئلہ سونے چاندی کے ٹین کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی

جائز ہے (ردالمحتار) یعنی جبکہ ٹین بغیر زنجیروں اور اگر زنجیروں والے ٹین ہوں تو ان کا استعمال

ناجا بزنہ کے کہیہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجا بزنہ ہے۔

۱۵۱ مسئلہ آشوب چشم کی وجہ سے موخر پر سیاہ ریشم کا نقاب ڈالنا ناجا بزنہ ہے کہ یہ عذر کی صورت ہے (در مختار) اس زلمنے میں زلمین چشمے بکتے ہیں جو دھوپ اور روشنی کے موقع پر لگائے جاتے ہیں ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔

۱۵۲ مسئلہ نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے (علمگیری)

۱۵۳ مسئلہ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے، گہرا رنگ ہو کہ سُرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ ناجا بزنہ ہیں۔ ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد سُرخ دھانی بسنتی، چھپی، نارنجی وغیرہ مردوں کو بھی ناجا بزنہ ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سُرخ رنگ یا سُرخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے (در مختار رد المحتار) اور یہ مانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے مانعت ہے لہذا اگر یہ علت نہ ہو تو مانعت بھی نہ ہوگی مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پا جامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اور میں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عامہ کو ناجا بزنہ کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

۱۵۴ مسئلہ جس کے یہاں میت ہوئی اُسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجا بزنہ ہے (علمگیری) سیاہ بٹے لگانا بھی ناجا بزنہ ہے اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے۔ آیام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں: سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ اور سُبز کہ یہ معتدین یعنی تعزیر داروں کا طریقہ ہے۔ اور سُرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لئے سُرخ پہنتے ہیں (اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ)

۱۵۵ مسئلہ اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ

اور عضو کی پوری ہیئت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو یا مخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں ان کے لئے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔

مسئلہ موٹے کپڑے پہننا اور پراتا ہوجانے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے (علمگیری) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو کپڑے کو پراتا نہ سمجھو۔ اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت پھلکے خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو ستر عورت نہ ہو سکے گا۔ اس زمانے میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہو گئی ہے کہ ساڑھی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر عورت نہیں ہوتا اور اسی کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے۔ بعض لوگ

پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوئی باندھتے ہیں دھوئی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا۔ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے۔ **مسئلہ** سڈل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے ٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے جس کا بیان گزر چکا۔ مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ ہے یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتہ یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتہ نہیں پہنے ہوئے ہے تو سڈل مکروہ ہے (علمگیری)

مسئلہ پوستین پہننا جائز ہے۔ بزرگان دین علماء و مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں اگر اس کو ذبح کر لیا ہو یا اس کے چمڑے کی دیباغت کر لی ہو تو اس کی پوستین بھی پہنی جاسکتی ہے اور اس کی ٹوپی اور می جاسکتی ہے مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین کہ لمبی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے اس کی طرح سحاب کی پوستین یہ گھونس کی شکل کا جانور ہوتا ہے (علمگیری)

مسئلہ درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں (علمگیری) اگرچہ ان فعل اس سے بچنا ہے حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ تاک موٹھ پونچنے کے لئے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ موٹھ پونچنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے اسی طرح پسینہ پونچنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ کبتر ہو تو منع ہے۔ (علگیری)

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمار کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اور ذکر کی جا چکی ہیں۔

مسئلہ عمامہ باندھنے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکانے شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (علگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے۔ اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح پیٹا ہے اسی طرح اُدھیرا ہائے (علگیری) مسئلہ ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے (علگیری) مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر گڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں۔ کیوں کہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے

زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے عملے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواٹ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

متفرق مسائل بزرگان دین، اولیاء و صالحین کے مزارات طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر بوم میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں، ان کے برکات حاصل کریں (رد المحتار) یا وداشت کے لئے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد ہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔ اور بلا وہ ڈورا باندھ لیتا مکر وہ ہے (رد مختار)

مسئلہ گلے میں توہید لگانا جائز ہے جب کہ وہ توہید جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسماء الہیہ یا اذعیہ سے توہید کیا جائے۔ اور بعض حدیثوں میں جو مانعت آئی ہے اس سے مراد وہ توہیدات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح توہیدات اور آیات و احادیث و ادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جنب و مانع و نصابی توہیدات کو گلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ غلاف میں ہوں (رد مختار و المختار)

مسئلہ بچھونے یا مصلے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا جائز ہے یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کارڈ می ٹھی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیوں کہ حروف مفردہ کا بھی احترام ہے (رد المحتار) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہئے بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ بعض کا شکر اپنے کھیتوں میں کپڑا پیٹ کر کسی ٹکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود تغیر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیوں کہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیوں کہ نظر کا لگنا صحیح ہے۔ احادیث سے ثابت ہے

۱۔ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ —
 اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ يَا اَرْدُو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی (ردالمحتار)

جو تاپہننے کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو تپہننے سے بکثرت استعمال کرے کہ آدمی جب تک جو تپہننے پہنے ہوئے ہے گویا وہ سوار ہے یعنی کم تھکتا ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے ایسی نعلین پہنے دیکھا جن میں بال نہ تھے۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور کی نعلین میں دو قبال تھے یعنی انگلیوں کے مابین دو قسمے تھے۔

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جو تاپہننے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں پیچھے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جو تاپہن کرے چلے دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تپہننے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط ایک جو تاپہن کرے

نہ چلے بلکہ تسمہ کو درست کر لے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔

حدیث ۷ ترمذی نے جابر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور نے کھڑے ہو کر جو تا پہننے سے منع فرمایا: یہ حکم ان جو تون کا ہے جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بوٹ جو تا بھی بیٹھ کر پہننے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چیل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضائقہ نہیں۔

حدیث ۸ ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم تمبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں — یہ بیان جواز کے لئے ہو گا یا دو ایک قدم چلنا ہوا ہو گا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لئے۔

حدیث ۹ ابو داؤد نے ابن ابی لیکہ سے روایت کی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے مانعت ہے نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔

حدیث ۱۰ ابو داؤد نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگتہ سر دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو کثرت ارفاء یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا کیا بات ہے کہ آپ کو سنگے پاؤں دیکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم سنگے پاؤں رہیں۔

مسئلہ بال کے چڑے کی جوتیاں جائز ہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے بعض مرتبہ اس قسم کی نعلین استعمال فرمائی ہیں۔ تو ہے کی کیلوں سے بدلے ہوئے جوتے جائز ہیں بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت جوتے بنتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہو (ٹیکری)

انگوٹھی اور زیور کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسری و قیصر و نجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی کہ وہ لوگ بغیر ہر کے خط کو قبول نہیں کرتے حضور نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ۔ امام بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول تیسری میں اللہ۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو دہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا محمد رسول اللہ اور یہ فرمایا کہ کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کرے۔ اور حضور جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ، سہیلی کی طرف ہوتا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی تھا۔

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ سہیلی کی جانب رکھتے۔

حدیث ۵ مسلم کی روایت انہیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے بھجے منع فرمایا۔

حدیث ۷ ابن ماجہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو داؤد و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ اور ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں مگر یہ سہتی نے کہا کہ دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔

حدیث ۸ ابو داؤد و نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر یہ فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسی (یہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کو اتار کر پھینک دیا اور یہ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے جب حضور تشریف لے گئے کسی نے ان سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور کسی کام میں لانا۔ انہوں نے کہا نہ۔ خدا کی قسم میں اُسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے پھینک دیا۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد و نسائی نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی مگر ریزہ ریزہ کر کے۔ یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک باریک ریزے لگائے جائیں تو ممنوع نہیں۔

حدیث ۱۲ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں فرماتے ہیں کہ بچوں کو سونا پہنانا بُرا ہے۔

جانتا ہوں کیوں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی انگوٹھی سے مانعت فرمائی لہذا مردوں کے لئے بڑا ہے چھوٹے اور بڑے دونوں کے لئے۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے زیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہ ایک شخص پتیل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بُستکی بو آتی

ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے فرمایا کیا بات ہے

کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو اسے بھی پھینکا اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی

بناؤں فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مقال پورا نہ کرو۔ یعنی ساڑھے چار ماشے کم کی ہو

ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے حضور نے فرمایا کہ

کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں یعنی سونا تو اہل جنت جنت میں پہنیں گے

حدیث ۱۴ ابوداؤد و نسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس چیزوں کو بُرا بتاتے تھے۔ ① زردی یعنی مرد

کو خلوق استعمال کرنا ② سپید بالوں میں سیاہ خضاب کرنا ③ تہبند لٹکانا ④ سونے

کی انگوٹھی پہننا ⑤ بے محل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا

دوسروں کے سامنے اظہار زینت ⑥ پانسا پھینکنا یعنی چوسرا اور شطرنج وغیرہ کھیلنا

⑦ جھاڑ پھونک کرنا مگر معوذات سے۔ یعنی جس میں ناجائز الفاظ ہوں ان سے

جھاڑ پھونک منع ہے ⑧ اور تعویذ باندھنا۔ یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف

شرع الفاظ ہوں ⑨ اور پانی کو غیر محل میں گرانا۔ یعنی ڈلی کے بعد مٹی کو باہر گرانا کہ

یہ آزاد عورت میں بغیر اجازت ناجائز ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد لواطت

ہو ⑩ اور بچہ کو فاسد کر دینا مگر اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی بچہ کے دودھ پینے

کے زمانے میں اس کی ماں سے دٹی کرنا اگر وہ حاملہ ہو گئی تو بچہ خراب ہو جائے گا۔

حدیث ۱۵ ابوداؤد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگر و تھے۔ حضرت عمر نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ

میں نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶ ابو داؤد نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک روکی آئی جس کے پاؤں میں گھنگرو بچ رہے تھے فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لانا جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لینا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں جس معنی گھنگھی یا گھنگرو ہوتے ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

مسئلہ مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے بشرط یہ کہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو (در مختار رد المحتار)

مسئلہ انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا پتیل، تانبہ، جست وغیرہ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں پتیل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اس کو بھی اتار دیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا کہ چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا (در مختار رد المحتار)

مسئلہ بعض علماء نے نیشب اور عقیق کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے خصوصاً جب کہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کاتبین ان سب کے عدم جواز کی طرف ہے۔

مسئلہ انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق یا توت، زمرد، فیروزہ وغیرہ سب کا نگینہ جائز ہے (در مختار)

۹۱ اگر اس میں کئی نگیں ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لئے ناجائز ہے (ردالمحتار) اسی طرح مردوں کے لئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا پھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں عورتیں پھلے پہن سکتی ہیں۔

۹۲ مسئلہ ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا ناجائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک بنا کر لگا سکتا ہے ان دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا کیوں کہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفن پیدا ہوگا (علمگیری)

۹۳ مسئلہ دانت گر گیا اسی دانت کو سونے یا چاندی کے تار سے بندھوا سکتا ہے دوسرے شخص کا دانت اپنے مونہ میں نہیں لگا سکتا (علمگیری)

۹۴ مسئلہ رٹکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت ہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر رٹکے کو لگائے گی تو گنہ گار ہوگی (ردالمحتار)

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

۹۵ **حدیث ۱** صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ نو کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے اب انھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کر لو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دلہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ برتن چھپا دو اور مشکوں کے مونہ بند کر دو اور دروازے بھیر دو اور بچوں کو سمیٹ لو

شام کے وقت کیوں کہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا بٹی گھسیٹ لے جاتا ہے اور گھڑیل جاتا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے برتن چھپا دو اور مشک کا مونہ بانڈھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا مونہ بانڈھا ہوا نہیں ہے اگر وہاں سے وہ وبا گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے۔

حدیث ۲ امام احمد و مسلم و ابو داؤد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوہلوں اور بچوں کو نہ چھوڑو کیوں کہ اس وقت شیطان منتشر ہوتے ہیں۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔

حدیث ۴ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا حضور نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔

حدیث ۵ شرح السنہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو کہ وہ اس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب پہل بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے زمین پر منتشر کرتا ہے۔



بٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

۱- قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَصْعَقْ خَدَاكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ عَا وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِنْ صُرْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ع
 ترجمہ: (تعمان نے بیٹھے کہا) کسی سے بات کرتے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین میں اترانا نہ چل بیشک اللہ کو پسند نہیں ہے کوئی اتراتے والا فخر کرنے والا اور میاں چال چل اور اپنی آواز پست کر بیشک سب آوازوں میں بُری آواز گھمے کی آواز ہے۔

۱- اور فرماتا ہے: — وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرْحًا إِنَّكَ لَنْ تُخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تُلْبِغَ الْجِبَالَ طُولًا
 ترجمہ: اور زمین میں اترانا نہ چل بے شک تو ہرگز نہ تو زمین چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔

۲۶- اور فرماتا ہے: وَعِبَادِ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا
 ترجمہ: اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور چل جاتے ہیں جب ان سے مخاطب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔

۲۶- اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ

عہ پ ۲۱ ع ۱۱ سورہ تعمان عہ پ ۱۵ ع ۲ -

فَاَفْحُوا يَفْسَحَ اللهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَاَنْشُرُوا وَابْرَفِعِ اللهُ

الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ لَا وَالَّذِينَ اٰتَوْا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (پ ۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو اللہ تم کو جگہ دے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور علم والوں کو درجات بلند کرے گا۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھ جائے لیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو۔ یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہئے کہ آنے والے کے لئے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ سرک جاؤ مجھے بھی جگہ دے دو۔ صحیح بخاری میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور یہ اس کی جگہ پر بیٹھیں۔ حضرت ابن عمر کا یہ فعل کمال و زرع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲ ابو داؤد نے سید بن ابی الحسن سے روایت کی کہ ابو بکرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پاس ایک شہادت میں آئے ایک شخص ان کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ گیا انہوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا پہنایا نہیں ہے اس حدیث میں بھی اگرچہ یہ نہیں ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا ہو بلکہ وہ شخص خود اٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت مانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمال احتیاط ہے کہ انہوں نے اس صورت میں بھی بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگرچہ اٹھنے کو کہا نہیں مگر اٹھنا چوں کہ انہیں کے لئے ہوا لہذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا پھر آگیا تو اس جگہ کا وہی حقدار ہے یعنی جب کہ جلد اٹھائے۔

۶۱ **حدیث ۴** ابو داؤد نے ابو ذر دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور کے پاس بیٹھتے اور اٹھ کر تشریف لے جاتے مگر وہی جگہ کا ارادہ ہوتا تو نعلین مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتہ چلتا کہ حضور تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔

۶۱ **حدیث ۵** ترمذی و ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کر دے (یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے) مگر ان کی اجازت سے۔

۶۱ **حدیث ۶** بیہقی نے شعب الایمان میں وائل بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور مسجد میں تشریف فرمائے اس کے لئے حضور اپنی جگہ سے سرک گئے اس نے عرض کی یا رسول اللہ جگہ کشادہ موجود ہے (حضور کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں) ارشاد فرمایا سلم کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اُسے دیکھے اس کے لئے سرک جائے۔

۶۱ **حدیث ۷** زین نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے اجنبیا کرتے۔ اجنبیا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تو واضح اور ایکسا میں شمار ہوتا ہے۔

۶۱ **حدیث ۸** ابو داؤد نے جابر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے، چار زانو بیٹھ رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔

۶۱ **حدیث ۹** ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو

گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔

حدیث ۱۰ ابو داؤد نے عمرو بن شریک سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کر لیا اور دلہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گتھی پر ٹیک لگا لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کہ کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھے ہو جن پر خدا کا غضب ہے۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد نے جابر بن سمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارے پر بیٹھتے اُسے چیر کر اندر نہیں گھستے۔

حدیث ۱۲ طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اُس کی خوشنودی کے لئے وہ لوگ جگہ میں وسعت کر دیں تو اللہ پر حق ہے کہ ان کو راضی کرے۔

حدیث ۱۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے اُس خیر پر مہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگومٹی سے مہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں: **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأُحِبُّكَ إِلَيْكَ**

حدیث ۱۴ حاکم نے متدرک میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے انہوں نے نقصان کیا اگر اللہ چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخشدے۔

حدیث ۱۵ بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیٹھو جوئے امار لو تمہارے قدم آرام پائیں گے۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ چپٹ لیتا ہو۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم سے روایت ہے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا حضور نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چپٹ لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث ۱۸ شرح سنن میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات میں منزل میں اترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اترتے تو دہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اس کی مستحیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔

حدیث ۱۹ ترمذی نے جابر بن سمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگاتے ہوئے دیکھا۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

حدیث ۲۱ ابو داؤد و ابن ماجہ نے طلحہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی (یہ اصحابِ مشرفہ میں سے تھے) کہتے ہیں سینے کی بیماری کی وجہ سے میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔

حدیث ۲۲ ابن ماجہ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں

پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے جنڈب (یہ حضرت ابو ذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے بیٹھنے کا طریقہ ہے یعنی اس طرح کافر بیٹھتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے

حدیث ۲۳ ابو داؤد نے علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اُس سے زمرہ بری ہے یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ وار وہ خود ہے۔

حدیث ۲۴ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو۔

حدیث ۲۵ ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عصر کے بعد سونے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

حدیث ۲۶ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا — یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سونے۔

حدیث ۲۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اتر کر چل رہا تھا اور گنڈ میں تھا وہ زمین میں دھنسا دیا گیا وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔

حدیث ۲۸ ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۹ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو اُن کے درمیان میں نہ گزرو وداہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔

مسئلہ قبولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے (علگیری) غالباً یہ اُن لوگوں کے لئے ہو گا جو

شب بیداری کرتے ہیں رات میں نمازیں پڑھتے، ذکر الہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہو قبیلہ سے دفع ہو جائے۔

مسئلہ دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشا کے درمیان میں سونا مکروہ ہے سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سونے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ زو سونے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرنے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا، سو اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا۔

سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو، تہلیل و تسبیح و تجمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان ہوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا سو صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یاد خدا کرے یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اَلِیْہِ النُّشُورُ۔ اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں (علمگیری)

مسئلہ بعد نماز عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں اول علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے دوم بھونٹے قصبے کہانی کہنا، منخرہ پن اور منہ مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے سوم موائست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا ہان سے اس کے انس کے لئے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے

مسئلہ دو مرد برہنہ ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر بیٹھیں یہ ناجائز ہے اگرچہ بچھپونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ دوسرا ہو اسکی طرح دو عورتوں کا برہنہ ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے حدیث میں اس کی مانعت آئی ہے۔

مسئلہ جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ ملانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سونے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ

بھی نہ سونے۔ (در مختار رد المحتار)

مسئلہ میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ لائیں
 لڑکا جب حدِ شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے (در مختار)
 مسئلہ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے
 تو چل سکتا ہے مگر جب کہ مالک زمین متا کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت
 سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے۔ راستہ میں پانی ہے اُس کے کنارہ کسی کی زمین
 ہے ایسی صورت میں اُس زمین میں چل سکتا ہے (علمگیری) بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر
 ہے کہ اُس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اُس میں چلنا
 نہ چاہیے بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کاتے
 رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اُس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے مگر اس
 پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے اُن کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھوٹے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ
 وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ
 وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ
 وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِجُمُرِهِنَّ عَلَى
 جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَائِ
 بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنَاتِ
 إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنَاتِ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَلَائِكَتِهِنَّ أَوْ مَا ظَهَرَ مِنْ ذَلِكَ
 غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوَالِدَاتِ وَالْأَقْرَبِينَ
 عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ
 زِينَتِهِنَّ مَوْتُبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا إِنَّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

تَفْلِحُونَ ۵ (پتہ ۱۰۷)

توجہ: مسلمان مردوں سے فرادو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر عینا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گرمیوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی بلک ہوں یا نوکر بشرط یہ کہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ کی طرف توبہ کروائے مسلمانوں کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ رَأَىٰ مِنْكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَا رَأَىٰ مِنْكُمْ فَلْيُصَلِّ ۚ إِنَّكُمْ تُعْرَفُونَ ۚ فَلَا يُؤْذِينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

توجہ: اے نبی اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرادو کہ اپنے اوپر اپنی اور دنیاں لٹکالیں اس سے وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ایذا نہیں دی جائے گی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرماتا ہے: وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۚ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

توجہ: بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ

اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جب کہ سنگار ظاہر نہ کریں اور اس سے بچنا ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

حدیث ۱ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔

حدیث ۲ دارمی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ پسند آگئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اس کے پاس ہے۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا حضور نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیر لو۔

حدیث ۴ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و دارمی نے بڑیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری جائز نہیں۔

حدیث ۵ ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطان کا کام ہے۔

حدیث ۶ امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ نظر کرے یعنی بلا قصد پھر اپنی آنکھ میچ لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے عبادت پیدا کر دے گا جس کا مزہ اس کو ملے گا۔

حدیث ۷ بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصد دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصد دکھائے۔

حدیث ۸ ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں نے حضور کی شرم گاہ کی طرف کبھی نظر نہیں کیا۔

حدیث ۹ ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ یہ روایت بہترین حکیم عن ابیہ عن حبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو مگر بی بی سے یا اس باندی سے جس کے تم مالک ہوئیں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فرمائیے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو اور شاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

حدیث ۱۱ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی ہم نے عرض کی اور حضور سے یا رسول اللہ فرمایا اور مجھ سے بھی، مگر اللہ نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی وہ مسلمان ہو گیا یا میں سلامت رہتا ہوں۔ حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ دیور کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا کہ دیور موت ہے۔ یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث ۱۳ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدہنہ ہونے سے بچو کیوں کہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو

جدا نہیں ہوتے مگر صرت پانچاںہ کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے لہذا ان سے جیا کرو اور ان کا اکرام کرو۔

حدیث ۱۴ ترمذی و ابو داؤد نے جوہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

حدیث ۱۵ ابو داؤد و ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ اے علی ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سونے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سونے۔

حدیث ۱۷ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد نے حضرت اہم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت سیموہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن اہم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کر لو کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں۔ ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور نے فرمایا کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی؟

حدیث ۱۸ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار کوئی مرد شہتیب عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا اس کا ذی محرم ہو۔

حدیث ۲۰ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ انصاریہ عورت سے نکاح کا میرا

ارادہ ہے حضور نے فرمایا اُسے دیکھ لو کیوں کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔ یعنی اُن کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

حدیث ۲۱ امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اُسے دیکھ لیا ہے غرض کی نہیں۔ فرمایا اُسے دیکھ لو کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔

مسائل فقہیہ اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں ① مرد کا مرد کو دیکھنا ② عورت کا عورت کو دیکھنا ③ عورت کا مرد کو دیکھنا ④ مرد کا عورت کو دیکھنا۔

① مرد مرد کے ہر حصہ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے جو اُن اعضا کے جن کا شہ ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے اُن کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اُسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اُسے سزا دی جائے گی (علگیری)

مسئلہ بہت چوٹے بچے کے لئے عورت نہیں یعنی اُس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اُس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے پھر جب او بڑا ہو جائے دس برس سے زیادہ ہو جائے تو اس کے لئے بالغ کا سا حکم ہے (رد المحتار)

مسئلہ جس حصہ بدن کی طرف نظر کر سکتا ہے اُس کو چھو بھی سکتا ہے (ہدایہ)

مسئلہ لا کا جب مُراہق ہو جائے اور وہ خوب صورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اُس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے۔ اور خوب صورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اُس کے لئے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اُس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے اور اُس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اور اگر اس کا شہوت بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے بلکہ خواہش پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے (رد المحتار)

۲) مسئلہ عورت کا عورت کو دیکھنا اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کی طرف نظر کر سکتی ہے بشرطے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ہلایہ)

۳) مسئلہ عورت صالحہ کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اُس کے سامنے روپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیوں کہ وہ اُسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اُس کی شکل و صورت کا ذکر کرے گی۔ مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے (علمگیری) گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں اُن کے سامنے اُسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مُسئلہ کے سامنے رہتی ہیں اُن کو اس سے اجتناب لازم ہے اکثر جگہ دایاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں اگر مسلمان دایاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضا کے کھولنے کی اجازت نہیں۔

۴) مسئلہ عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔ (علمگیری)

۵) مسئلہ عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی (علمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی ٹریڈہ سے ہاتھ پاؤں دہلاتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا نامہائز ہے اور دونوں گنہ گار ہیں۔

۶) مسئلہ مرد کا عورت کو دیکھنا اس کی کئی صورتیں ہیں ① مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا ② مرد کا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا ③ مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا ④ مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔

① پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اُس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے۔ کیوں کہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس مسئلے میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے (علمگیری رد المحتار و در مختار)

مسئلہ جس باندی سے وطی نہ کر سکتا ہو مثلاً وہ مُشرکہ ہے یا مُکاتبہ یا مُشرکہ یا رضاعت

یا مصاہرت کی وجہ سے اُس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے (در مختار)

مسئلہ زوجه اور اُس باندی کے ہر عضو کو چھو بھی سکتا ہے اور یہ بھی اُس کے ہر عضو کو چھو

سکتی ہے یہاں تک کہ ہر ایک زوجه کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہو سکتے ہیں جب کہ وہ مکان چھوٹا دس

یا بیچ ہاتھ کا ہو (علمگیری) مسئلہ میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ

ہوں اس حالت میں اُن کے محارم وہاں اجازت لے کر آسکتے ہیں۔ بغیر اجازت نہیں آسکتے۔ اسی طرح خادم عیسیٰ غلام اور باندی بھی آسکتی ہے (علمگیری)

مسئلہ باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو

گیا کہ وطی کرنے کے لئے ایسا کیا ہے یہ مکروہ ہے۔ یوں ہی ثبوت کے سامنے بی بی سے وطی کرنا مکروہ ہے (علمگیری)

② مسئلہ جو عورت اُس کے محارم میں ہو اس کے سر۔ سینہ۔ پنڈلی۔ بازو۔ کلائی۔

گردن قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔

محارم کے پیٹ۔ پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے (ہدایہ) اسی طرح گردن اور

اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے (رد المحتار)۔ کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی

طرف نظر کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے یہ حرمت

نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو

جیسے مزنیہ کے اصول و فروع، ان کی طرف نظر کا بھی حکم ہے (ہدایہ)

مسئلہ محارم کے جن اعضا کی طرف نظر کر سکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ان اُس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو یعنی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں (علگیری)

مسئلہ والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا (در مختار)

مسئلہ محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اُس کے ساتھ ہونا یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (علگیری)

مسئلہ ۳) دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے مذکورہ اور نکاح کا بھی یہی حکم ہے (ہدایہ)

مسئلہ کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینگی طرف نظر کر سکتا ہے کیوں کہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اُس کے ان اعضا کو بھی چھو سکتا ہے بشرطے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ہدایہ)

مسئلہ ۴) اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اُس کے چہرہ اور ستمیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیوں کہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اُس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اُسے نہ دیکھا ہو تو کیوں کہ گواہی دے سکتا ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے اُس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے بعض عمارتوں نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے (در مختار علیگری)

مسئلہ ۵) اجنبی عورت کے چہرہ اور ستمیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں۔ اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیوں کہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بٹولنے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں لہذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اُس سے مصافحہ میں حرج نہیں

یوں ہی اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے (ہدایہ)

مسئلہ بہت چھوٹی لڑکی جو مستہبأۃ نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے

ہے (ہدایہ)

مسئلہ آجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے دوٹی پکانے کی نوکری کی ہے

اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے کہ وہ کام کاج کے لئے آستین چڑھائے گی

کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا اسی طرح اس کے

دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ آجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ

نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے گلے زمانہ میں تھے لہذا

اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان

کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا

ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے

ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہو گا اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اس کے

پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو

کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں (رد المحتار رد المحتار)

مسئلہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اس کو دیکھنا ناممکن ہو جیسا کہ اس

زمانے کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اسے لڑکی کو نہیں

دیکھنے دیں گے یعنی اس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں

ہوتا اس صورت میں اس شخص کو یہ چاہیے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ اگر اس

کے سامنے سارا علیہ و نقشہ وغیرہ بیان کر دے تاکہ اسے اس کی شکل و صورت کے متعلق

اطمینان ہو جائے (رد المحتار)

مسئلہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا

کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی شکل و صورت کی ہے اس مقصد سے کہ اس کی ماں سے نکاح

کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جب کہ یہ مُشْتَبَہاً ہو (ردالمحتار)

مسئلہ آجیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اُس کے علاج میں بعض اعضاء کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اُس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں درم کا خیال ہو تو ٹوٹل کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اُسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹوٹنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدر ضرورت اُس جگہ کو چھونا جائز ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ کوئی علاج کرنے والی نہ ہو ورنہ چاہئے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ اُن کے دیکھنے وغیرہ میں تنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے وزم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصہ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصہ بدن کو ابھی طرح چھپا دیا جائے کہ اُس پر نظر نہ پڑے (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ عمل دینے کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے موضع حُتْمَہ کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اور حُتْمَہ کرنے میں موضع حُتْمَہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اُس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے (ہدایہ علمگیری)

مسئلہ عورت کو فصد کرانے کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو ابھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ آجیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُس کی طرف نظر کرنا جائز ہے کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ اُن کپڑوں کو دیکھنا ہو ایہ اُس وقت ہے کہ اُس کے کپڑے چُپت نہ ہوں اور اگر چُپت کپڑے پہنے ہو کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چُپت پانجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہئیت نظر آتی ہے تو اس صورت میں نظر کرنا جائز ہے اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک

کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آپ ردا یا جاتی یا باریک تمل ہی کا دوپٹہ جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تشریب یا جاتی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے

کپڑے پہننا بھی ناجائز (علمگیری)

۴۶ مسئلہ حسی مینی جنس کے امتیاز نکال لئے گئے ہوں یا محبوب جس کا عضو تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان کے لئے یہ بھی آجٹیبہ کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے یہی حکم زخوں کا بھی ہے (ہدایہ)

۴۷ مسئلہ جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا مثلاً پیڑو کے بال کہ ان کو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی آجٹیبہ شخص ان کو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی آجٹیبہ شخص نہیں دیکھ سکتا (درمختار) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیر ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کر دیں عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سردھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر آجٹیبہ کی نظر نہ پڑے۔

۴۸ مسئلہ عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو (ردالمحتار)

۴۹ مسئلہ آجٹیبہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو خلوت ہو سکتی ہے۔ عورت کو طلاق بائن دیدی تو اس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے تاکہ دونوں اپنے اپنے حصہ میں رہیں یہ اس وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو (ردالمحتار)

مسئلہ تحریم کے ساتھ خلوت جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے (در مختار رد المحتار)

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْأَلُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَكُونُونَ مَدْرُورِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۗ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۗ

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمہارا سامان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو چھپاتے ہو۔

اور فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسَأَلْكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهْرِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ

ثَلَاثٌ عَوْرَاتٌ لَكُمْ ۖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ ۖ
 طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ
 ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۖ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا
 كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۖ
 وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (پہا ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام) اور وہ جو تم
 میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے
 ہو دوپہر کو اور نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے
 علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر تمہارے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں بعض بعض
 کے پاس یوں ہی اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت
 والا ہے اور جب تم میں کے بچے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے
 ان کے اگلوں نے اذن مانگا یوں ہی اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا
 ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 مجھے بلایا تھا میں نے ان کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا آیا
 اب حضرت عمر فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین
 بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا
 ہے کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس جائے حضرت عمر یہ فرماتے ہیں
 کہ گواہ لاؤ کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے جا کر گواہی دی۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں مکان میں گیا حضور کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا ابو ہریرہ صحابہ
 صدقہ کے پاس جاؤ انہیں بلاؤ تا کہ ان کو دودھ دیا جائے میں انہیں بلا لایا وہ آئے اور اجازت

طلب کی حضور نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔

حدیث ۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بلایا جائے اور اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی دبلانا اُس کے لئے اجازت ہے۔ یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔

یہ علم اُس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرآن سے معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ انتظار میں ہے مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے جیسا کہ اصحابِ صلوٰۃ نے کیا تھا۔

حدیث ۴ ترمذی و ابو داؤد نے کلدہ بن حنبل سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور نے فرمایا باہر جاؤ اور یہ کہو السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَوْ فُلٌ (کیا اندر آ جاؤں)

حدیث ۵ امام مالک نے عطار بن یسار سے روایت کی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اُس سے بھی اجازت لوں۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اُنہوں نے کہا میں تو اُس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اجازت لے کر اُس کے پاس جاؤ۔ اُنہوں نے کہا میں اُس کی خدمت کرتا ہوں۔ یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اُسے برہنہ دیکھو۔ عرض کی نہیں فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔

حدیث ۶ بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اُسے اجازت نہ دو۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ

کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے اَسْلَامٌ عَلَیْکُمْ اَسْلَامٌ عَلَیْکُمْ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

حدیث ۸ ترمذی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کئے نظر کرے اور اگر نظر کر لی تو داخل ہی ہو گیا۔ اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لئے دعا کرے اُن کے لئے نہ کرے اور ایسا کیا تو اُن کی خیانت کی۔

حدیث ۹ احمد و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لئے جھانکے اور اُنہوں نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ دیر شہے نہ بھلا۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کے لئے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اُس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بلا قصد) تو اُس کی خطا نہیں گھر والوں کی ہے (کہ اُنہوں نے دروازہ پر پردہ کیوں

نہیں لٹکایا)۔

مسائل فقہیہ مسئلہ ۱: جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر

آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے اس کے بعد بات چیت شروع کرے۔ اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے (خانجہ)

مسئلہ ۲: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اُس نے کہا کون؟ تو اس کے جواب میں

یہ نہ کہے کہ میں "جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیوں کہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ، ہو سکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

مسئلہ اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے (ردالمحتار) یا اس طرح کہے السلام علیک زہما النبی کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے (شفا و شرح شفا)

مسئلہ آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کر دی تو اسے اختیار ہے کہ اس کی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سلام سے قبل کلام کیا اس کی بات کا جواب نہ دو۔ (ردالمحتار)

مسئلہ آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہو جائے جب بھی سلام کرے (ردالمحتار)

سَلَامُ كَابِيَانُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا أُحْبِبْتُمْ بِتَحِيَّةٍ تُحِبُّوْنَ بِأَحْسَنِ مِنْهَا

أَوْ نَادَوْهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا

ترجمہ: جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں

کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے: فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ

عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ

ترجمہ: جب تم گھروں پر جاؤ تو اپنے آپ کو سلام کرو اللہ کی طرف سے تحیت ہے

مبارک پاکیزہ۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب پیدا کیا یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں۔ جو کچھ وہ تحیت کریں وہی تمہاری اور تمہاری ذریت کی تحیت ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا انہوں نے جواب میں کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ حضور نے فرمایا کہ جواب میں ملائکہ نے ورحمۃ اللہ زیادہ کیا۔ حضور نے فرمایا جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا اور ساٹھ ہاتھ لبا ہو گا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اب (بہت چھوٹے قد کا انسان ہوتا ہے)

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے؟ حضور نے فرمایا کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔

حدیث ۳ نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حقوق ہیں۔

- ① جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
- ② اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو۔
- ③ اور جب وہ بلائے تو اجابت کرے یعنی حاضر ہو۔
- ④ اور جب اس سے ملے تو سلام کرے۔
- ⑤ اور جب چھینکے تو جواب دے۔
- ⑥ اور حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔

حدیث ۴ ترمذی و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں۔

- ① سروں کے ساتھ جب اس سے ملے تو سلام کرے۔

۲) اور جب وہ بلائے اجابت کرے۔

۳) اور جب پھینکے یہ جواب دے۔

۴) اور جب بیمار ہو عیادت کرے۔

۵) اور جب وہ مر جائے اُس کے جنازے کے ساتھ جائے۔

۶) اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے اُس کے لئے پسند کرے۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں تم نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۶ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمت الہی کا زیادہ مستحق ہے۔

حدیث ۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو پہلے سلام کرتا ہے وہ تکبر سے بڑی ہے۔

حدیث ۸ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یاد لیا یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔

حدیث ۹ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے جب گمراہوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو۔ تم پر اور تمہارے گمراہوں پر اس کی برکت ہوگی۔

حدیث ۱۰ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔

حدیث ۱۱ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے۔ اور کسی کو کھانے کے لئے نہ بلاؤ جب تک وہ سلام نہ کرے۔

حدیث ۱۲ ابن النجار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سوال سے پہلے سلام ہے۔ جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے اُسے جواب نہ دو۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے۔ پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے۔ پھر جب وہاں سے اُٹھے سلام کرے کیوں کہ پہلی مرتبہ کا سلام پھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ یعنی جیسے وہ سنت ہے یہ بھی سنت ہے۔

حدیث ۱۴ امام مالک و بیہقی نے شعب الایمان میں طفیل بن ابی بن کعب سے روایت کی کہ یہ مسج کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا۔ انہوں نے بازار چلنے کو کہا۔ میں نے کہا آپ بازار جا کر کیا کریں گے۔ نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں نہ سوڑے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں نہ کسی چیز کا رخ چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں یہیں بیٹھے باتیں کیجئے۔ یعنی حدیث سنائیے انہوں نے فرمایا ہم سلام کرنے کے لئے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا اُسے سلام کریں گے۔

حدیث ۱۵ امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے حضور نے آدمی بھیج کر اُسے بلایا اور یہ فرمایا کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا نہیں بیچوں گا، حضور نے فرمایا ہتھ کر دو۔ اُس نے کہا نہیں، حضور نے فرمایا اس کو جنت کے پھل کے عوض

بیچ دو، اُس نے کہا نہیں۔ حضور نے فرمایا تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخیل کرتا ہے۔

حدیث ۱۶ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا جامعیت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کر لیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔ یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت انہیں سے یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔

حدیث ۱۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو اور جب تم ان سے راستہ میں ملو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مضطر کرو۔

حدیث ۲۰ صحیح بخاری و مسلم میں امام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین مبت پرست اور یہود سب ہی تھے حضور نے سلام کیا یہی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ تو تم اس کے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہو یعنی وَ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ نہ کہو۔ سامت کے سنی موت ہیں وہ لوگ حقیقتہً سلام نہیں کرتے بلکہ مسلم کے جلد مر جانے کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ اہل کتاب سلام کریں تو ان کے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہو۔

حدیث ۲۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں راستے میں بیٹھنے سے چارہ نہیں۔ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا جب تم نہیں مانتے بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی راستہ کا حق کیا ہے فرمایا کہ نظر نیچی رکھنا اور آذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔ دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا۔ ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔

حدیث ۲۳ شرح سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے مگر اس کے لئے جو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔

حدیث ۲۴ ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور التسلام علیکم کہا۔ حضور نے اسے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اس کے لئے دس۔ یعنی دس نیکیاں ہیں پھر دوسرا آیا اور التسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضور نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا، ارشاد فرمایا اس کے لئے بیس۔ پھر تیسرا شخص آیا اور التسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا، حضور نے فرمایا اس کے لئے تیس اور معاذ بن انس کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا التسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضور نے فرمایا اس کے لئے پالیس اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں۔ یعنی جتنا کام زیادہ ہو گا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔

حدیث ۲۵ ترمذی میں بروایت عمرو بن شیبہ عن ابیہ عن جده ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔

حدیث ۲۶ ابو داؤد و ترمذی نے ابو جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے

میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا علیک السلام یا رسول اللہ میں نے دو مرتبہ کہا حضور نے فرمایا علیک السلام نہ کہو علیک السلام مردے کی تحییت ہے السلام علیک کہا کرو۔

مسائل فقہیہ سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے ان چیزوں سے تعزیر کرنا حرام ہے (ردالمحتار)

مسئلہ صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیلئے سلام کرنا یا جواب دینا۔ کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیوں کہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تو اسے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسر شان سمجھتے ہیں (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لئے بھی لفظ جمع ہونا چاہیے یعنی السلام علیکم کہے اور جواب دینے والا بھی و علیکم السلام کہے۔ بجائے علیکم علیک نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی علیکم کہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔ اور جواب دینے والا بھی وہی کہے۔ بڑکاشا پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں (علمگیری)

مسئلہ جواب میں واؤ ہونا یعنی و علیکم السلام کہنا بہتر ہے اور اگر صرف علیکم السلام بغیر واؤ کہا یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر جواب میں اُس نے بھی وہی "السلام علیکم" کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہو جائے گا (علمگیری)

مسئلہ اگرچہ سلام علیکم بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ یہ شخص شیعی ہے لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوا اور یہ گنہ گار جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توہہ کرنی ہوگی (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہل مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ بری الذمہ نہ ہوتے (ردالمحتار)

مسئلہ ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا سب پر الزام ہے اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب بڑی ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوں ہی اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہ گار ہوتے اور ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا، اہل مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آکر کسی نے التسلام علیک کہا یعنی صیغہ واحد بلا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہو گیا خاص اس کو جواب دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب التسلام علیک تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا (خانہ علمگیری)

مسئلہ اہل مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے۔ اور بڑھیا نے جواب دیا یہ جواب بھی ہو گیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناکھ بچہ نے جواب دیا یہ ناکافی ہے (در مختار)

مسئلہ سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ پچھری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے۔ ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کر لے (خانہ بزازیہ)

یہ اُس وقت ہے کہ کھانے والے کے مُنہ میں لقمہ ہے اور وہ چہارہا ہے کہ اُس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے دونوں میں کون سلام کرنے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علماء فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھپوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور کھوڑے زیادہ کو سلام کریں ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے (بزازیہ علیگیری)

مسئلہ مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت نے اپنے مرد کو سلام کیا اور وہ بڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے (غانیہ)

مسئلہ جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے (علیگیری)

مسئلہ کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے۔ اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو التسلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ التسلام علی من اتبع الهدی کہے (علیگیری)

مسئلہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اُس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بہ قصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے (ردمختار)

مسئلہ سلام اس لئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و سبوح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔

اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اُس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں (علمگیری)

مسئلہ کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اُس کو سلام نہ کرے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سُن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم و عظم کبہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سُن رہے ہیں آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے (علمگیری)

مسئلہ عالم دین تعلیم دین میں مشغول ہے طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اُس پر جواب دینا واجب نہیں (علمگیری) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھانہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں کیوں کہ یہ اُس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لئے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لئے آیا ہے جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لئے جاتے ہیں۔

مسئلہ جو شخص ذکر میں مشغول ہو اُس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذکر پر جواب واجب نہیں (علمگیری)

مسئلہ جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گار رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے اُس کو سلام نہ کیا جائے اور اُس پر جواب دینا واجب نہیں (علمگیری) پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر اٹھنا سکھانے کے لئے ٹہلتے ہیں یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اُسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فُتاق رہتے ہیں مگر اُن سے یہ اگر سختی برتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے اُن سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے (علمگیری)

مسئلہ جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں اُن کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے جو علماء

سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام اُن کو معصیت سے بچانے کے لئے ہے اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے اُن کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں اُن کی تذلیل ہے (علمگیری)

مسئلہ کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اُس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اُس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اُس کو جس نے سلام بھیجا ہے۔ یعنی یہ کہتے وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَام (علمگیری)

یہ سلام پہنچانا اُس وقت واجب ہے جب اُس نے اس کا التزام کر لیا ہو۔ یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اُس کے پاس امانت ہے جو اُس کا حق دار ہے اُس کو دینا ہی ہوگا اور نہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے (ردالمحتار)

مسئلہ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب

دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (رد مختار ردالمحتار) مگر چوں کہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ نمونہ یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد مظاہری نے اس جگہ فرمایا وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو التَّسْلَامُ عَلَیْکُمْ لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر، بعد کا مضمون پڑھتے۔

مسئلہ سلام کی سیم کو ساکن کہا یعنی سلامٌ علیکم جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سلامٌ علیکم سیم کو پیش کے ساتھ کہا ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں (رد مختار ردالمحتار)

۱۹۱ **مسئلہ** ابتداء کسی نے یہ کہا علیک السلام یا علیکم السلام تو اس کا جواب نہیں حدیث میں فرمایا کہ یہ مُردوں کی تحیت ہے۔

۱۹۲ **مسئلہ** سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سُن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں۔ جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سُن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سُن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا۔ اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے (بڑا زور)

۱۹۳ **مسئلہ** انگلی یا پستیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے حدیث میں فرمایا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور پستیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔

۱۹۴ **مسئلہ** بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا اُن کو منسے جواب دینا واجب ہے۔

۱۹۵ **مسئلہ** بعض لوگ سلام کرتے وقت ٹھک بھی جاتے ہیں یہ جھکنا اگر حدیث کو رُخ تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

۱۹۶ **مسئلہ** اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں اُن میں سب سے بڑا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تیلمات عرض کہتے ہیں اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے فَقَالُوا سَلَامًا اُنہوں نے اگر سلام کہا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا۔ یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہو جائے گا۔ بعض

لے رکوع کی حد یہ کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنے تک پہنچ سکتا ہے اگرچہ پوری پشت خم نہ ہو ۱۲ محمد احمد

لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے اگر ان کو سلام کیا جائے تو گھبراتے ہیں کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انہیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ کیا ہمیں دُھٹا جولاہا مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام جبریل علیہ السلام نبی اور فرشتے کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے خیاک اللہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

مصافحہ و معاقتہ و بوسہ و قیام

حدیث ۱ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

حدیث ۲ بیہقی نے شعب الایمان میں برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

سہ انبیاء کی تبعیت میں دوسروں کے لئے علیہ السلام بلا کر اہت جائز ہے جیسے امام حسین علی جدہ و علیہ السلام ۱۲ محمد احمد۔

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھے تو گویا اس نے شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا مگر جھڑ جائے گا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں قتادہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصافحہ کا دستور تھا کہا ہاں

حدیث ۴ امام مالک نے عطاء خزاسانی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں مصافحہ کرو دل کی کینٹ جاتی رہے گی اور باہم ہدیہ کیا کرو محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔

حدیث ۵ امام احمد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا

(مصافحہ کیا) تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کر دے اور ہاتھ جدا نہ ہونے

پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور جو لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور

سوارضائے الہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہو

جاؤ تمہاری مغفرت ہوگی تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔

حدیث ۶ طبرانی نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے)

تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے اور

ان کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔

حدیث ۷ ابن انجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے

سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے

گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو

تو نگاہ کوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔

حدیث ۸ امام احمد و ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری تحیت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔

حدیث ۹ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لئے جھک جائے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس سے چپٹ جلے اور بوس لے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰ ابو داؤد نے روایت کی کہ ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم لوگ جب حضور سے ملتے تھے تو حضور تم سے مصافحہ کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور نے مصافحہ کیا۔ ایک دن حضور نے آدمی بھیجا۔ میں گھر پر موجود نہ تھا۔ جب آیا تو مجھے مطلع کیا گیا، میں حاضر ہوا، اس وقت حضور تخت پر تھے۔ بیٹھا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا۔
خوب اچھا۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا حضور نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت کیا کہ وہ یہاں ہیں تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور نے انہیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے پھر فرمایا اے اللہ میں تم سے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اُسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔

حدیث ۱۲ امام احمد نے یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے انہیں چپٹا لیا اور فرمایا: اولاد بچھل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔

حدیث ۱۳ ترمذی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ میں آئے حضور میرے مکان میں تشریف فرما تھے انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور کہہ اگھسیٹے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر اور سے ہوئے چلے گئے۔

واشہ میں نے کبھی اس کے پہلے حضور کو برہنہ یعنی بغیر چادر اور مٹھے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا حضور نے انہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

۲۹ **حدیث ۱۴** ابو داؤد نے انس بن محضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری شخص جن کی طبیعت میں مزاج تھا وہ باتیں کر رہے تھے اور لوگوں کو ہنس رہے تھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کو نچا دیا۔ انہوں نے حضور سے عرض کی۔ مجھے اس کا بدلہ دیجئے۔ حضور نے فرمایا بدلہ لے لو۔ انہوں نے کہا حضور تمہیں پہننے ہوئے ہیں میرے بدن پر تمہیں نہیں ہے۔ حضور نے تمہیں ہٹا دی، وہ چیپٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا بدلہ لینا مقصود نہ تھا۔

۳۰ **حدیث ۱۵** ابو داؤد و تہمتی نے عامر شیبی سے مرسل روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔

۳۱ **حدیث ۱۶** ابو داؤد نے ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ سعبہ تمہیں کا وفد حضور کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دینے۔

۳۲ **حدیث ۱۷** ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور ان کی طرف کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو بوسہ دیتے۔ پھر اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور حضور کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

۳۳ **حدیث ۱۸** ابو داؤد نے برآر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرماء شروع مدینہ میں آئے تھے میں ان کے ساتھ ان کے یہاں گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح میں بیٹی ہوئی تھیں۔ حضرت ابو بکر ان کے پاس

گئے اور پوچھا بیٹی کسی ہو اور ان کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔

حدیث ۱۹ ترمذی نے صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دو یہودی

حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو نشانیاں کیا ہیں حضور نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لئے نہ لے جاؤ اور جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور غنیفہ پر زنا کی ہمت نہ دھرو اور لڑائی کے دن منہ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودی ہفتکے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔ جب حضور نے یہ فرمایا تو انہوں نے حضور کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۰ ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے

ہیں کہ ہم حضور کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ

جب بنی قریظہ اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اترے حضور نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا وہ وہاں سے قریب میں تھے جب مسجد کے قریب آ گئے حضور نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔

حدیث ۲۲ بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور کو دیکھ لیتے کہ بعض زواج مظہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔

حدیث ۲۳ ترمذی و ابو داؤد نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

حدیث ۲۴ ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے ہم حضور کے لئے کھڑے

ہو گئے ارشاد فرمایا اس طرح نہ کھڑے ہو اگر ویسے غبی کھڑے ہو کرتے ہیں کہ ان میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے۔

یعنی غبیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح و مذموم ہے اس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے وہ یہ ہے کہ امرایہ میٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروہیہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لئے لوگ کھڑے ہو اگر میں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو برا ماننے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت جگہ رواج ہے کہ امیروں رئیسوں زمین داروں کے لئے ان کی رعایا کھڑی ہوتی ہے نہ کھڑے ہوں تو زور و کوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی مشککین و مشہورین کے متعلق معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں وعید آئی ہے اور اگر ان کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اس کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لئے کھڑا ہوتا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تو اتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے نام گناہ گرجائیں گے جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے مطلقاً مصافحہ کا جواز۔ بتا ہے کہ نماز فجر و عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعت خستہ ہے (رد المحتار)

مسئلہ جس طرح فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے کیوں کہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہے جب تک شرع مظہر سے ممانعت نہ ہو (رد المحتار)

مسئلہ مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملے۔ فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز مائل نہ ہو (رد المحتار)

مسئلہ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔ یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرے طریقہ جس کو بعض فقہانے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ہر ایک اپنا دایا ہاتھ دوسرے کے دہنے سے اور بائیں ہاتھ سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ مصافحہ سنون یہ ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں اس کے سنون ہونے کی تصریح نظر فقہیہ سے نہیں گزری مگر اصل مصافحہ کا جواز حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ مصافحہ کرنا بھی جائز ہے جب کہ خوفِ فتنہ اور اندیشہ شہوت نہ ہو۔ چاہئے کہ جس سے مصافحہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اور سے ہو یعنی کپڑا عاقل ہو (زیلی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصافحہ کیا۔

مسئلہ بعد نماز عیدین مسلمانوں میں مصافحہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ مصافحہ بھی جائز ہے جب کہ محلِ فتنہ نہ ہو مثلاً امرِ خوب صورت سے مصافحہ کرنا کہ یہ محلِ فتنہ ہے۔

مسئلہ بوسہ دینا اگر بہ شہوت ہو تو ناجائز ہے۔ اور اگر کم و تعظیم کے لئے ہو تو ہو سکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیں سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے

ایسا نہیں کرنا چاہیے (زیلی)

مسئلہ عالم دین اور بادشاہِ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اُس کے قدم چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی نے عالم دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیکھئے کہ میں بوسہ دوں تو اُس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لئے اُس کی طرف بڑھا سکتا ہے (در مختار)

مسئلہ عورت نے عورت کے منہ یا رخسار کو بوقت ملاقات یا بوقت رخصت بوسہ دینا

یہ مکروہ ہے (در مختار)

مسئلہ عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اور

جو اس پر راضی ہوا دونوں گناہ ہوئے (زیلی)

مسئلہ بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ ① بوسہ رحمت جیسے والدین کا اولاد کو بوسہ

دینا ② بوسہ شفقت جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا ③ بوسہ تجت جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے ④ بوسہ تجت جیسے بوقت ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے ⑤ بوسہ شہوت جیسے مرد عورت کو بوسہ دے ⑥ اور ایک قسم بوسہ دیانت ہے جیسے حجرِ آشود کا بوسہ (زیلی)

مسئلہ شفقت یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے ہیں میرے رب کا مہد اور اُس کی کتاب ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شفقت کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مس کرتے (در مختار)

مسئلہ سجدہ تجت یعنی ملاقات کے وقت بطور اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ اور

اگر یہ قصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (رد المحتار)

مسئلہ بادشاہ کو بوجہ تجت سجدہ کرنا یا اُس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں مگر

یہ شخص گناہ گار ہوا اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ کیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا بھی اگر زمین کو بوسہ دے یہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں

گنہگار ہیں (علمگیری)

مسئلہ ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے (علمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ مدد کو عیبک ہو جائے۔
 مسئلہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے جب کہ ایسے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آگیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے (رد المحتار و المختار)

مسئلہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میرے لئے کھڑے ہوں اس کی یہ بات ناپسند و مذموم ہے (رد المحتار) احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے یا اس قیام کو بُرا بتایا گیا ہے جو آعاجم میں مروج ہے کہ سلاطین بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے بہتے ہیں آنے والے کے لئے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔ قیام میلاد شریف کی مانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لئے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوگا خصوصاً ایسی جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہئے تاکہ ایک مسلم کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔ (رد المحتار)

چھینک و جاہلی کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جاہلی ناپسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ رُکعت اللہ کہے اور جاہلی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جاہلی آئے تو جہاں تک ہو سکے اُسے دفع کرے کیوں کہ جب جاہلی لیتا ہے شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیوں کہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ (ہا) کہتا ہے

شیطان ہنستا ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یُرْحَمُكَ اللهُ کہے جب یہ یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یُحْدِثُ لَكَ اللهُ وَيُصَلِّحُ بِالْكَفْرِ۔
ترمذی اور دارمی کی روایت میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے الحمد للہ علی کل حال۔

حدیث ۳ طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ رب العالمین کہے۔

حدیث ۴ طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں رب العالمین اور اگر وہ رب العالمین کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں رحمت اللہ۔

حدیث ۵ ترمذی نے تافع سے روایت کی کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چھینک آئی اُس نے کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ابن عمر نے فرمایا یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر الحمد للہ علی کل حال کہیں۔

حدیث ۶ ترمذی و ابوداؤد نے یحییٰ بن یساف سے روایت کی کہتے ہیں ہم سالم بن عبید کے پاس تھے ایک شخص کو چھینک آئی اُس نے کہا السلام علیکم سالم نے کہا وعلیک وعلیٰ اہلبیت اُسے اس کا رنج ہوا (کہ مجھے ایسا جواب کیوں دیا) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اُس نے کہا میری ماں کا آپ نے ذکر نہ کیا ہوتا نہ اچھا نہ بُرا تو اچھا ہوتا۔ سالم نے کہا میں نے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی اُس نے کہا السلام علیکم حضور نے فرمایا وعلیک وعلیٰ اہلبیت جب کسی کو چھینک آئے تو کہے الحمد للہ رب العالمین اور جواب دینے والا کہے یرحمک اللہ اور وہ کہے یُحْدِثُ لَكَ اللهُ وَيُصَلِّحُ بِالْكَفْرِ۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی آپ نے ایک کو جواب دیا دوسرے کو نہیں دیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے اس کو جواب دیا اور مجھے نہیں دیا۔ ارشاد فرمایا اس نے الحمد للہ کہا اور تو نے نہیں کہا۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اسے جواب دو اور الحمد للہ نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔

حدیث ۹ صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی حضور نے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہا۔ پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور نے فرمایا اسے زکام ہو گیا ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور نے ایسا فرمایا۔ یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰ ترمذی و ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔

حدیث ۱۱ صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جب کسی کو جہاڑی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے کیوں کہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔

حدیث ۱۲ طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آجائے اور حکیم کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے اور ابو نعیم کی روایت انھیں سے ہے کہ دعا کے وقت چھینک آجانا سچا گواہ ہے۔

حدیث ۱۳ بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت و شداد بن اوس و اشق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز کو بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔

مسئلہ چھینک کا جواب دینا واجب ہے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے۔ اور

اس کا جواب بھی فوراً دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے واجب ہے جس طرح سلام کے جواب میں گدگدیاں بھی ہے (رد المحتار)

مسئلہ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے (علمگیری)

مسئلہ جس کو چھینک آئے اسے الحمد للہ کہنا چاہیے۔ اور بہتر یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے جب اس نے الحمد للہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کسی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے (بزانہ)

مسئلہ جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے الحمد للہ رب العالمین یا الحمد للہ علیٰ کل حال اور اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یرحمک اللہ پھر چھینکنے والا یہ کہے یغفر اللہ لنا و لکم یا یہ کہے یهدیکم اللہ ویصلح بانکم اس کے سوا دوسری بات نہ کہے (علمگیری)

مسئلہ عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے۔ اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنتے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے (عائزہ)

مسئلہ کافر کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جواب میں یهدیک اللہ کہا

جانے (رد المحتار)

مسئلہ چھینکنے والے کو چاہیے کہ زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے

چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دے دیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اور بہتر یہ ہے

کہ سب حاضرین جواب دیں (رد المحتار)

مسئلہ دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو سننے والا اس کا

جواب دے (رد المحتار)

مسئلہ چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے اگھٹہ کہا تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور ٹکڑے محفوظ رہے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ کر کے درد سے محفوظ رہے گا (ردالمحتار)

مسئلہ چھینک کے وقت سر جھکا لے اور منہ چھپا لے اور آواز کو پست کرے چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے (ردالمحتار)

فائلا کا حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عقل ہے۔

مسئلہ بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لئے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عقل فرمایا سخت غلطی ہے۔

خرید و فروخت کا بیان

مسئلہ جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی چیز جائز ہے اور کون نا جائز اس وقت تک تجارت نہ کرے (علیگری)

مسئلہ انسان کے پاخانے کا بیح کرنا ممنوع ہے گو بر کا بیچنا ممنوع نہیں انسان کے پاخانے میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہو جائے جیسے کھاد میں مٹی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو بیح بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے (ہدایہ)

مسئلہ یہ معلوم ہے کہ بیح کی کیفیت ہے اور دوسرے اشخاص اسے بیح کر رہا ہے یہ بائع کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیح کا وکیل کیا ہے یا اس سے میں نے خرید لی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کر دی ہے تو اس کو خریدنا اور اس سے واپس کرنا جائز ہے جب کہ وہ شخص ثقف ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ بیح کہتا ہے۔ اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس خبر میں جھوٹا ہے تو

لے خرید و فروخت کا مفصل بیان (بہار شریعت) حصہ دوم میں گزر چکا ہے واپس سے معلوم کریں۔ ۱۳۰

اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور اگر اُس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے مگر اُس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اُس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقت ہے یا غالب گمان ہے کہ سچ کہتا ہے تو اُس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے (ہدایہ) اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اُس نے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اُس نے ہیرا کر دی ہے تو اُس کو خریدنا اور اُس چیز سے نفع اٹھانا انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ جو شخص چیز کو بیع کر رہا ہے اُس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے اُسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اُس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معاوضہ پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے۔ ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہو سکتی مثلاً وہ چیز ہمیشہ قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اُس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اُسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت میں اُس کی خریداری سے بچنا چاہئے اور اس کے باوجود اُس نے خرید لی تو خریدنا جائز ہے کیوں کہ خریدانے کی دلیل مشتری پر اعتماد کر کے خریدانے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے (ہدایہ)

مسئلہ مشترک چیز میں جو اُس کا حصہ ہے اُسے بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کر دے۔ اگر وہ شریک خرید لے نہ پھاوہ نہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کئے بیچنا مکروہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے (علمگیری)

مسئلہ اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور حقوق فایده جاری ہیں ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں جس چیز کے متعلق گمان غالب ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لاکر بیچ گیا ایسی چیز خریدی نہ

جانے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مال حرام بینہ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح لی گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے اس طرح لی جانے سے اس کی ملک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے جب تک بائع اس مالک کو عوض دے کر راضی نہ کرے، اور اگر خرید ہی لی تو مشتری کی ملک ہو جائے گی اور کراہت رہے گی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غضب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا وہ بعینہ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہو جائیں بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے (علمگیری)

مسئلہ بخش کپڑے کو بیچ سکتا ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کر دے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے (علمگیری)

مسئلہ جتنے میں چیز خریدی بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہہ دے کہ یہ زیادتی تمہارے لئے حلال ہے یا یہ کہ میں نے تمہیں مالک کر دیا اس زیادتی کو لینا جائز نہیں (علمگیری) خریدنے کے بعد بہت سے لوگ رُذوک لیتے ہیں کہ بیع جتنی طے ہوئی ہے اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضامندی کے یہ ناجائز ہے اور رُذوک مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ گوشت یا پھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہو جانے والی ہے کسی کے ہاتھ سے اور مشتری غائب ہو گیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہو جائے گی ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے وہ خرید سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مرہض کو حاجت ہے مثلاً دوا وغیرہ (علمگیری)

مسئلہ اچھے صاف گھوں میں خاک و موم لاکر بیچنا ناجائز ہے اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو (علمگیری) اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔

مسئلہ جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت

ہوتی ہے کسی نے خریدی بائع نے کم دی۔ مگر خریدار کو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کمی ہے وصول کر سکتا ہے جب کہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے۔ اور اگر خریدار پر دسی ہے وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے وصول کر سکتا ہے گوشت میں جو کمی ہے وصول نہیں کر سکتا کیوں کہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات نہیں (زبطی) مسئلہ سو بے پتیل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے

۵۹ اس کا بیچنا مکروہ ہے (علمگیری) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر امانت ہے۔

۶۰ مسئلہ مسلمان کا کافر بد دین ہے اس نے شراب بیچ کر اس کے دشمن سے دین ادا کیا مسلم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا دشمن ہے اس کا لینا ناجائز ہے کیوں کہ کافر کا کفر کے ہاتھ شراب بیچنا ناجائز ہے اور دشمن میں جو روپیہ اُسے ملا وہ ناجائز ہے لہذا مسلم اپنے دین میں لے سکتا ہے۔ اور مسلم نے شراب بیچی تو بچوں کہ یہ بیع ناجائز ہے اس کا دشمن بھی ناجائز ہے اس روپیہ کو دین میں لینا ناجائز ہے (در مختار) یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہ خبیث و حرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔

۶۱ مسئلہ رنڈیوں کو ناج گانے کی جو اجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے جس کسی کو دین یا کسی مطالبہ میں دے اس کا لینا ناجائز ہے۔ جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو مرنے کے بعد اس کا مال وراثت کو لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ وراثت یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو جس سے ثبوت نے حاصل کیا ہے اُسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر بصدق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے (رد المحتار)

۶۲ مسئلہ پشاری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا۔ یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا مگر معلوم ہے کہ یوں ہی کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دنیا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے

میں اُس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا اب یہ احتمال جاتا رہا اور قرض سے نفع اٹھانا جائز ہے
(در مختار)

مسئلہ احتکار ممنوع ہے۔ احتکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لئے روکنا کہ گراں ہونے پر فروخت کرے گا۔ احادیث میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں یہ ہے جو چالیس روز تک احتکار کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا دوسری حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ سے بری اور اللہ اُس سے بری۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ اُس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ اُس کے نفل قبول کرے گا۔ قرض احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارے میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا (در مختار رد المحتار)

مسئلہ احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ اُس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لئے مضر ہو یعنی اُس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے اُس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا (ہدایہ)

مسئلہ احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اُس کو مناسب سزا دے گا اور اُس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے قاضی خود بیچ کر دے گا کیوں کہ ضرر عام سے بچنے کی یہی صورت ہے (ہدایہ)

مسئلہ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے پھر جب اُن کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دے دیں (در مختار)

مسئلہ اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بڑی نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اُسے بیچ کرنے پر مجبور کرے گا (در مختار رد المحتار)

۱۔ احتکار کے متعلق چند حدیثیں (بہار شریعت) حصہ ہفتم ص ۱۲۱ کے بیان میں لکھی جا چکی ہیں ۱۲ منہ

مسئلہ دوسری جگہ سے غلہ خرید کر لایا اگر وہاں سے ٹھوٹا یہاں غلہ آتا ہے تو اس کا روکنا بھی احتکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا احتکار نہیں مگر اس صورت میں بھی بیع ڈالنا مستحب ہے کہ دکانوں میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے (در مختار المختار)

مسئلہ حاکم کو یہ نہ چاہیے کہ اشیاء کا نرخ مقرر کر دے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے ^{۱۶۱} عرض کی یا رسول اللہ نرخ گراں ہو گیا حضور نرخ مقرر فرمادیں ارشاد فرمایا: نرخ مقرر کرنے والا تنگی کشادگی کرنے والا روزی دینے والا اللہ ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملے میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔

مسئلہ تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کئے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اولیٰ الایمان سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے۔ اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بیع منکر ہے کیوں کہ یہاں بیع پر اگر وہ نہیں قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے صرف یہ کہا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے اس سے گراں نہ بیچے (دہلی)

مسئلہ انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارے میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کر دی ہوں تو اس میں بھی نرخ مقرر کیا جاسکتا ہے (در مختار)

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ انجالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس پر اسلام اور احکام اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کراں میں تدبر آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطنان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کو بان والی لائے اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو۔ یعنی جائز طور پر ہم نے عرض کی کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے فرمایا پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھنا کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر و علیٰ ہذا القیاس۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترخ کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا ہے وہ انڈرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ بھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے۔ یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں ان کے لئے بلندیاں ہیں اور دوسروں کے لئے پستی ہے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کرانا کا تہن کے ساتھ ہے اور جو شخص رگ رگ کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔

حدیث ۶ شرح شریف میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی ایک قرآن کہ یہ بندوں کے لئے جگڑا کرے گا اس کے لئے ظاہر و باطن ہے اور امانت اور رشتہ بکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا اسے اللہ ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا اللہ اسے کاٹے گا۔

حدیث ۷ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور تر تیل کے ساتھ پڑھ جس طرح دنیا میں تر تیل کے ساتھ پڑھتا تھا تیری منزل آخر آیت جو تو پڑھے گا وہاں ہے۔

حدیث ۸ ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جو تف میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ دیرانہ مکان کی مثل ہے۔

حدیث ۹ ترمذی و دارمی نے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اُسے میں اُس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اُس کی مخلوق پر ہے۔

حدیث ۱۰ ترمذی و دارمی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی میں نہیں کہتا اللہ ایک حرف ہے بلکہ آفت ایک حرف ہے لام دوسرا حرف ہے تمیم تیسرا حرف۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد نے شاذان بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اُس میں ہے اس پر عمل کیا اُس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہو تاکہ تو اب خود اُس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔

حدیث ۱۲ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اُس کو یاد کیا اُس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا اُس کے گھر والوں میں سے

دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

حدیث ۱۳ ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اُس کے ساتھ قیام کیا اُس کی مثال یہ ہے جیسے مُشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سونگیا یعنی قیام اٹھل نہیں کیا اُس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مُشک بھری ہوئی ہے اور اس کا مُنہ باندھ دیا گیا ہے۔

حدیث ۱۴ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے جس طرح لوہے میں پانی گننے سے زنگ لگتی ہے عرض کی یا رسول اللہ اُس کی جلاکس چیز ہے جوگی؟ فرمایا: کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔

حدیث ۱۵ صحیح بخاری و مسلم میں جُثُوب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو اُس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل کو اُلفت اور لگاؤ ہو اور جب دل اُچاٹ ہو جائے کھڑے ہو جاؤ یعنی تلاوت بند کر دو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو جتنی توجہ اُس نبی کی طرف ہے جو خوش آوازی سے قرآن پڑھا ہے کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کو تھنی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تھنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہیے۔

حدیث ۱۸ امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و داریمی نے براز بن عازب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو اپنی آوازوں سے مڑتے کر و اور داریمی کی روایت میں ہے کہ اپنی آوازوں سے قرآن کو خوب صورت کرو کیوں کہ اچھی

آواز قرآن کا سُن بڑھا دیتی ہے۔

حدیث ۱۹ بیہقی نے عبیدہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافل نہ برتو اور رات اور دن میں اس کی تلاوت کرو جیسا تلاوت کا حق ہے اور اُس کو پھیلاؤ اور کھینچ کر یعنی اچھی آواز سے پڑھو اُس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اُس میں ہے اُسے غور کرو تاکہ تم کو فلاح ملے اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیوں کہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے (جو آخرت میں ملنے والا ہے)

حدیث ۲۰ ابو داؤد و بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ قرآن پڑھو تم سب اچھے ہو بعد میں تو میں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے اُس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے دیر میں لینا نہیں چاہیں گے یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کے لُحْن اور آواز سے پڑھو اہل عشق اور یہود و نصاریٰ کے لُحْن سے بچو یعنی قواعد کو سیکھو۔ ا مطابقت گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیح کے ساتھ پڑھے گی جیسے گانے اور نوحہ میں ترجیح ہوتی ہے قرآن اُن کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اُن کے دل قلعہ میں مبتلا ہیں اور اُن کے گھر جن کو اُن کی یہ بات پسند ہے۔

حدیث ۲۲ ابو سعید بن شعبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے جواب نہیں دیا جب نماز سے فارغ ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا ارشاد فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے اِسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ اللّٰہُ وَ الرَّسُوْلُ کَیْ تَحْضُرُوْا حُوْرًا مِّنْہٗ وَاٰتٰیہٗ سَلٰمًا وَاَنْتُمْ سٰکِتٌ وَّ قٰنِتٌ وَاَنْتُمْ حٰقِقٰتٌ عَلٰی مَا کُنْتُمْ عَلٰیہِ فَاِذَا دَعَاکُمْ لِمَا نَهٰی فَاَنْتُمْ سٰکِتٌ وَّ قٰنِتٌ وَاَنْتُمْ حٰقِقٰتٌ عَلٰی مَا کُنْتُمْ عَلٰیہِ فَاِذَا دَعَاکُمْ لِمَا نَهٰی فَاَنْتُمْ سٰکِتٌ وَّ قٰنِتٌ وَاَنْتُمْ حٰقِقٰتٌ عَلٰی مَا کُنْتُمْ عَلٰیہِ

سورہ فاتحہ

سورت کی تعلیم کروں گا فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہی شیخ ثنائی اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے ملے۔

حدیث ۲۳ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے اُمّ القرآن یعنی سورہ فاتحہ کو پڑھا حضور نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس کے مثل تو ریت میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں وہ شیخ ثنائی اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے ملے۔

حدیث ۲۴ سورہ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے (دارمی بہقی)

حدیث ۲۵ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ سے ایک آواز آئی انہوں نے سراٹھایا اور یہ کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا آج سے پہلے کسی نہیں کھلا ایک فرشتہ اُتر آیا جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کسی زمین پر نہیں اُترتا اُس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور کو بشارت ہو کہ دو نور حضور کو دئے گئے اور حضور سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے وہ دو نور یہ ہیں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا فاتحہ جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔

حدیث ۲۶ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو متغایر نہ بناؤ، شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

حدیث ۲۷ صحیح مسلم میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لئے شفیق ہو کر آئے گا دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو، کہہ دو ان کی قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو آبریں یا دو سا بان ہیں یا صفت بستہ پرندوں کی دو جانتیں وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی سورہ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس کی

استطاعت نہیں رکھتے۔

حدیث ۲۸ صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو المنذر (یہ ابی ابن کعب کی کنیت ہے) تمہارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے میں نے کہا اللہ ورسولاً علم نہیں حضور نے فرمایا اے ابو المنذر تمہیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے میں نے عرض کی اَللّٰهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (یعنی آیۃ الکرسی) حضور نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ابو المنذر تم کو علم مبارک ہو۔

حدیث ۲۹ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان یعنی صدقہ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ کہنے لگا میں محتاج عیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی مجھے رحم آگیا چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا وہ تم سے جھوٹا ہوا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور نے فرمادیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آگیا اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نے فرمایا ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی مجھے رحم آیا اسے چھوڑ دیا۔ حضور نے فرمایا تمہیں جھوٹا ہوا اور پھر آئے گا۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑ لیا اور کہا تجھے حضور کے پاس پیش کروں گا میں مرتبہ ہو چکا تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تم کو نفع دے گا جب تم پھوٹنے پر جاؤ آیۃ الکرسی اَللّٰهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ آخر آیت تک پڑھ لو صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہو گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں

آئے گا۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی حضور نے فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کی اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا حضور نے فرمایا یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے میں نے عرض کی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔

حدیث ۳۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔

حدیث ۳۱ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں جو سورہ بقرہ کے ختم پر ہیں نازل فرمائیں جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا (ترمذی و دارمی)

حدیث ۳۲ سورہ بقرہ کے فاتحہ کی دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے اُس خزانہ میں سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے اللہ نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ سے نزدیکی اور دعا ہیں (دارمی)

حدیث ۳۳ صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

حدیث ۳۴ جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لئے دو جوہرے کے برابر ثواب ہوگا (بیہقی)

حدیث ۳۵ ہر چیز کے لئے دل ہے اور قرآن کا دل ایسی ہے جس نے ایسی پڑھی جس سے قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے لکھے گا (ترمذی و دارمی)

حدیث ۳۶ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے خط و ایسی پڑھا جب فرشتوں نے سنا یہ کہا مبارک ہو اُس اُمت کے لئے جس پر یہ آمارا جائے اور مبارک ہو اُن جنوں کے لئے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو اُن زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں (دارمی)

- حدیث ۳۷** جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیس پڑھے گا اس کے لگے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہذا اس کو اپنے مژدوں کے پاس پڑھو (بیہقی)
- حدیث ۳۸** جو شخص خم المؤمن کو الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھے گا شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھے گا صبح تک محفوظ رہے گا (ترمذی دارمی)
- حدیث ۳۹** جو شخص تم لدخان شب جمعہ میں پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی (ترمذی)
- حدیث ۴۰** نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تک اہم تنزیل اور تبارک الذی سیدہ الملائک نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے (احمد ترمذی دارمی)
- حدیث ۴۱** خالد بن معدان نے کہا نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ اہم تنزیل ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گناہگار تھا اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب اس کی مغفرت فرما دے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور قرشتوں سے فرمایا کہ اس کی ہر خط کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی کہے گی الہی اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اٹھنا سے مجھے مٹا دے اور وہ پند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھا دے گی اور شفاعت کرے گی اور عذاب قبر سے بچائے گی اور خالد نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد سوتے نہ تھے اور طاؤس نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورت پر ساٹھ حصہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں (دارمی)
- حدیث ۴۲** قرآن میں تین آیت کی ایک سورت ہے آدمی کے لئے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی وہ تبارک الذی سیدہ الملائک ہے (احمد ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ)
- حدیث ۴۳** بعض صحابہ نے قبر پر خیر گاڑ دیا انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اس میں کسی شخص نے تبارک الذی سیدہ الملائک ختم سورۃ تک پڑھا جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا تو حضور نے فرمایا وہ مانع ہے اور

میں ہے عذاب الہی سے نجات دیتی ہے (ترمذی)

حدیث ۴۴ جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھے گا اس کو کسی فائدہ نہیں پہنچے گا
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا
کریں (زیبہتی)

حدیث ۴۵ کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا
کر دو لوگوں نے عرض کی اس کی کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھا کرے فرمایا
کہ اس کی استطاعت نہیں کہ اَلْهَيْكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرو (زیبہتی)

حدیث ۴۶ کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو لوگوں نے
عرض کی تہائی قرآن کیوں کر کوئی پڑھے گا فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے
(بخاری و مسلم)

حدیث ۴۷ اِذَا زُلْزِلَتْ نِصْفُ قُرْآنٍ كِي بَرَابِرِهِ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی
قرآن کی برابر ہے اور قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعَالَى كِي بَرَابِرِهِ (ترمذی)

حدیث ۴۸ جو ایک دن میں دو سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے گا اس کے
پچاس برس کے گناہ مٹا دئے جائیں گے قریہ کہ اس پر دین ہو (ترمذی و دارمی)

حدیث ۴۹ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
احد پڑھے قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا اے میرے بندے اپنی
دہنی جانب جنت میں چلا جا (ترمذی)

حدیث ۵۰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ احد پڑھتے
سنا فرمایا کہ جنت واجب ہوگی (امام مالک ترمذی نسائی)

حدیث ۵۱ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے
فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کی قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے فرمایا
اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اس نے کہا یا رسول اللہ کون سی آیت آپ کو اور
آپ کی امت کو پسینا محبوب ہے یعنی اس کا فائدہ و ثواب فرمایا سورہ بقرہ کے خاتمہ آیت

کہ وہ رحمتِ الہی کے خزانہ سے عرشِ الہی کے نیچے سے ہے اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اس امت کو دی دنیا و آخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اس پر مشتمل ہے (روایت)

حدیث ۵۲ جو شخص اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تین مرتبہ پڑھ کر سورہ حشر کی پہلی تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لئے دعا کریں گے اور اگر وہ شخص اس روز مر جائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کے لئے بھی یہی ہے (ترمذی)

حدیث ۵۳ جو قرآن پڑھے اس کو اللہ سے سوال کرنا چاہیے عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے (احمد ترمذی)

حدیث ۵۴ جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھانا مانگے گا قیامت کے دن اس طرح آئینگا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہو گا نری ہڈیاں ہوں گی (بیہقی)

حدیث ۵۵ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منصف لکھنے کی اجرت کا سوال ہوا انہوں نے فرمایا اس میں حرج نہیں وہ لوگ نقش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں یہ ایک قسم کی دست کاری ہے اس کا معاوضہ لینا جائز ہے (ترمذی)

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل (بہار شریعت) حصہ سوئم میں مذکور ہو چکے ہیں یہاں سے معلوم کئے جائیں منصف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ قرآن مجید پر سونے ہانڈی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں غلٹ پیدا ہوتی ہے۔ جس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے کیوں کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور عشر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے اور مختار رد المحتار

اس زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں اس لئے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر و فقہ کی کتابوں پر بطور غیلات چڑھانا جائز ہے (در مختار)

مسئلہ قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے کاغذ بھی بہت اچھا و روشنائی بھی خوب اچھی ہو کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو (در مختار و المختار) بعض اہل مطابع نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت و روشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے (در مختار) مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپواتے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا بلکہ حائل بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

مسئلہ قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں پیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے صحیف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے (علیگیری)

مسئلہ نعت و نحو و صرف کا ایک مرتبہ ہے ان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں۔ اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں۔ ان کے اوپر فقہ اور احادیث و مواظب و دعوات ماثورہ فقہ سے اوپر۔ اور تفسیر کو ان کے اوپر۔ اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے (علیگیری)

مسئلہ کسی نے محض خیر و برکت کے لئے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے، اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے (غانیہ)

مسئلہ قرآن مجید پر اگر بقصد توہین پاؤں رکھا کافر ہو جائے گا (علیگیری)

- مسئلہ جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو (علمگیری)
- مسئلہ قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے اسی طرح اذان کہنے میں خوش گوئی سے کام لے سنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے ٹخن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے (در مختار ردالمحتار)
- مسئلہ قرآن مجید کو معرفت و شاذ دونوں قرار توں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قرأتِ شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے (در مختار ردالمحتار) بلکہ عوام کے سامنے وہی قرأت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی نادانگی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں
- مسئلہ مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا اس کی اصل نہیں۔ ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایسا اختراع کیا ہو۔
- مسئلہ قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلتے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔
- مسئلہ قرآن مجید کو جزدان و غلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔
- مسئلہ نئے قلم کا تراشہ اور ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستثنیٰ قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موقع احتیاط میں ڈالا جائے اسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے غلاف ہو (علمگیری) جس کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تحصیل پر اسکاٹے الٹی نکتے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔
- کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے (علمگیری)

آداب مسجد و قبلہ

مسجد کو چونے اور صبح سے نقش کش کرنا جائز ہے سونے چاندی کے پانی سے نقش کش کرنا بھی جائز ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے۔ مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتا بلکہ موتی مسجد نے اگر مال وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اسے تاوان دینا ہوگا۔ ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہو گیا تو موتی مسجد مال مسجد سے بھی نقش کش کر سکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوار قبلہ میں نقش کش کرنا کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہو گا (درختہ زلمی)۔

مسئلہ مسجد کی دیواروں میں گچ اور پلاستر کرنا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی۔ مسجد میں پلاستر کرانے یا قلعی یا گچ لگانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے (ملگیری)۔

مسئلہ مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقتِ درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ مسجد میں کھانا کھانا اور سونا منگنیف کو جائز ہے غیر معصکف کے لئے مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو وہ بنیتِ اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کر سکتا ہے (ملگیری) ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہِ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں۔ اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار کریں۔ ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ اب افطار کرنے میں حرج نہیں۔ مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو کہیں جانا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ ایسا نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے گا، اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا

۱۔ مسجد کے متعلق مسائل (بہارِ شریعت) حصہ سوم میں مفصل ذکر کئے گئے ہیں کچھ باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں ۱۲

اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہے تو جس دروازے سے گیا ہے اسی سے نکلے مسجد میں جوتے پہن کر جانا مکروہ ہے (علمگیری)

۶۱ مسئلہ جامع مسجد میں تعویذ بیچنا ناجائز ہے جیسا کہ تعویذ ولے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ ہدیہ ہے اتنا دو اور تعویذ لے جاؤ (علمگیری)

۶۲ مسئلہ مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے (علمگیری) مگر یہ ضرور ہے کہ بوقت نکاح شور و غل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں۔ لہذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔

۶۱ مسئلہ جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے (علمگیری)

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے۔

① جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے السَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔

② وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تہجد مسجد ادا کرے۔

③ خرید و فروخت نہ کرے۔

④ ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

⑤ گلی ہوتی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

⑥ ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

⑦ دنیا کی باتیں نہ کرے۔

⑧ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

⑨ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

⑩ اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لئے جگہ میں تنگی ہو۔

⑪ گاڑی کے آگے سے نہ گزرے۔

⑫ مسجد میں تموک کھنکار نہ ڈالے۔

⑬ انگلیاں نہ چٹکائے۔

⑭ نجاست اور بچوں اور پانگلوں سے مسجد کو بچائے۔

⑮ ذکر الہی کی کثرت کرے (علمگیری)

مسئلہ مسجد میں جگہ تنگ ہوگئی تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو، اگرچہ وہ شخص ذکر و درس میں یا تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو یا متکلیف ہو (علمگیری)۔

مسئلہ مسجد کے سائل کو دنیا متع ہے مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہے مسجد میں کلام کرنا نیکوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے۔ نامائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا (رد المحتار)

مسئلہ نماز پڑھنے کے بعد مصلے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے کہ بعض لوگ جاننا نہ کا صرت کو نالوث دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بھبھی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے (علمگیری)

مسئلہ طالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کرنے کے لئے کتاب میں رکھ لیا یہ معاف ہے (علمگیری) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھی چٹائی سے تنکا توڑ کر نشانی بنائے کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا اس پر گولی مارنا مکروہ ہے یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے (رد المحتار)

لہ ذکر فی السئلۃ الامام احمد رضا حدیثین ثم قال لیکن استخراج اصل ذکا عمل منہا والاولیٰ ان ٹیوی کہا (انتقادی الرضویہ ج ۳ ص ۷۵) فیخاف من الشیطان استعمال سجاواتہ انا الصلوۃ منہ فلا یصل لہ ۱۲

عبادت و علاج کا بیان

عبادت میں عبادت کی عبادت کو جانا سنت ہے اہم حدیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

حدیث ۱ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں ① سلام کا جواب دینا ② زمین کے پوچھنے کو جانا ③ جانے کے ساتھ جانا ④ دعوت قبول کرنا ⑤ چھینکنے والے کا جواب دینا (جب اکھڑتہ کہے)

حدیث ۲ صحیحین میں ہے بزار بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہمیں سات

باتوں کا حضور نے حکم فرمایا یہ پانچ باتیں ذکر کر کے فرمایا ⑥ قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا ⑦ مظلوم کی مدد کرنا۔

حدیث ۳ بخاری و مسلم و ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عبادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چھنے میں رہا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل روز قیامت فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عبادت نہ کی۔ عرض کرے گا تیری عبادت کیسے کرتا تو تو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہو سکتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے) فرمائے گا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فطال بندہ بیمار ہوا اور اس کی تو نے عبادت نہ کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عبادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اور فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کس طرح کھانا دیتا تو تو رب العالمین ہے۔ فرمائے گا کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فطال بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تو نے دیا ہوتا تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا۔ فرمائے گا اے ابن آدم میں

نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کیسے پانی دیتا تو تو رب العالمین ہے۔ فرمائے گا میرے فلاں بند و نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر پلایا ہوگا تو میرے یہاں پاتا۔

حدیث ۵ صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک آعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے لا باس طہوٹا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ اس آعرابی سے بھی یہی فرمایا۔ لا باس طہوٹا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث ۶ ابو داؤد و ترمذی امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور فرماتے ہیں۔ جو اچھی طرح وضو کر کے بمرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا گیا۔

حدیث ۸ ترمذی بلافادہ بخسین و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے۔ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے ٹھکانا بنایا۔

حدیث ۹ ابن ماجہ امیر المومنین قاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور نے فرمایا جب تو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کہ اس کی دعا دعائے ملائکہ کے مانند ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے سعید بن جبیر سے مرسلا روایت کی کہ فرماتے ہیں افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔ اور اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱ ترمذی و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور فرماتے

میں جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو۔ کہ یہ کسی چیز کو روزہ کرنے کا اور اس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔

حدیث ۱۲ ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں: پانچ چیزیں

جو ایک دن میں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دے گا۔ ① مریض کی عیادت کرے

② جنازہ میں حاضر ہو ③ روزہ رکھے ④ جمعہ کو جائے ⑤ غلام آزاد کرے

حدیث ۱۳ و ۱۴ احمد و طبرانی و ابویعلیٰ و ابن خزیمہ و ابن حبان و معاذ بن جبل اور

ابوداؤد و ابوآثارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں۔ پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان

میں سے ایک بھی کرے اللہ عز و جل کے ضمان میں آجائے گا۔ ① مریض کی عیادت کرے

② یا جنازہ کے ساتھ جائے ③ یا غزوہ کو جائے ④ یا امام کے پاس اس کی

تعظیم و توقیر کے ارادہ سے جائے ⑤ یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت

رہیں۔ اور وہ لوگوں سے

حدیث ۱۵ ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم میں کون روزہ دار ہے۔؟ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے عرض کی میں۔ فرمایا۔ آج تم میں کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا۔؟ عرض کی میں نے۔

فرمایا، کون آج جنازے کے ساتھ گیا۔؟ عرض کی میں۔ فرمایا، کس نے آج مریض کی عیادت

کی۔؟ عرض کی میں نے۔ فرمایا، یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد و ترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات

بار یہ دعا پڑھے۔ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ بِرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اَنْ يَشْفِيكَ۔ اگر موت نہیں

آئی ہے تو اسے شفا ہو جائے گی (فضائل عیادت کا اضافہ۔ از بہار شریعت حصہ چہارم)

لہ ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرش کریم کا مالک ہے۔ اس کا کہ تجھے شفا دے ۱۳ منہ

علاج حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لئے شفا بھی اتاری۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا ہر بیماری کے لئے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی اللہ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم دوا کریں فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو کیوں کہ اللہ نے بیماری نہیں رکھی مگر اس کے لئے شفا بھی رکھی ہے سو ایک بیماری کے۔ وہ بڑھا پا ہے۔

حدیث ۴ ابو داؤد نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اتارا اس نے ہر بیماری کے لئے دوا مقرر کی پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو۔

حدیث ۵ امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوائے خبیث سے ممانعت فرمائی۔

حدیث ۶ ترمذی و ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ ان کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔

حدیث ۷ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دویہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کا اشتہا ملے صادق ہو۔

حدیث ۸ ابو داؤد نے امّ مہذہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی

کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی کو نقاہت ممتی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے مکان میں

کجور کے خوشے تک رہے تھے حضور نے ان میں سے کجوریوں میں تناول فرمائی حضرت علی نے کھا اچھا حضور نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیبہ ہو کہتی ہیں کہ جو اور چکنڈر پکا کر حاضر لائی حضور نے حضرت علی سے فرمایا اس میں سے لو کہ یہ تمہارے لئے نافع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معنی کو پرہیز کرنا چاہئے جو چیزیں اس کے لئے مفید ہیں ان سے بچنا چاہئے۔

۹ حدیث ۹ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد نے عمران بن حصین اور ابن ماجہ نے بڑیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا چھوٹا کھوٹا نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔ یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔

۱۰ حدیث ۱۰ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا چھوٹا کھوٹا کھاؤ اور کھانا چھوٹا کھاؤ کیوں کہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔

۱۱ حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر بد سے بچنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔

۱۲ حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرے میں زردی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جھاڑ پھونک کر دو کیوں کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔

۱۳ حدیث ۱۳ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا عمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہو کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ حضور نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچہ کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور کے سامنے پیش کیا ارشاد فرمایا اس میں کچھ ریح نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے کے لئے پہنچائے۔

۱۴ حدیث ۱۴ صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت میں جھاڑ کرتے تھے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ حضور کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے

فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو۔ جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شکر نہ ہو۔

حدیث ۱۵ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

۲۹

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غدویٰ نہیں یعنی مرض لگنا اور مستعدی ہونا نہیں ہے۔ اور نہ بدفالی ہے

اور نہ ہائٹہ ہے نہ صفر۔ اور مجذوم سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ دوسری روایت

میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ

ہرن کی طرح اوصاف سحرانہ ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی

خارشتی کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا پہلے کو کس نے مرض لگا دیا۔ یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشتی

ہو گیا دوسرا بھی ہو گیا مرض کا مستعدی ہونا غلط ہے۔ اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم تہذیبی

کے قبیل سے ہے کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو مجذوم پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا

کہ میل جول سے ہوا پیدا اس خیال فاسد سے بچنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں

۲۹

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور فال بھی

چیز ہے لوگوں نے عرض کی فال کیا چیز ہے فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے نئے۔ یعنی کہیں جاتے

وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا یہ فالِ حسن ہے۔

حدیث ۱۷ ابو داؤد و ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طیرہ بدفالی اشکر ہے اس کو تین مرتب

فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے) جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو وہ اللہ پر توکل کر

کے چلا جائے

حدیث ۱۸ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

۲۹

اللہ ہائٹہ سے مراد آٹو ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور

اب بھی لوگ اس کو منجوس سمجھتے ہیں جو کچھ بھی حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے ۱۲

۱۲ ماہ صفر کو لوگ منجوس جانتے ہیں حدیث میں فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ۱۲ ماہ۔

تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کام کے لئے نکلتے تو یہ بات حضور کو پسند تھی کہ یا زائید یا ذیحیح نہیں یعنی اُس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی قائل نیک ہے۔

حدیث ۱۹ ابو داؤد نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے۔ جب کسی عامل کو بھیجتے اُس کا نام دریافت کرتے اگر اُس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اُس کا نام ناپسند ہوتا تو اُس کے آثار حضور کے چہرے میں دکھائی دیتے۔ اور جب کسی بستی میں جاتے اُس کا نام پوچھتے اگر اُس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کڑھمت کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے۔ اِس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور کو پسند تھے اور بُرے نام ناپسند تھے۔

حدیث ۲۰ ابو داؤد نے عروہ بن عامر سے مُرسلاً روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا حضور نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور بُرا شگون کسی مُسلم کو واپس نہ کرے۔ یعنی کہیں جا رہا تھا اور بُرا شگون ہوا تو واپس نہ آئے۔ چلا جائے۔ جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی بُرا شگون پائے تو یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِهَا حَسَنَاتٍ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ الشَّيْطَانُ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاَنْتَ

حدیث ۲۱ صحیح بخاری و مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔

حدیث ۲۲ صحیح مسلم میں اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا۔ جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے

لے (بے اللہ اچھی چیزیں نہیں لانا مگر توہی۔ اور بُری چیزیں دفع نہیں کرتا مگر توہی۔ کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ سے۔ ۱۲ محمد احمد۔)

جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔

حدیث ۲۳ امام احمد و بخاری نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے اس کو اللہ نے مومنین کے لئے رحمت کر دیا جہاں طاعون واقع ہوا وہ اس شہر میں جو شخص صبر کرے اور طلبِ ثواب کے لئے ٹھہرا رہے اور یقین رکھے کہ وہی ہو گا جو اللہ نے لکھ دیا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

حدیث ۲۴ امام بخاری و مسلم و احمد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلم کے لئے شہادت ہے۔

مسئلہ مریض کی عیادت کرنا سنت ہے اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جانے کا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ عیادت کو جانے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمہاری حالت خراب ہے۔ اور نہ سر پٹائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیے جو اس کے دل کو بھلی معلوم ہوں۔ اس کی مزاج پڑھی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جب کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے کیوں کہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے (در مختار، رد المحتار) تجوسی کی عیادت کو جانے یا نہ جانے اس میں علما کو اختلاف ہے یعنی جب کہ یہ ذمی ہو (عناویہ) ہنود مجوس کے حکم میں ہیں ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں۔ اہل کتاب جیسے ان کے احکام نہیں ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ دوا علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ ہے اس نے دوا کو ازالہ مرض کے لئے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھا ہو تو ناجائز ہے (علتگیری)

مسئلہ انسان کے کسی جزء کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے

بان یا ہڈی یا کسی جڑ کو دواؤ استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہیں بشرطے کہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اُس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو۔ مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جا سکتی (علگییری)

۹۱ **مسئلہ** حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے کیوں کہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ ظن ہو گا ان ہو سکتا ہے نہ کہ علم و یقین خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظنی ہیں لہذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے (در مختار رد المحتار) اگر ریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

۹۲ **مسئلہ** بیماری کے متعلق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے فصد وغیرہ کے ذریعے سے خون نکالا جائے مریض نے ایسا نہ کیا اور مر گیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہ گار نہیں ہوا کیوں کہ یہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شفا ہو ہی جائے گی (غانیہ)

۹۳ **مسئلہ** دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری اس میں علاج نہیں کیا اور مر گیا گنہ گار نہیں ہے (علگییری) یعنی علاج کرنا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مرنے تو گنہ گار ہو۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پئے یہاں تک کہ مر جائے تو گنہ گار ہے کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

۹۴ **مسئلہ** عورت کو حمل ہے تو جب تک شکم میں بچہ حرکت نہ کرے نہ فصد کھلانے نہ پھینے لگوانے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کر سکتی ہے مگر جب ولادت کا زمانہ

قریب آجائے تو بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے ہاں اگر قصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کرا سکتی ہے (علمگیری)

مسئلہ ہینے کی پہلی سے پندرہ تاریخوں تک کچھ نہ لگوائے جائیں پندرہویں کے بعد کچھ کرائیں خصوصاً ہفتہ کا دن اس کے لئے زیادہ اچھا ہے (علمگیری)

مسئلہ شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگائی یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال۔ ان سب میں وہ گنہگار ہو گا جس نے اس کو استعمال کرایا (علمگیری)

مسئلہ انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اس کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ بعض اورام میں آٹا گوندہ کر باندھا جاتا ہے یا لٹی پکا کر باندھتے ہیں یا کچی پکی رٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ علاج کے لئے ٹختہ کرنے یعنی عمل دینے میں حرج نہیں جب کہ ٹختہ ایسی چیز کا کہ نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ہدایہ)

مسئلہ بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کا ٹاجا سکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانگے لگائے جائیں اس ضرورت سے دواسے بے ہوش کرنا جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ٹختہ دینے میں بعض مرتبہ اس جگہ کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے (زیلی)

مسئلہ استسقاء حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دانی سے حمل ساقط کرنا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خواہ بچہ ہے اور باپ کے پاس آنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے بشرطہ کہ اس کے اعصاب نہ بنے ہوں اور اس کی محنت ایک سو تیس دن ہے (ردالمحتار)

لہو و لعیب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ
اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذَهَا هُتُوًا وَاذُوقْ لَهْمَ عَذَابِ مُهِينٍ (پہ لہو و لعیب کا بیان)۔
کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے، اور اسے منسی بنا لیں ان کے
لئے ذلت کا عذاب ہے۔

حدیث ۱ ترمذی و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں
گر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو آداب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاحظت کہ یہ تینوں حق ہیں۔

حدیث ۲ امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نژد شیر کھیلا گویا سور کے گوشت و
خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ دوسری روایت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ اس نے اللہ
و رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث ۳ امام احمد نے ابو عبد الرحمن خلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نژد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے اس کی مثال اس
شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سور کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

حدیث ۴ ذہبی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب شاہ جہنم میں سے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے
بادشاہ کو مار ڈالا اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں۔

حدیث ۵ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں
شطرنج کھیلنے کا جوا ہے۔ اور ابن شہاب نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار۔ اور انھیں سے دوسری روایت یہ ہے

کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔

حدیث ۶ ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا فرمایا شیطان کے پیچھے پیچھے شیطان جا رہا ہے۔

حدیث ۷ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوپایوں کو لڑنے سے منع فرمایا۔

حدیث ۸ بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں نغمہ کے وقت بلجے کی آواز اور ٹھہرت کے وقت رونے کی آواز۔

حدیث ۹ بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اکتاہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے۔

حدیث ۱۰ طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور جھپیل کرنے اور جھپیل سننے سے منع فرمایا۔

حدیث ۱۱ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور خمر اور کو بڑھو حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

حدیث ۱۲ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری

لوگیاں بھی کھلتیں جب حضور تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں حضور ان کو میرے پاس بھیج دیتے وہ میرے پاس آکر کھینے لگتیں۔

حدیث ۱۴ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں کہ ۲۹

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کے طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی اور پردے کا کنارہ ہٹ گیا حضرت عائشہ کی گڑیاں دکھائی دیں حضور نے فرمایا عائشہ یہ کیا ہے عرض کی میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں کے درمیان میں کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے حضور نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ گڑیوں کے بیچ میں یہ کیا ہے عرض کی یہ گھوڑا ہے ارشاد فرمایا گھوڑے کے یہ کیا ہے عرض کی یہ گھوڑے کے بازو ہیں ارشاد فرمایا گھوڑے کے لئے بازو؟ حضرت عائشہ نے عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے حضور نے سن کر تبسم فرمایا۔

مسئلہ نوبت بجانا اگر تغافل کے لئے ہو تو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے متنبہ ۳۹

کرنا مقصود ہو اور نغماتِ صُور یاد دلانے کے لئے ہو تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نغمِ صُور سے مشابہت ہے (در مختار) یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نغماتِ صُور یاد آئیں مگر اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں۔ یہاں تو نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق و زینت ہے۔

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادے دف ہوں ۴۱

اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعدِ موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سُری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو (ردالمحتار علیگیری)

مسئلہ لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے ۴۲

جیسے حمام میں بگل اس لئے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سُحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجاتے ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سُحری کھانے کے لئے بیدار ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ابھی سُحری کا

وقت باقی ہے یہ جائز ہے کہ یہ صورت لہو و لعیب میں داخل نہیں روز مختار) اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لئے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ گنجدہ جو سر کھیلنا ناجائز ہے شرط کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لہو و لعیب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے جی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ناچنا، تالی بجانا، ستارہ ایک تارہ دو تارہ ہار، موسیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں (ردالمحتار)

مسئلہ متصفوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور سبھی اچھلتے کودتے ہیں اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے اسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال و آواز شکی میں ان سے حرکات غیر اختیار یہ صادر ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں۔ مشائخ و بزرگان دین کے احوال اور ان متصفوفہ کے حال و حال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں فُتاق و فُتار کا اجتماع ہوتا ہے۔ نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے۔ گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں۔ تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں۔ اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے پھرتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں۔ ان حرکات کو صوفیہ کرام کے احوال سے کیا نسبت؟ یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری نہیں (علمگیری)

مسئلہ کبوتر پانا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے

تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لئے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے اندیشہ ہے تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اسی کو دے دئے جائیں تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے (در مختار)

مسئلہ جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بطیر، تیر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔
مسئلہ آم کے زمانے میں نوروز کرنے لڑوان لڑکے باغوں میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے گنگلی سے کھیتے ہیں اس میں حرج نہیں (علمگیری)

مسئلہ کشتی لڑنا اگر لہو و لعاب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے یہ جائز و مستحسن و کارِ ثواب ہے بشرط یہ کہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔
آج کل بہت ہو کر صرف ایک ننگوٹ یا جانتگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکرانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا۔ کیوں کہ مکرانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔
(در مختار رد المحتار)

مسئلہ ہنسی مذاق میں اگر بے ہودہ باتیں نکالی گلوں اور کسی مسلم کی ایذا رسانی نہ ہو محض پُر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہل مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں اس میں حرج نہیں (علمگیری)

اشعار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي حُلِيِّ
وَأَوْ يَهْمُونَ ۗ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۗ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَذَكَرُوا لِلَّهِ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ۗ اِنْ شَاءَ اللهُ شَاعِرٌ اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہرنالے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہوا یعنی ان کے لئے وہ حکم نہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہیں۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں برابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی بھجور جو جبریل تمہارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان سے فرماتے تم میری طرف سے جواب دو۔
الہی تو روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسان سے یہ فرماتے سنا کہ روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید میں ہے جب تک تم اللہ و رسول کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے۔

حدیث ۴ دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر آیا حضور نے ارشاد فرمایا وہ ایک کلام ہے اچھا ہے تو اچھا ہے اور بُرا ہے تو بُرا۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کر دے یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عراج میں جا رہے تھے ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا حضور نے فرمایا شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔

حدیث ۷ امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ سے کھائیں گے جس طرح گلے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ یعنی ان کا ذریعہ رزق لوگوں کی تعریف و تہمت کرنا ہے۔ اور اس میں حق و ناحق کا بالکل خیال نہ کریں گے جس طرح گلے اس کا خیال نہیں کرتی ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا مضر جو چیز زبان کے سامنے آگئی کھاگئی۔ ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ اگر اللہ و رسول کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر نغو و باطل پر مشتمل ہوں تو بُرے ہیں۔ اور چوں کہ اکثر شعرا ایسے ہی بے نیکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

مسئلہ جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں۔ اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مرچکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے (علگیری)

مسئلہ اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعہ سے تفسیر و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اسلوب کلام پر مطلع ہو جیسا کہ شعرا جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں (علگیری)

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی بُرائی کرتے ہیں۔ تمام اذیان میں یہ سراسر ہے۔ اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی۔ قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی بُرائی ذکر کی گئی۔ اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدق کو لازم کر لو کیوں کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیوں کہ جھوٹ بھور کی طرف لے جاتا ہے اور بھور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث ۲ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لئے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا اس کے لئے وسط جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کئے اُس کے لئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں مکان بنایا جائے گا۔

حدیث ۳ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔

حدیث ۴ ابو داؤد نے سفیان بن احمد خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرماتے سنا کہ بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حدیث ۶ امام مالک و بیہقی نے صفوان بن حکیم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کی گئی کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر کہا گیا کیا مومن کذاب ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔

حدیث ۷ امام احمد نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے بچو کیوں کہ جھوٹ ایمان سے مخالف ہے۔

حدیث ۸ امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے اگرچہ سچا ہو۔

حدیث ۹ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد و داریمی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسائے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لئے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جہنم لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جہنم سے لغزش ہوتی ہے۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد و بیہقی نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں دونوں کی حضور نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کھجور دونوں کی ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہ دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے مومن کا لاپتہ ہونا ہے اور جہنم سے قبر کا عذاب ہے۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان میں اصلاح کرتا ہے اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔ یعنی ایک طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہتا ہے جو بات اس نے نہیں کہی ہے وہ کہتا ہے مثلاً اس نے تمہیں سلام

کہا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا۔

حدیث ۱۴ ترمذی نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر میں جگہوں میں مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لئے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان میں صلح کرنے کے لئے جھوٹ بولنا۔

مسئلہ تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔ ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا ہے۔ اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلاف واقع کہہ دے (غلطی)

مسئلہ تُوْرِيَه یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لئے جو صحیح ہیں ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ تُوْرِيَه کی مثال ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھا لیا اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھا لیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔ **مسئلہ** اِخِيَاةُ حَقِّكَ کے لئے تُوْرِيَه جائز ہے مثلاً شفیع کورات میں جائداد مشغوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت علم ہوا دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کورات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا اور دلالتا

مسئلہ جس اچھے مقصد کو بچ بول کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو اس کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اور اگر جھوٹ سے

حامل کر سکتا ہو سچ بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈرے چھپا ہوا ہے ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو۔ یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے یہ انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی امانت نہیں (ردالمحتار)

۵۱ مسئلہ کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا وہ انکار کر سکتا ہے کیوں کہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا یہ دوسرا گناہ ہوگا اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کر سکتا ہے (ردالمحتار)

۵۱ مسئلہ اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں کھنڈ جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے (ردالمحتار)

۵۱ مسئلہ جس قسم کے مبالغہ کا عادتہ رواج ہے لوگ اُسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اُس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے (ردالمحتار)

۵۱ مسئلہ تعزیر کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح معصوم ہو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا (ردالمحتار)



زبان کو رکنا اور گالی گلو ج غیبت پٹی پر تیرنا

حدیث ۱ صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے لئے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جیڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا اور اس کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرم گاہ کا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ یعنی زبان اور شرم گاہ کو مسوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا یعنی یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو درجوں بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھان نہیں دھرتا یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا ناراض ہوگا اس کلمہ کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔

حدیث ۳ ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے وہ تقویٰ اور حُسنِ خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے وہ دوجوف دار (گھٹل) چیزیں ہیں موند اور شرم گاہ۔

حدیث ۴ امام احمد و ترمذی و داریمی و بیہقی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چُپ رہا اُسے نجات ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی نجات کیا ہے ارشاد

فرمایا اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمہارے لئے گنجائش رکھے یعنی بے کار اور بھراؤ دھرنہ جاؤ اور اپنی خطا پر گزرتیہ کرو۔

حدیث ۶ ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدی رہی تو ہم سب سید سے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

حدیث ۷ امام مالک و احمد نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ترمذی اور بیہقی نے دونوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لائینی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کا آمد نہ ہو اس میں نہ پڑے زبان و دل و خوارج کو بے کار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

حدیث ۸ ترمذی نے سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے یعنی کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے حضور نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا یہ ہے۔

حدیث ۹ بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حطان سے روایت کی کہتے ہیں میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا۔ انھیں کالی کالی اور مے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا ابو ذر یہ تنہائی کیسی۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فراتے سنا کہ تنہائی اچھی ہے بڑے ہم نشین سے۔ اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے۔ اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے۔ اور بُری بات بولنے سے چُپ رہنا بہتر ہے۔

حدیث ۱۰ بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سکوت پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

حدیث ۱۱ بیہقی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض

کی یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمہارے سب کام آراستہ ہو جائیں گے میں نے عرض کی اور وصیت فرمائیے فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کر لو کہ اس کی وجہ سے تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔ میں نے کہا اور وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا زیادتی خاموشی کو لازم کر لو کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد دے گی میں نے عرض کی اور وصیت کیجئے فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا حق بولو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو۔ یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر رکھے گا دوسرے کے عیوب میں نہ پڑے گا۔ اور کام کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جائے تاکہ اُس کے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حدیث ۱۲ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر کیا میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتا دوں جو پٹھ پٹکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں انہوں نے کہا ہاں ارشاد فرمایا زیادہ خاموش رہنا اور خوبی اخلاق۔ تمہارے اُس کی جس کے ہاتھ میں سیری جان ہے تمام مخلوقات نے ان کی مثل پر عمل نہیں کیا یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳ امام مالک نے اسلم سے روایت کی کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی کیا بات ہے اللہ آپ کی مغفرت کرے۔ حضرت صدیق نے فرمایا اسی نے مجھے تہا لیک میں ڈالا ہے۔

حدیث ۱۴ امام احمد و بیہقی نے عبادہ بن صامیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے چھ چیزوں کے صائم ہو جاؤ میں تمہارے لئے جنت کا درہ ہوتا ہوں ① جب بات کرو سچ بولو ② اور جب وعدہ کرو اسے

پورا کرو۔ ۳ اور جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اُسے ادا کرو ۴ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو ۵ اور اپنی نگاہیں نیچی رکھو ۶ اور اپنے ہاتھوں کو روکو یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵ ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نہ پلٹن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا نہ ٹھٹھس بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔

حدیث ۱۶ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو یہ نہ چاہیے کہ لعنت کرنے والا ہو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں ابو ذر دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ کسی کے سفارشی۔

حدیث ۱۸ ترمذی و ابو داؤد نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت و غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔

حدیث ۱۹ ابو داؤد نے ابو ذر دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر زمین پر اتاری جاتی ہے اُس کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں پھر نہنہ بائیں جاتی ہے جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو اُس کی طرف آتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی اگر اسے اس کا اہل پاتی ہے تو اُس پر پڑتی ہے ورنہ بھیننے والے پر آجاتی ہے۔

حدیث ۲۰ ترمذی و ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص کی جادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے اُس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مانور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر

لعنت کرتا ہے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔

حدیث ۲۱ ترمذی نے آبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمہیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الہی میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔

حدیث ۲۲ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی سوار کی کے جانور پر لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو۔ اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔

حدیث ۲۳ طبرانی نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے۔ اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی ہمت لگائے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

حدیث ۲۵ صحیح بخاری میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو فتنہ اور کفر کی ہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

حدیث ۲۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہے یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔

حدیث ۲۷ بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سلم سے گالی کلو ج کرنا

نفس ہے اور اُس سے قتال کفر ہے۔

حدیث ۲۸ صحیح مسلم میں انس و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص گالی گلوچ کرنے والے انہوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اُس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے یعنی جتنا پہلے نے کہا اُس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹ طبرانی نے سننہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی کسی کو بُرا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اُس پر اذیت کرے، نہ اُس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے، ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔

حدیث ۳۰ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فحش جس چیز میں ہو گا اُسے عیب دار کر دے گا اور حیا جس میں ہوگی اُسے آراستہ کر دے گی۔

حدیث ۳۱ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اُس کا ہے کہ اُس کے شر سے بچنے کے لئے لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کے فحش سے بچنے کے لئے چھوڑ دیا ہو۔

حدیث ۳۲ بخاری و مسلم و احمد و ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دَہِر کو بُرا کہتا ہے دَہِر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔ یعنی زمانہ کو بُرا کہنا اللہ کو بُرا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہگار اور مستحق نارتبائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ بُرا قیامت کے دن اُس کو پاؤ گے جو دُورِ اہلبین ہو۔ یعنی دورِ خا آدمی کہ ان کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵ دارِ اسی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں دورِ خا ہو گا قیامت کے دن آگ کی زبان اُس کے لئے ہوگی۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اُس کے لئے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

حدیث ۳۶ صحیح بخاری و مسلم میں حدیثِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔

حدیث ۳۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمن بن غنم و اشمانت بزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ کے بُرے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دو دستوں میں جُدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بُری ہے اُس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔

حدیث ۳۸ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے لوگوں نے عرض کی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اُس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اُسے بُری لگے۔ کسی نے عرض کی اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں۔ (جب تو غیبت نہیں ہوگی)۔ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں یہ بہتان ہے۔

حدیث ۳۹ امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا صغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہی ایسی ہی یعنی پستہ قد میں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ٹایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔ یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا، ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جب کہ بلا ضرورت ہو۔

حدیث ۴۰ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزے دار تھے جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حکم کس لئے؟۔ ارشاد فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔

حدیث ۴۱ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں اگر چہ میرے لئے اتنا اتنا ہو۔ یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہو سکتا۔

حدیث ۴۲ بیہقی نے شعب ابی ایمان میں ابوسعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ زنا سے زیادہ سخت غیبت کیوں کر ہے فرمایا کہ زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کرنے جس کی غیبت ہے۔ اور اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔

حدیث ۴۳ بیہقی نے زعوات کبیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے یہ کہے **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِهَ الْبُغْيَةِ** اور اسے بخش دے۔

حدیث ۴۴ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ابوہریرہ سلمی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے ایک نے دوسرے سے کہا اے تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور نے سُن کر سکوت فرمایا پھر دیر تک چلتے رہے راستے میں مرا ہوا گدھا بلا جو پاؤں پھیلائے ہوا تھا۔ حضور نے اُن دو ٹول شخصوں سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ انھوں نے عرض کی یا نبی اللہ اے کون کھائے گا۔ ارشاد فرمایا وہ جو تم نے اپنے بھائی کی ابرو ریزی کی وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ راعی اس وقت جنت کی بہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

حدیث ۴۵ امام احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ نے حرج اٹھایا مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبرو ریزی کرے وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔

حدیث ۴۶ امام احمد و ابو داؤد و حاکم نے مسور بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا اللہ تعالیٰ اُس کو آٹنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم کا آٹنا ہی کپڑا پہننے کا۔

حدیث ۴۷ امام احمد و ابو داؤد نے ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان اُن کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور اُن کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹول نہ کرو اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹول کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی پوشیدہ چیز کی ٹول کرے گا اور جس کی اللہ ٹول کرے گا اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

حدیث ۴۸ امام احمد و ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے مُنہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا جبریل یہ کون لوگ ہیں جبریل نے کہا یہ وہ

اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

حدیث ۵۵ ترمذی و ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ اور مومن مومن کا بھائی ہے اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔

حدیث ۵۶ امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپا دی تو ایسا ہے جیسے مؤذونہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔

حدیث ۵۷ ابو نعیم نے معمر بن شیبہ بن سعد بلوی سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے۔ عرض کرے گا اے رب یہ میرے لئے کہاں سے آئیں میں نے تو انہیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔

حدیث ۵۸ ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث ۵۹ ترمذی نے واہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی شہادت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہارِ مسرت نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔

حدیث ۶۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور بُرائی کی جائے گی۔ اور آدمی کی

بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور

صبح کو خود کہتا ہے کہ آج رات میں میں نے یہ کیا۔ خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردہ الہی کو ہٹا دیتا ہے۔

حدیث ۶۱ طبرانی ذیہقی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

حدیث ۶۲ ذیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حیا کی پادروال دی اس کی غیبت نہیں یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ۶۳ طبرانی نے معاویہ بن حنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاسق کی غیبت نہیں ہے۔

حدیث ۶۴ صحیح مسلم میں یحییٰ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

حدیث ۶۵ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے ارشاد فرمایا تم نے اسے ہلاک کر دیا یا اس کی بیٹھ توڑ دی۔

حدیث ۶۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور نے فرمایا تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ کسی کا تزکیہ نہ کرے یعنی جرم اور

یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ۶۶ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الہی جنبش کرنے لگتا ہے۔

مسائل فقہیہ غیبت کے معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی بُرائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا لَا يَغْتَابُ بَعْضُكُمُ بَعْضًا اُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيهِ مِثْلًا فِكْرِهِمْ وَاَوْ كَلَّ (پک-۱۳۶) تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم بُرا سمجھتے ہو۔

احادیث میں بھی غیبت کی بہت بُرائی آئی ہے چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں انہیں غور سے پڑھو اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں۔ کیوں کہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کر دو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور کبھی (در مختار و المختار)

مسئلہ ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تاکہ اُسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں (در مختار) حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اس کی بُرائی کھل دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔

اب سمجھنا چاہیے کہ بد عقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے۔ فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بد عقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے۔ فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بد مذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے۔ اور بد مذہب اپنی بد مذہبی پھیلانے کے لئے نماز روزے کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا۔ لہذا ایسوں کی بد مذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے۔ اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔ آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی بُرائی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو ناکارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اُس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں۔ کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

مسئلہ یہ معلوم ہے کہ جس میں بُرائی پائی جاتی ہے اگر اُس کے والد کو خبر ہو جائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا تو اُس کے باپ کو خبر کر دے۔ زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کر دے۔ اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں ماننے کا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلا وجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اُس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے (در مختار رد المحتار) مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اُس کی بُرائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصود یہ ہو کہ وہ لوگ اس بُرائی کا انسداد کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بُرائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں۔ کیوں کہ جس کی بُرائی کی اگر اُسے خبر بھی ہوگی تو اس صورت میں وہ بُلانا مانے گا بُرا اُس وقت ملنے کا جب اُسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی بُرائی کرنا ہے۔

مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت و افسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی طرح سرائی ہے کیوں کہ اُس نے مسلمان بھائی کی بُرائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ بُرائی مقصود نہیں۔ یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ

یہ کام میں اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بُرا جانتا ہوں یہ ریاست ہے۔ اور چوں کہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا لہذا اپنے کو صلحا میں سے ہونا بتایا یہ تزکیہ نفس اور خورد ستائی بونئی (در مختار) ہے۔

مسئلہ کسی سستی یا شہر والوں کی بُرائی کی مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں یہ غیبت نہیں کیوں کہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں۔ غیبت اُس صورت میں ہوتی ہے جب معین و معلوم اشخاص کی بُرائی ذکر کی جائے اور اگر اُس کا مقصد وہاں کے تمام لوگوں کی بُرائی کرنا ہے

تو یہ غیبت ہے (رد المحتار در مختار)

مسئلہ فقیر ابو اللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے ایک کفر اس کی صورت یہ

ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اُس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی بُرائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے بُرائی کرتا ہے وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے لہذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔

تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔ چوتھی صورت مُباح ہے وہ یہ کہ فاسق معین یا بد مذہب کی بُرائی بیان

کرے بلکہ جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے (رد المحتار)

مسئلہ جو شخص علانیہ بُرا کام کرتا ہے اور اُس کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اُسے کیا کہیں

گئے اُس کی اس بُری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں۔ مگر اُس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرہ سے ہٹا دیا اُس کی غیبت نہیں (رد المحتار)

مسئلہ جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اُس شخص کا عیب و برائی ظاہر

کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں حدیث میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امن

ہے لہذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ

کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اُس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے۔

تمہاری کیا رائے ہے۔ اس شخص کو جو کچھ معلوم ہے بیان کر دینا غیبت نہیں۔ اسی طرح

کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اُس کے پاس کوئی چیز امانت

رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ جو بزدلی اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے جیسا کہ ردالغیبت کے یہاں تفسیر ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی دہابیت چھپاتے اور خود کو کسی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکروشر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہو جائے۔
مسئلہ کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے تاکہ حاکم اس کا انصاف و دادری کرے۔

اسی طرح مفسی کے سامنے استغاثہ پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید و حید سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانے میں استغاثہ کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے۔ پھر بھی اگر نام لے یا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاطمی میں کچھ لے لوں۔ ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معدون کے ساتھ تمہارے اور بچوں کے لئے کافی ہو (ردالمحتار)

مسئلہ ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود بیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کر دینا جائز ہے۔ یوں ہی کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت ظاہر کر سکتا ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے

ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اگلی، اگش، عرج، ائول۔ صحابہ کرام میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اگلی آتا ہے محدثین میں بڑے زبردست پائے کے سلیمان اگش ہیں۔ اگش کے معنی چندے کے ہیں۔ یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لئے کسی کو اندھا یا کانایا ٹھکنایا لیا کہا جاتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں (رد المحتار)

مسئلہ حدیث کے راویوں اور مقدمے کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا ایران کے عیوب بیان کرنا جائز ہے۔ اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کئے جائیں تو کتب معتمدہ وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہو سکے گی۔

اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اور ان میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (رد المحتار)

مسئلہ غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے صراحت کے ساتھ بُرائی کی جائے یا تعریف و کناہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں۔ بُرائی کو جس نوعیت سے سمجھا جائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریف کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کے وقت یہ کہا کہ اچھ بٹھ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی بُرائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے۔ سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ بُرائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں۔ ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک عورت ہمارے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھکنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی۔ (رد مختار المحتار)

مسئلہ ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر

چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اُس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ بُرا ہے۔ کیوں کہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی (رد مختار)

مسئلہ غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مخاطب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے اگرچہ مشکل نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مخاطب کو ان نفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہو گئی کیوں کہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا لینا دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطب کو یہ پتہ نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔ (رد مختار)

مسئلہ جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرنے ہوئے مسلمان کو بُرائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے جب کہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کا فرد متی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں۔ کافر حربی کی بُرائی کرنا غیبت نہیں (رد المحتار)

مسئلہ کسی کی بُرائی اُس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جب کہ غیبت میں بیٹھے بیٹھے بُرائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اُس سے بڑھ کر حرام ہے کیوں کہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذا مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اُسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اُسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرع مطہر نے حرام کیا اور مُتخبر اس کی مذمت کرنا تو حقیقتاً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو (رد المحتار) بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اُس کا ڈر پڑا ہے چلو میں اُس کے مُتخبر پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے اس کی بُرائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مُتخبر پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہو گا۔ اگر تم اُس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ

بے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کئے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں۔ اس کے بن میں عیب ہو مثلاً اندھا کانہ، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، ناک چٹا، وغیرہ۔ یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اُس کی دادی، مائی، چاری، مٹی۔ ہندستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے لہذا بطور عیب کسی کو دھنا، جولا، کہنا بھی غیبت و حریم ہے۔ اخلاق و افعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہٹکنا یا تباہی یا دین زداری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے برا معلوم ہو ناجائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے لازم ہے کہ زبان سے انکار کرنے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف و اندیشہ ہے تو دل سے اُسے بُرا جانے۔ اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جا رہی ہے وہاں سے اُٹھ جائے۔ یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کر دے ایسا نہ کرنے میں سنتے والا بھی گنہگار ہو گا۔ غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کریم ہے یہ ہے کہ وہ کسے جہنم سے آزاد کر دے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کی غیبت کی اگر اُس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہہ میں نے تمہاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کر دو اُس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بڑی التذیر ہو گا۔ اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے (ردالمحتار)

مسئلہ جس کی غیبت کی ہے اُسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کر لی اس کے بعد اُسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے گا جس

غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی۔ اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا اس وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ معلق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی۔ تو صحیح نہیں جب تک اس سے معاف نہ کر لے بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا (ردالمحتار) مسئلہ معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی شناخت کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے۔ اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کر دیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہو تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی بُرائی کے مقابل ہو جائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا (ردالمحتار) مسئلہ اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کر دیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں مواخذہ ہو کیوں کہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے (ردالمحتار) مسئلہ امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا کہیں غائب ہو گیا اس سے کیوں کر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہو گیا۔ اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں (ردالمحتار)

مسئلہ اگر اس کی ایسی بُرائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرنے بلکہ مبہم طور پر یہ کہہ دے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں تم معاف کر دو۔ اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہیں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے۔ بعض علماء بکایہ قول ہے کہ حقوقِ مجہولہ کو معاف کر دینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہو سکتی ہے لہذا اس قول

پر بنا کی جائے اور اسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے (ردالمحتار)
مسئلہ دو شخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصافحہ کیا۔ یہ بھی مصافحہ
کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو ورثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے
معاف کرنے کا اعتبار نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی کے مُنفرد پر اُس کی تعریف کرنا منع ہے اور بیٹھ بیٹھ تعریف کی مگر یہ جانتا
ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے۔ تیسری صورت یہ ہے
کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اُسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی
یہ جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اُس میں ہوں شعرا کی طرح
اُن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے (علمگیری)

بغض و حسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: وَلَا تَمْتَنُوا مَا قَضَلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِلرِّجَالِ
نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پہ۔ ۲)

اور اُس کی آرزومت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں
کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے اُن کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اُس کا
فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

اور فرماتا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ تَم كَبُو فِي سِنَاهُ مَا تَكْتُمُونَ حَاسِدٍ
کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے۔

حدیث | ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور
صدقہ خطا کو کھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اسی کی مثل ابوداؤد نے ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲ دہلی نے بسند القرویس میں معاویہ بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایوا شہد کو بگاڑتا ہے۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی امت کی بیماری تمہاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے۔ بالوں کو نہیں مونڈتا۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جب اُسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حدیث ۴ طبرانی نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد اور جھلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ یعنی مسلمانوں کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

حدیث ۵ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ پیٹھ پیچھے بُرائی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔

حدیث ۶ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ حسد نہیں ہے مگر دو پر ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اُسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔

حدیث ۷ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر۔ ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے کسی نے کہا کاش مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غیبت ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اُسے نہ ملتی یا اُس سے جاتی رہے۔ اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غیبت مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمہ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غیبت مراد ہے۔ لہذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہونے کہ یہی دو چیزیں غیبت کرنے کی ہیں۔ کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ غیبت ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۸ بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

حدیث ۹ امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو بار دو شنبہ اور پچھنچنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں۔ ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔

حدیث ۱۰ طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شنبہ اور پچھنچنبہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ سب کی مغفرت فرادیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔

حدیث ۱۱ امام احمد ابو داؤد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ۲۹
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شنبہ اور پنجشنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے
جاتے ہیں۔ جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے مگر جو شخص ایسا ہے کہ
اُس کے اور اُس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو
یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

مسائل فقہیہ حسد حرام ہے۔ احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی حسد کے
۳۱ یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی۔ اس کو ابھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ
نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے۔ اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے
بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غیظ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں (تفسیر
مسئلہ یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بعینہا مجھے مل جائے یہ حسد ہے
کیوں کہ بعینہ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اُس سے جاتی رہے۔ اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی
مثل مجھے ملے یہ غیظ ہے کیوں کہ اُس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی (علمگیری) حدیث میں
فرمایا ہے کہ حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہ
حق میں صرف کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے
موافق فیصلہ کرتا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد
جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے۔ بعض علمائے یہ بتایا کہ اس
حدیث میں حسد بمعنی غیظ ہے امام بخاری علیہ الرحمۃ کے ترجمہ الباب سے بھی ہی پتہ چلتا ہے۔
اور بعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی
تجاہز ہے جیسا کہ لَا يَشْتُمُونَ إِلَّا فِي الدَّارِ وَالْحَدِيثِ میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔
اور بعض علمائے فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہو سکتا ہے اور چیزیں تو
اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جاسکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت
دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر
ہو دنیا کی چیزوں کا مال اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مال اللہ

تعالیٰ کی خوشنودی درمنا ہے لہذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہو سکتا ہے۔

(علمگیری وغیرہ)

ظلم کی مذمت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی بُرائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ ظلم قیامت کے دن تارکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تارکیوں میں گھرا ہوا ہوگا (بخاری مسلم)

حدیث ۲ اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔

حدیث ۳ جس کے ذمے اُس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اُس سے معاف کر لے اس سے پہلے کہ نہ اشرافی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دے دیئے جائیں گے اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لا دیئے جائیں گے (بخاری)

حدیث ۴ تمہیں معلوم ہے مجلس کون ہے لوگوں نے عرض کی ہم میں مجلس وہ ہے کہ نہ اُس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا میری امت میں مجلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھا لیا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے، لہذا اُس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی۔ اور اس کو دے دی جائیں گی۔ اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کی خطائیں اُس پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر اُسے جہنم میں ڈال

۱۷ خط کشیدہ الفاظ بہار شریعت حصہ ۱۶ طبع اول آگرہ اور اس کے صحت نامے سے لئے گئے ہیں

دیا جائے گا (مسلم شریف)

حدیث ۵ اتمہ نہ بنو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفس کو اس پر جاؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو (ترمذی)

حدیث ۶ جو شخص اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ راضی ہو چاہے لوگ ناراض ہوں ہو اگر اس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے اللہ کی ناراضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو آدمیوں کے سپرد کر دے گا (ترمذی)

حدیث ۷ سب سے بڑا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کر دی (ابن ماجہ)

حدیث ۸ مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ منع نہیں کرے گا (زیہتی)

غصہ اور تکبر کا بیان

حدیث ۱ ایک شخص نے عرض کی مجھے وصیت کیجئے فرمایا غصہ نہ کرو اس نے بار بار وہی سوال کیا جواب یہ ملا کہ غصہ نہ کرو (بخاری)

حدیث ۲ قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ بلکہ قوی وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے (بخاری مسلم)

صحت نامرود حضرت مصنف قدس سرہ نے بنایا تھا۔ صحیح مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں: فَيُعْطَىٰ هَذَا مِنْ حَسَابَةٍ وَهَذَا مِنْ حَسَابَةٍ فَإِنْ قَبِلَتْ قَبْلَ أَنْ يُقْضَىٰ مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ حَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ

حدیث ۳ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بندہ نے غصے کا گھونٹ پیا اس

سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں (احمد)

حدیث ۴ قرآن مجید کی آیت ہے اِذْ فَعَرَ بِاللَّيْلِ هِيَ اَحْسَنُ قَاذِ السِّدْرِ

بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنْتَا وَدِيَّ حَمِيمٌ اس کے ساتھ دفع کر جو احسن ہے پھر وہ شخص

کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے ایسا ہو جائے گا گویا وہ خالص دوست ہے۔ اس کی تفسیر

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غصے کے وقت صبر کرے اور

دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کر دے جب ایسا کریں گے اللہ ان کو محفوظ

رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ خالص دوست قریب ہے (بخاری)

حدیث ۵ غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جس طرح ایلوہ شہد کو خراب کر دیتا

ہے (زیہتی)

حدیث ۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب کون بندہ تیرے

زودیک عزت والا ہے فرمایا وہ جو باوجود قدرت معاف کر دے (زیہتی)

حدیث ۷ جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور

جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو

اللہ سے عذر کرے گا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا (زیہتی)

حدیث ۸ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے

اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کر لے (ابوداؤد)

حدیث ۹ جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو وہ بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے

بیٹھا ورنہ لیٹ جائے (احمد ترمذی)

حدیث ۱۰ بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے ایک کے بدلے

میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے بدلے

میں دوسرا ہے۔ یعنی ایک بات اچھی ہے اور ایک بُری اولاد بدلا ہو گیا۔ اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انھیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے۔ اور بدتر وہ ہیں جنہیں جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارہ ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی گزیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں۔ جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔

حدیث ۱۱ میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو، سخت خود تکبر کرنے والے ہیں (بخاری مسلم)

حدیث ۱۲ جس کسی کے دل میں رانی برابر ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رانی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا (مسلم) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث ۱۳ تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالیٰ کلام کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوزخا زناکار۔ بادشاہ کذاب۔ اور محتاج تکبر (مسلم)

حدیث ۱۴ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے متنازعہت کرے گا اسے جہنم میں ڈال دوں گا (مسلم)

حدیث ۱۵ آدمی اپنے کو اپنے مرتبے سے اونچے مرتبے کی طرف لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ تجارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا (ترمذی)

حدیث ۱۶ تکبرین کا حشر قیامت کے دن چوٹیوں کی برابر جسموں میں ہو گا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی۔ ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی۔ ان کو کھینچ کر جہنم کے قید خانے کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بؤس ہے۔ ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی۔ جہنمیوں کا پھوڑا انھیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الجبال کہتے ہیں (ترمذی)

حدیث ۱۷ جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنے نفس

میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظر میں بڑا ہے۔ اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ اس کو پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے۔ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوڑے سے بھی زیادہ حقیر ہے (زیہتی)

حدیث ۱۸ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات والی چیزیں یہ ہیں پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ سے تقویٰ۔ خوشی و ناخوشی میں حق بات بولنا مال داری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔ خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔ اور بخل کی اطاعت اور اپنے نفس کے ساتھ گھنڈ کرنا یہ سب میں سخت ہے (زیہتی)

ماہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

حدیث ۱ صحیح مسلم و بخاری میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور دوسرا ادھر منہ پھیر لیتا ہے۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداً سلام کرے۔

حدیث ۲ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کے لئے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرے۔ اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہے۔

حدیث ۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے لئے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ اگر تین دن گزر گئے ملاقات کرے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے۔

اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔

حدیث ۴ ابو داؤد نے ابو خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔

حدیث ۵ امام احمد و ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔

سلوک کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

اور فرماتا ہے قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْبَنِي السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

تم فرمادو جو کچھ نکلی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لئے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاتَهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ

إِحْسَانًا، مَا يُبْلَغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَخْذُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ
لَهُمَا آفٌ وَلَا تُنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، وَخَفِضْ لَهُمَا
جَنَاحَ الدَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي
صَغِيرًا (رہنما ۳۷)

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوچھو اور ماں باپ کے
ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ
جائیں تو ان سے اُن نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے عورت کی بات
کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچا دے نرم دلی سے۔

اور یہ کہ کلمے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا انہوں نے

بچپن میں مجھے پالا۔

اور فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ

لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (رہنما ۳۷)

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی اور اگر وہ

تجربے سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائیے تو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان

اور فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ فَهِنًا

عَلَى وَهْنٍ وَفِضْلًا قَلِيلًا إِن شَكَرْتُمْ لِي وَأَشْكُرْتُمْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْبَصِيرَةِ

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (رہنما ۳۷)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس

کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کم زوری پر کم زوری جھیلتی ہوئی اور اُس کا

دودھ چھوٹا دودھ بس میں ہے یہ کہ تکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا میری ہی

طرف تجھے آتا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا

ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ

ان کا ساتھ دے۔

اور فرماتا ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا مَا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ

كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَرَبَّابًا ۲۴

اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے

تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔

اور فرماتا ہے: إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ ذُو أُلُوِّ الْأَلْبَابِ ۗ الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ

وَلَا يَنْقُضُونَ الْعَهْدَ ۗ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِمَا أَنْ يُوْصَلَ وَ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۗ (پک. ۹۶)

نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات

پختہ کر کے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے

ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِمَا أَنْ يُوْصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي

الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۗ (پک. ۹۷)

اور جو لوگ اللہ کے عہد کو منہ بولی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ نے جس کے

جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان

کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

اور فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ

اور اللہ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتے سے

حدیث

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ حسن صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے

ارشاد فرمایا تمہاری ماں۔ یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر کون جنس

نے پھر ماں کو بتایا۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون۔ ارشاد فرمایا تمہارا والد۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا سب سے زیادہ ماں ہے پھر ماں پھر ماں پھر باپ پھر وہ جو زیادہ قریب پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲ ابو داؤد و ترمذی بروایت بہترین حکیم عن ابیہ عن جدہ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔ یعنی جب باپ مر گیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذیل ہو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون یعنی کس کے متعلق ارشاد ہے فرمایا جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھا پے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا یعنی اُن کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں اشمار بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں جس زمانے میں قریش نے حضور سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کئے ہوئے ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا اس کے ساتھ سلوک کرو۔ یعنی کافرہ ان کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں منیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں۔ ماؤں کی نافرمانی کرنا اور لڑکیوں کو زندہ دگر کرنا اور دوستوں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اسے زدنیا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمہارے لئے مکروہ کیں قیل و قال یعنی فضول باتیں اور کثرت سوال اور ارضاعت مال۔

۶۔ **حدیث ۷** صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی حضور نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے۔ اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

۶۔ **حدیث ۸** شرح سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے فرشتوں نے کہا عارتہ بن نعمان ہیں۔ حضور نے فرمایا یہی حال ہے احسان کا یہی حال ہے احسان کا۔ عارتہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔

۶۔ **حدیث ۹** ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔

۶۔ **حدیث ۱۰** ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی ایک شخص ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دوں

ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ والدِ جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔ اب تیری خوشی ہے کہ اُس دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔

حدیث ۱۱ ترمذی و ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس عورت سے کراہت کرتے تھے انھوں نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اسے طلاق دے دو میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اُسے طلاق دے دو۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲ ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔ یعنی اُن کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہو گے۔

حدیث ۱۳ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرماں بردار ہے اُس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے کہ ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں فرمایا اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔

حدیث ۱۴ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حجِ مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا اگرچہ دن میں سو

ترتیب نظر کرے فرمایا ہاں۔ اللہ بڑا ہے اور اطمینان ہے۔ یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

- ۱- **حدیث ۱۵** امام احمد و نسائی و بیہقی نے معاویہ بن جابر سے روایت کی کہ اُن کے والد جابر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا تیری ماں ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت لازم کر لے کہ جنت اُس کے قدم کے پاس ہے۔
- حدیث ۱۶** بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہو گیا اور یہ اُن کی نافرمانی کرتا تھا اب اُن کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکو کار لکھ دیتا ہے۔

- ۱- **حدیث ۱۷** نسائی و دارمی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متان یعنی احسان جانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔
- ۱- **حدیث ۱۸** ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے آیا میری توبہ قبول ہوگی فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے عرض کی نہیں فرمایا تیری کوئی فال ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اس کے ساتھ احسان کر۔

- ۱- **حدیث ۱۹** ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے والدین مر چکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے فرمایا ہاں۔ اُن کے لئے دعا و استغفار کرنا، اور جو انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا، اور جس رشتہ والے کے ساتھ انہیں کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا، اور اُن کے دوستوں کی عزت کرنا۔

حدیث ۲۰ حاکم نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ ہم سب حاضر ہوتے۔ جب حضور منبر کے پہلے درجے پر چڑھے فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجے پر چڑھے کہا آمین۔ جب تیسرے درجے پر چڑھے کہا آمین۔ جب حضور منبر سے اترے ہم نے عرض کی حضور سے آج ایسی بات سُنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے فرمایا کہ جبیر بن مسیرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اُسے رحمت الہی سے دُوری ہو جس نے رمضان کا ہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو انہوں نے کہا اس شخص کے لئے رحمت الہی سے دُوری ہو جس کے سامنے حضور کا ذکر ہو اور وہ حضور پر درود نہ پڑھے اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجے پر چڑھا انہوں نے کہا اس کے لئے دُوری ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھا پایا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا میں نے کہا آمین۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔

حدیث ۲۲ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا رشتہ دکھائی گیا ایک مخلوق ہے (کھڑا ہوا اور دربار اہمیت میں استغاثہ کیا۔ ارشاد الہی ہوا کیا ہے رشتہ نے کہا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے۔ ارشاد ہوا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اُسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اُسے کاٹ دوں گا۔ اُس نے کہا ہاں میں راضی ہوں۔ فرمایا تو بس یہی ہے۔

حدیث ۲۳ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رحمہ رشتہ جن سے مشفق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اُسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۴ صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ عرش الہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو مجھے ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اسے کاٹے گا۔

حدیث ۲۵ ابو داؤد نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں میں رحمن ہوں رحم (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا لہذا جو اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۶ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (یعنی عمر میں) تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔

حدیث ۲۷ ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بہتر یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے۔ اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازئی عمر کا سبب ہے۔ اور رزق سے ثواب اخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دنیوی رزق سے بھی محروم ہو جائے۔

حدیث ۲۸ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب پہنچا تو تاکہ صلہ رحم کرو کیوں کہ اگر رشتے کو لانا جائے تو اگرچہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دور ہو۔

حدیث ۲۹ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب کو اتنا سکیو جس سے صلہ رحم کر سکو کیوں کہ صلہ رحم

اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس مال میں زیادتی اور اثر (یعنی عمر) میں تاخیر ہوگی۔

۲۹ **حدیث ۳۰** حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔

۲۹ **حدیث ۳۱** صحیح بخاری و مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۲۹ **حدیث ۳۲** بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن ابی اؤثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے اُس پر رحمت الہی نہیں اترتی۔

۲۹ **حدیث ۳۳** ترمذی و ابوداؤد نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دی جائے اور اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے وہ بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں۔ اور بیہقی کی روایت شعب الایمان میں انھیں سے یوں ہے کہ جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔

۲۹ **حدیث ۳۴** صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اُس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اُدھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔

۲۹ **حدیث ۳۵** صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انھیں ملانا ہوں اور وہ کاٹتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا

اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ بھینکاتے ہو، اور ہمیشہ اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک مددگار رہے گا۔ جب تک تمہاری یہی حالت رہے۔

حدیث ۳۶۶ حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کو گیا میں نے جلدی سے حضور کا دست مبارک پکڑ لیا اور حضور نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑ لیا۔ پھر فرمایا اے عقبہ دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اُس کو ملاؤ جو تمہیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے اُسے معاف کر دو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔

مسائل فقہیہ صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے معنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی

اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے۔ جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے۔ وہ کون ہیں بعض علماء نے فرمایا وہ ذو

رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذو رحم ہیں محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور ظاہر

یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے

قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چوں کہ مختلف

درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ

کر ہے ان کے بعد ذو رحم محرم کا۔ ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب درالمختار

مسئلہ صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو یہ دیکھ دینا اور اگر ان کو کسی بات

میں تمہاری امانت درکار ہو تو اُس کام میں اُن کی مدد کرنا۔ اُنہیں سلام کرنا اُن کی ملاقات

کو جانا۔ اُن کے پاس اٹھنا بیٹھنا۔ ان سے بات چیت کرنا۔ ان کے ساتھ لطف دہر بانی

سے پیش آنا (در)

مسئلہ اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے۔ اُن سے

خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے۔ اور

رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کر لے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا (ردالمختار)

مسئلہ یہ پردیس میں ہے والدین اُسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا۔ خط لکھنا کافی

نہیں ہے۔ یوتھیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے
باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ بڑی
بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں۔ بعض علماء نے چچا کو باپ کی مثل بتایا۔ اور حدیث معتمدہ پر
صنوئیبیہ سے بھی یہی استفادہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا
کفایت کرتا ہے (ردالمحتار)

۲۱ **مسئلہ** رشتہ داروں سے مانعہ دے کر ملنا ہے۔ یعنی ایک دن ملنے کو جائے
دوسرے دن نہ جائے وعلیٰ ہذا القیاس کہ اس سے محبت و الفت زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ اقربا
سے جمعہ جمعہ ملنا ہے یا مہینے میں ایک بار۔ اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیے
جب حق ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہار حق میں سب متحد ہو کر کام کریں۔
جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے اس کو رد
کر دینا قطع رحم ہے (رد)

۲۱ **مسئلہ** صلہ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو۔ یہ چیز تو حقیقت
میں مکافاتہ یعنی ادلا بدلہ لانا ہے۔ کہ اُس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اُس
کے پاس بھیج دی۔ وہ تمہارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتہً صلہ رحمی یہ ہے
کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو۔ وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے
ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو (ردالمحتار)

۲۱ **مسئلہ** حدیث میں آیا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت
ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قصار معلق مراد ہے کیوں کہ
قضاء منبر مثل نہیں سکتی اذ اجاء اجلسهم فلا یستقد مؤن ساعۃ ولا یتاخر مؤن
اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب
لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر
لوگوں میں باقی رہتا ہے۔ (ردالمحتار)

ۛ

اولاد پر شفقت اور یتیمی پر رحمت

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہتی ۹- میں ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی۔ جب وہ چلی گئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لئے روک ہو جائیں گی۔

حدیث ۳ امام احمد و مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ہتی ۹- میں ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ ایک ایک لڑکیوں کو دے دی اور ایک کو منہ تک کھانے کے لئے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی اس نے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی۔ جب یہ واقعہ حضور کو سنا یا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی اور جہنم سے آزاد کر دیا۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عیال درپوش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے۔ اور حضور نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔

حدیث ۵ شرح تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۲۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور جنت واجب کر دے گا مگر جب کہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو۔ اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے ان کو ادب سکھائے، ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دے گا کسی نے کہا یا رسول اللہ یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہو جائے) فرمایا دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور ایک کو بھی فرمادیتے اور جس کی کریمتین کو اللہ نے دور کر دیا اس کے لئے جنت واجب ہے دریافت کیا گیا کریمتین کیا ہیں فرمایا آنکھیں۔

۱۳۰ **حدیث ۶** ابو داؤد نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منسوب و جمال والی تھی اور بیوہ ہو گئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں (یعنی بڑے ہو جائیں یا مر جائیں)۔

۱۳۱ **حدیث ۷** امام احمد و حاکم و ابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ افضل صدقہ کیا ہے وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف واپس ہوئی (یعنی اس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمہارے سوا اس کا کانے والا کوئی نہیں ہے۔

۱۳۲ **حدیث ۸** ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اُسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد نہ دے اور اُس پر ترجیح نہ دے اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

۱۳۳ **حدیث ۹** ترمذی نے جابر بن سمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

۳۹ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے وہ اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

حدیث ۱۰ | ترمذی و بیہقی نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابيہ عن جدم روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ، ادبِ حسن سے بہتر نہیں۔

۳۹ حدیث ۱۱ | ترمذی و حاکم نے عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔

۳۹ حدیث ۱۲ | ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔

حدیث ۱۳ | ابن اثبّار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔

۳۹ حدیث ۱۴ | طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔

۳۹ حدیث ۱۵ | طبرانی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔

۳۹ حدیث ۱۶ | ابن اثبّار نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لیتے ہیں۔

۳۹ حدیث ۱۷ | صحیح بخاری میں سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔

حدیث ۱۸ ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بڑا گھر ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرائی کی جاتی ہو۔

حدیث ۱۹ امام احمد و ترمذی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ کے لئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا ہریال کے مقابل میں اس کے لئے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم کو یا یتیم گھر کے پر احسان کرنے میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا اس طرح ہوں گے۔

حدیث ۲۰ امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔

حدیث ۲۱ طبرانی نے ابوسلمہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ اگر کا یتیم ہو تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہو تو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ**

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنْ أَنْتُمْ كَانْتُمْ مَعًا لَا تُجِيبُ مَنْ كَانَ مَعًا لَا تُخْزِرُوا رِجْلَ مَنْ
اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ سے
بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور
دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے بے
شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی
قسم وہ مومن نہیں عرض کی گئی کون یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں
سے محفوظ نہ ہوں یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے
امن میں نہیں ہے۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے مشعلق
برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔

حدیث ۴ ترمذی و دارقطنی و ماکن نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں
وہ بہتر ہے جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک وہ بہتر ہے جو
اپنے پڑوسی کا خیر خواہ ہو۔

حدیث ۵ ماکن نے مُشَدَّدِک میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا
ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔

حدیث ۶ ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ

ہیں ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ مجھے یہ کیوں کر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا بُرا کیا۔ فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا۔ اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے بُرا کیا تو بے شک تم نے بُرا کیا ہے۔

حدیث ۷ بیہقی نے شعب الایمان میں عبد الرحمن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا صحابہ کرام نے وضو کا پانی لے کر نمود و غیرہ پر مسح کرنا شروع کر دیا حضور نے فرمایا کیا چیز تمہیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے عرض کی اللہ و رسول کی محبت۔ حضور نے فرمایا جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ و رسول سے محبت کرے۔ یا اللہ و رسول اس سے محبت کریں وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کر دے اور جو اس کے جوار میں ہو اس کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۸ بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔ یعنی مومن کال نہیں۔

حدیث ۹ طبرانی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جب

کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شور با زیادہ کرے۔ اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔

حدیث ۱۰ دہلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور نے

فرمایا اے عائشہ پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی تمہاری دیوار پر کڑیاں لکھنا چاہے تو اسے منع نہ کرو۔

یہ حکم دیانت کا ہے، قضاہ اس کو منع کر سکتا ہے۔

حدیث ۱۲ احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ فلاں عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ ناز و

روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے

تکلیف پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ جہنم میں ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت ذکر

کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ و صدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل) وہ پیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں ہے۔

حدیث ۱۳ امام احمد و بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ دنیا سے بھی دیتا ہے جو اُسے محبوب ہو اور اُسے بھی جو محبوب نہیں۔ اور دین صرف اُسکی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے لہذا جس کو خدا نے دین دیا اُسے محبوب بنا لیا۔ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو۔ یعنی جب تک دل میں تصدق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہو تا جب تک اس کا پڑوسی اُس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو۔ اسی کی مثل حاکم نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث ۱۴ حاکم نے مستدرک میں مانع بن عبدالمحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مردِ مسلم کے لئے دنیا میں یہ بات سعادت نہیں ہے کہ اُس کا پڑوسی صاخر ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔

حدیث ۱۵ حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھجوں فرمایا جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہو۔

حدیث ۱۶ امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔

حدیث ۱۷ بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند ضعیف روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو۔ اور جب قرض مانگے قرض دو۔ اور جب محتاج ہو تو اُسے دو۔ اور جب بیمار ہو عیادت کرو۔ اور جب اُسے خیر پہنچے تو مبارک باد دو۔

اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ اور مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اُس کی ہوا روک دو۔ اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو مگر اُس میں سے کچھ اُسے بھی دو۔ اور سیوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو۔ اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اُسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔

تمہیں معلوم ہے پڑوسی کا کیا حق ہے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پورے طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں وہی ہیں جن پر اللہ کی مہربانی ہے۔ برابر پڑوسی کے متعلق حضور وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث کر دیں گے پھر حضور نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔ بعض کے تین حق ہیں۔ بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں حق جوار اور حق اسلام۔ اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں فرمایا مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

۶۔ **مسئلہ** چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کر سکتے ہیں جب تک پر وہ کی دیوار نہ جو الے یا کوئی ایسی چیز نہ لگائے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کر سکتے بلکہ ان کی ستورا کو یہ چاہئے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو (در مختار)

۷۔ **مسئلہ** اس کے مکان کی پچھیت دوسرے کے مکان میں ہے۔ یہ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے مالک مکان اپنے گھر میں جانے سے اسے روکتا ہے اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک مکان سے کہا جائے گا کہ اسے مکان میں جانے کی اجازت دے ورنہ وہ خود مٹی لگوادے اس کے پیسے اس سے دلوادے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس کی دیوار دوسرے کے مکان میں گر گئی ہے وہاں سے مٹی اٹھانے کی ضرورت ہے مالک مکان اس کو

اجازت دے دے کہ یہ وہاں سے مٹی اٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اٹھائے (علمگیری)

مخلوق خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے: تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِسْمِ وَالْعُدْوَانِ.

نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم پر ہمدرد نہ کرو۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

حدیث ۲ امام احمد و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے

ہیں کہ میں نے ابو القاسم صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بد بخت سے۔

حدیث ۳ ابو داؤد و ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمت رحمت کرتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے منع نہ کرے۔

حدیث ۵ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جو ان اگر بوڑھے

کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقدر کر دے گا جو اس کا اکرام کرے۔

حدیث ۶ ابو داؤد نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا

اکرام کیا جائے۔ اور اُس حالِ قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو نہ جانی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کرتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں۔ اور جفا یہ ہے کہ اُس سے اعراض کرے نہ قرآن کی تلاوت کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔

حدیث ۷ امام احمد و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرے نہ اُس سے الفت کی جائے۔

حدیث ۸ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری امت میں کسی کی حاجت پوری کرے جس سے مقصود اُس کو خوش کرنا ہے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث ۹ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر مغفرتیں لکھے گا۔ اُن میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی۔ اور بہتر سے قیامت کے دن اُس کے درجے بلند ہوں گے۔

حدیث ۱۰ صحیح مسلم میں نمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں۔ اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔

حدیث ۱۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن مومن کے لئے عمارت کی مثل ہے کہ اُس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے پھر حضور نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔ یعنی جس طرح یہ ٹلی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

حدیث ۱۲ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا۔ ظالم ہو تو کیوں کر مدد کروں فرمایا کہ اُس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔

حدیث ۱۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم، مسلم کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے نہ اُس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ اس کی حاجت میں ہے۔ اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کر دے گا۔ اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

حدیث ۱۴ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی؟ فرمایا اللہ و رسول اور اس کی کتاب اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

حدیث ۱۷ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتار دو۔ یعنی ہر شخص کے ساتھ اُس طرح پیش آؤ جو اُس کے مرتبہ کے مناسب ہو۔ سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہو گا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸ ترمذی و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو۔ اور تم میں بُرا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔

حدیث ۱۹ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیا اور ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اُسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

زَمِي وَحَيَا وَتَوْبِيْ اَخْلَاقِ كَا بَيَان

حدیث ۱ اللہ تعالیٰ ہر بان ہے ہر بانی کو دوست رکھتا ہے اور ہر بانی کرنے

پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (مسلم)

حدیث ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا زمی کو لازم کر لو اور سختی و

فحش سے بچو۔ جس چیز میں زمی ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جدا کر لی جاتی

ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے (مسلم)

حدیث ۳ جو زمی سے محروم ہو اور خیر سے محروم ہو۔ (مسلم)

حدیث ۴ جس کو زمی سے حصہ ملا اُسے دنیا و آخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص

زمی کے حصہ سے محروم ہو اور دنیا و آخرت کے خیر سے محروم ہو (شرح سنن)

حدیث ۵ کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اُس پر

حرام وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے (احمد و ترمذی)

حدیث ۶ مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں جیسے نیکل والا اونٹ کہ کھینچا

جیسے لو کھنچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے (ترمذی)

۲۶ **حدیث ۷** ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یعنی نصیحت نہ کرو کیوں کہ حیا ایمان سے ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۸ حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو۔ حیا کل ہی خیر ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۹ یہ لگے انبیاء کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے جب تجھے حیا نہیں تو جو

چاہے کر (بخاری)

حدیث ۱۰ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے ہودہ گوئی جفا ہے

جفا جہنم میں ہے (احمد ترمذی)

حدیث ۱۱ ہر دین کے لئے ایک خلق ہوتا ہے یعنی عادت و خصلت اور اسلام نہایت

حیا ہے (امام مالک)

حدیث ۱۲ ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھایا

جاتا ہے (زیہتی)

۲۶ **حدیث ۱۳** نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے

اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو جائے (مسلم)

یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار و روشن ہے۔

بھربھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں

تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱۴ تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے

اچھے ہوں (بخاری)

حدیث ۱۵ تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (بخاری مسلم)

حدیث ۱۶ ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (ابوداؤد)

حدیث ۱۷ خلقِ حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی (زیہتی)

حدیث ۱۸ قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے بھاری جو چیز رکھی جائے گی

وہ خلقِ حسن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بد زبان ہو (ترمذی)

حدیث ۱۹ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم الثبیل اور صائم النہار کا درجہ

پا جاتا ہے (ابوداؤد)

حدیث ۲۰ مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا

کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے (امام احمد

ترمذی ابوداؤد)

حدیث ۲۱ اللہ سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اُس کے بعد کی کرکری اُس

کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر (احمد ترمذی داری)

حدیث ۲۲ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اُسے قدرت ہے قیامت

کے دن اللہ تعالیٰ اُسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے دے گا کہ جن حوروں میں تو

چاہے چلا جائے (ترمذی ابوداؤد)

حدیث ۲۳ میں اس لئے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں (امام مالک احمد)

اچھوں کے پاس بیٹھا بروک چھنا

حدیث ۱ اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مُشک کا اٹھانے والا اور بھٹی

پھونکنے والا جو مُشک لئے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا

یا تجھے خوشبو پہنچے گی۔ اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بُری بو پہنچے گی۔

حدیث ۲ مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔ یعنی صرف مومن کمال کے پاس بیٹھا کرو۔

حدیث ۳ بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علمار سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے

سیل چل رکھو۔

حدیث ۴ جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے

وہ اُس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔

حدیث ۵ اچھا برساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

حدیث ۶ اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اُس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور اُس کی گفتگو سے تمہارے دل میں زیادتی ہو اور اُس کا دل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

حدیث ۷ ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمہاری فضیلت کا قائل نہ ہو جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو۔ یعنی جو تمہیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمہارے ذمہ جانتا ہو اور تمہارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث ۸ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کی برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔ اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فخر سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو۔ اور اپنے کام میں اُن سے مشورہ لوجو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حدیث ۹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اُس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا تیرے پاس اُس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا۔ اُس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔ اُس کی وردی نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر ہے۔ اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اُس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا۔ اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔

اللہ کے لئے دوستی و دشمنی کا بیان

حدیث ۱ روجوں کا لشکر مجتمع تھا۔ جن میں وہاں تعارف تھا دنیا میں الفت ہوئی

اور وہاں نا آشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔

حدیث ۲ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں میں جو میرے جلال کی وہ

سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے سائے میں رکھوں گا آج میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

حدیث ۳ ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا اللہ تعالیٰ نے اس

کے راستے پر ایک فرشتہ بٹھا دیا۔ جب وہ فرشتہ کے پاس آیا اس نے دریافت کیا کہاں کا

ارادہ ہے۔ کہا اس قریہ میں میرا بھائی ہے اس سے ملنے جاتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کیا

اس پر تیرا کوئی احسان ہے جسے لینے کو جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں صرف یہ بات ہے کہ میں

اسے اللہ کے لئے دوست رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا مجھے اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ

تجھے یہ خبر دوں کہ اللہ نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ کے لئے اس سے محبت کی۔

حدیث ۴ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی

قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اس نے

ان جیسے اعمال نہیں کئے۔ ارشاد فرمایا آدمی اس کے ساتھ ہے جن سے اسے محبت ہے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا

حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت بُرا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۵ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی فرمایا تو نے اس

کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے عرض کی اس کے لئے میں نے کوئی تیاری نہیں کی صرف

اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا تو ان کے ساتھ

ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد

مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

حدیث ۶ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔

حدیث ۷ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے امیاری و شہداری ان پر غلبہ کریں گے۔

حدیث ۸ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ امیاری میں نہ شہداری اور خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن امیاری اور شہداری ان پر غلبہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمت الہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں نہ ان کے آپس میں رشتہ ہے نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں جب کہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غم گین ہوں گے جب دوسرے غم میں ہوں گے اور حضور نے یہ آیت پڑھی **إِن آذِیْبَاءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ** اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے نہ وہ غم کریں گے۔

حدیث ۹ ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ کے بارے میں موالاة ہے اور اللہ کے لئے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔

حدیث ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے کسی نے کہا نماز و زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ حضور نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ کو پیارا اللہ کے لئے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔

حدیث ۱۱ جب کسی نے کسی سے اللہ کے لئے محبت کی تو اس نے رب عزوجل کا اکرام کیا۔

حدیث ۱۲ دو شخصوں نے اللہ کے لئے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دے گا اور فرمائے گا یہی

وہ ہے جس سے تو نے میرے لئے محبت کی تھی۔

حدیث ۱۳ جنت میں یا قوت کے ستون ہیں ان پر زبرد کے بالا خانے ہیں وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمک دار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ان میں کون رہے گا فرمایا وہ لوگ جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں ایک جگہ بیٹھتے ہیں آپس میں ملتے ہیں۔

حدیث ۱۴ اللہ کے لئے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یا قوت کی کرسی پر ہوں گے۔

حدیث ۱۵ کسی سے اللہ کے لئے محبت رکھے اللہ کے لئے دشمنی رکھے اور اللہ کے لئے دے اور اللہ کے لئے منع کرے اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

حدیث ۱۶ دو شخص جب اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں ان کے درمیان میں جدائی اُس وقت ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نے کوئی گناہ کیا یعنی اللہ کے لئے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث ۱۷ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زاہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمہاری عزت ہے۔ جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا اب رب وہ کون سا مل ہے؟ ارشاد ہو گا کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی دلی سے دوستی کی؟

حدیث ۱۸ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اُسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

حدیث ۱۹ جب ایک شخص دوسرے شخص سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اُس کے باپ کا نام پوچھنے اور یہ کہ وہ کس قبیلے سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔

حدیث ۲۰ جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اُسے خبر کر دے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔

حدیث ۲۱ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میں اُس شخص سے اللہ کے

واسطے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا تم نے اُس کو اطلاع دے دی ہے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا اٹھو اُس کو اطلاع دے دو۔ اُس نے جا کر خبردار کیا اُس نے کہا جس کے لئے تو مجھ محبت رکھتا ہے وہ تجھے محبوب بنالے۔ واپس آکر حضور سے کہہ سنایا۔ ارشاد فرمایا اُس نے کیا کہا۔؟ جو اُس نے کہا تھا کہ سنایا۔ فرمایا تو اُس کے ساتھ ہو گا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لئے وہ ہے جو تو نے قصد کیا ہے۔

حدیث ۲۲ دوست سے تم کوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی تم کوڑی کر دو رہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہو جائے۔

حجامت بنوانا اور ناخن تراشوانا

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت سے ہیں غنہ کرنا اور موٹے زیر ناف مونڈنا اور مونچھیں کم کرنا اور ناخن تراشوانا اور نعل کے بال اکھیرنا۔

حدیث ۲ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں کٹو اور داڑھیاں لٹکاؤ۔ مونچھوں کی مخالفت کرو۔

حدیث ۳ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی کرتے تھے۔

حدیث ۵ امام احمد و ترمذی و نسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مونچھ سے نہیں لے گا وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ۶ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو موئے زیر ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث ۷ ترمذی نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدم روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داڑھی کی چوڑائی اولمباتی سے کچھ لیا کرتے تھے۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور نفل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کر لیں۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدم روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ مسلم کا نور ہے۔ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے نیکی لکھے گا اور خطا مٹا دے گا اور درجہ بلند کرے گا۔

حدیث ۱۰ ترمذی و نسائی نے کعب بن مژہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسلام میں بوڑھا ہوا یہ بڑھا پاؤس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

حدیث ۱۱ امام مالک نے روایت کی سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی اے رب یہ کیا ہے۔ پروردگار تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم یہ وقار ہے۔ عرض کی اے میرے رب میرا وقار زیادہ کر۔

۲۹ **حدیث ۱۲** ولیمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا قیامت کے دن وہ نیزہ ہو جائے گا جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔

۳۰ **حدیث ۱۳** طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔

۳۱ **حدیث ۱۴** صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا نافع سے پوچھا گیا۔ قزع کیا چیز ہے نافع نے کہا بچے کا سر کچھ مونڈ دیا جائے کچھ متعدد جگہ چھوڑ دیا جائے۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے حضور نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا کہ کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔

حدیث ۱۶ ابوداؤد و نسائی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت جعفر شہید ہوئے تین دن تک حضور نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا۔ پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رونا پھر فرمایا کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ۔ کہتے ہیں کہ ہم حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے فرمایا حجام کو بلاؤ حضور نے ہمارے سر مونڈا دئے۔

حدیث ۱۷ ابوداؤد نے ابن اسحاق علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خرم آمدی بہت اچھا شخص ہے اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا جب یہ خبر خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو چھری لے کر بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کر لئے اور تہبند کو آدمی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

حدیث ۱۸ ابوداؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میرے گیسو تھے میری ماں نے کہا کہ ان کو نہیں کٹواؤں گی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں پکڑتے اور کہتے تھے۔ یعنی حضور کا دست اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے

بقصد تبرک چھوڑ رکھے تھے کٹواتی نہ تھیں۔

حدیث ۱۹ نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو سر موٹڈانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث ۲۰ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند تھی۔

(کیوں کہ ہونسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہوں وہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہو) اور اہل کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے لہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بال

سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور نے مانگ نکالی (اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اس معاملے میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا)

مسائل فقہیہ جمعہ کے دن ناخن ترشواتا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے

ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیوں کہ ناخنوں کا بڑا ہونا آنگلی رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن

نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشواتے اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے

محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ ایک حدیث میں ہے جو ہفتہ کے دن ناخن ترشواتے اس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی۔ اور جو اتوار کے دن

ترشواتے فاقہ نکلے گا اور تو نگری آئے گی۔ اور جو پیر کے دن ترشواتے جنون جائے گا اور صحت آئے گی۔ اور جو منگل کے دن ترشواتے مرض جائے گا اور شفا آئے گی۔ اور

جو بدھ کے دن ترشواتے دسواس و خوف نکلے گا اور امن و شفا آئے گی۔ اور جو جمعرات کے دن ترشواتے جذام جائے اور عافیت آئے۔ اور جو جمعہ کے دن ترشواتے رحمت آئے گی

اور گناہ جائیں گے۔ یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں قابل اعتبار ہیں (ورد مختار دارالمنار)

مسئلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشواتے سب سے پہلے چھٹکیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر منجلی پھر کلہ کی انگی

اور بائیں ہاتھ میں پہنے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چپنگلیا پھر کلر کی انگلی پھر منجھلی یعنی دہنے ہاتھ میں چپنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر۔ اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس طرح کرنے سے کبھی آشوبِ چشم نہیں ہوگا (در مختار و ردالمحتار)

مسئلہ ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی اس میں کچھ پیچیدگی ہے خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے۔ لہذا ایک دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی کلر کی انگلی سے شروع کرے اور چپنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چپنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اس کے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا (در مختار) اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔

مسئلہ پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی دہنے پاؤں کی چپنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چپنگلیا پر ختم کرے (در مختار)

مسئلہ دانت سے ناخن نہ کھٹکنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص محاذائش پیدا ہونے کا اندیشہ ہے (علمگیری)

مسئلہ مجاہد جب دارا کرب میں ہوں تو ان کے لئے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل ہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو (در مختار)

مسئلہ ہر جمہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پند ہویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔ اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرتے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہتے ہیں کہ ناخن ترشوانے

اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لئے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔

مسئلہ موٹے زیر ناف دور کرنا سنت ہے ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موٹے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے۔ اور بہتر جبہ کا دن ہے اور پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے۔ اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع۔ موٹے زیر ناف اترے سے مونڈنا چاہئے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہئے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہڑمال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے۔ عورت کو یہ بال اکھیر ڈانا سنت ہے (در مختار علمگیری)

مسئلہ بغل کے بالوں کا اکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے (ردالمحتار)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے انہیں چھوڑ رکھے (ردالمحتار)

مسئلہ ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکل پیدا ہونے کا ڈر ہے (علمگیری)

مسئلہ جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ تاخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے (علمگیری)

مسئلہ بھوں کے بال اگر بڑے ہو گئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں۔ سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کترانا اچھا نہیں ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں (ردالمحتار)

مسئلہ بچی کے اعلیٰ بغل کے بال مونڈنا یا اکھیرنا بدعت ہے (علمگیری)

مسئلہ مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے سے نہ ٹھکیں اور ایک روایت میں مونڈنا آیا ہے (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں۔ بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں (علمگیری)

مسئلہ وارمی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں (در مختار)

مسئلہ وارٹھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے۔
 اس زمانہ میں وارٹھی مونچھ میں طرح طرح کی تراش تراش کی جاتی ہے بعض وارٹھی مونچھ کا بالکل
 صفایا کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں
 جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو کھیان بیٹھی ہیں۔ کسی کی وارٹھی فرنیچ کٹ اور کسی کی
 کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع اور تقلید میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں
 کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے
 جاتے ہیں۔ ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے جب ان کی
 بے بسی اس درجہ بڑھ گئی اور حیثیت غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب
 ہوتے جاتے ہیں پامردی اور استعلاال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی
 نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کریں گے اور حقوق مسلمین
 کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے۔ اخلاق سلف
 صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے۔ اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر
 اس کا اثر پڑے۔

مسئلہ بعض وارٹھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ وارٹھی کا مذاق
 اڑاتے ہیں شریعت کے مطابق وارٹھی رکھنے پر پھبتیاں کتے ہیں۔ وارٹھی مونڈنا حرام تھا
 گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا، کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات
 اٹل ہے اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو بڑا بتانا اسلام کو عیب
 لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا کسی سے پوچھنے کی
 ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال مونڈائے یا بڑھائے اور ناگ نکالے (ردالمحتار)
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں اگرچہ مونڈنا صرف احرام سے
 باہر ہونے کے وقت ثابت ہے دیگر اوقات میں مونڈنا ثابت نہیں۔ ہاں بعض صحابہ سے
 مونڈنا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور عادت مونڈایا کرتے تھے حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک کبھی کان کی لوتک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک سے چھو جاتے اور حضور بیچ سر میں مانگ نکالتے۔

مسئلہ مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے۔ بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی ٹیس بڑھالیتے ہیں جو ان کے سینے پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں۔ اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں۔ یہ سب ناجائز کام اور خلافت شرعہ ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔

مسئلہ سپید بالوں کو اکھاڑنا یا قسطنجی سے چُن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ بیچ سر کو مونڈنا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو قرعہ کی مانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا جس کو گل بنانا کہتے ہیں (علمگیری ردالمحتاج) بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے پان بنوانے کو قرعہ سمجھنا غلطی ہے ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کُل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈنے جائیں اور کچھ چھوڑ دئے جائیں۔

مسئلہ بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلاتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے ایسا نہ کریں۔

مسئلہ گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے (علمگیری) یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اور اگر پورے سر کے بال مونڈا دئے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈائے جائیں

مسئلہ آج کل سر پر گتھار کھنے کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے

فلان ہے سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔
 ۲۶ مسئلہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ تقبلی یا شیخ سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

۲۷ مسئلہ عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہ گار ہوگی کیوں کہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا (در مختار) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے۔ ایسی پڑتی عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیئیت میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے جب بال کٹوانا عورت کے لئے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجہ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال مونڈا دیتی ہیں۔

۲۸ مسئلہ ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انھیں دفن کر دے اسی طرح ناخن کا تراشہ پاخانہ یا غسل خانہ میں انھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (علمگیری) موٹے زیرات کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

۲۹ مسئلہ چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں بال ناخن حیض کا شہ خون و عثیری
 مسئلہ سر میں جو تیس بھری ہیں اور بال مونڈا دئے انھیں دفن کر دے (علمگیری)
 مسئلہ بخونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جو تیس پڑ گئیں اور اس کا کوئی ولی نہیں تو اگر کسی نے اس کا سر مونڈا دیا اس نے احسان کیا مگر اس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دے تاکہ معلوم ہو سکے کہ عورت ہے (علمگیری)

۳۰ مسئلہ سپید بال اکھیرنے میں حرج نہیں جب کہ بقصد زینت ایسا نہ کرے (در مختار رد المحتار) اور ظاہر یہی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادہ سے کرتے ہیں تاکہ یہ سپیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو اور جو ان معلوم ہوں اسکی وجہ سے حدیث میں اس

سے مانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وارثی میں اس قسم کا تصرف زیادہ ممنوع ہوگا۔

ختہ کا بیان

ختہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا اس وقت ان کی عمر شریف اسی برس کی تھی۔

مسئلہ ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ بچے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوتی یعنی پھر سے ہونی چاہیے (علمگیری)

مسئلہ بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر ابے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہو سکتی تو چھوڑ دیا جائے بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (علمگیری)

مسئلہ سنا جاتا ہے کہ جس بچے میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی اس کے باپ وغیرہ ادویا اس رسم کی ادا کے لئے اعزہ اقربا کو بلا تے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی یہ ایک לנו حرکت ہے جس کا کچھ حاصل و فائدہ نہیں۔

مسئلہ بڑھا آدمی مشرف باسلام ہو جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے

ہاتھ سے کرے ورنہ نہیں ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کر کے اس سے ختہ کرائے (علمگیری)

مسئلہ ختہ ہو چکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور ختہ کو چنپا لیا تو دوبارہ ختہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں (علمگیری)

مسئلہ ختہ کرنا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی اس کے بعد داد اٹھپہر ۷۹ اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں (علمگیری)

مسئلہ عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں۔ اور لڑکیوں کے کان چھدوانے ۸۱ میں بھی حرج نہیں اس لئے کہ زمانہ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا (علمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید میں موقوف کر دیا جن کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ انسان کو خصی کرنا حرام ہے اسی طرح ایبڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں ۸۲ اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کو خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہو گا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا لوگوں کو ایذا پہنچائے گا۔ انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔ اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے (ہدایہ علمگیری)

مسئلہ جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے جیسا کہ امرارو ۸۳ سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں۔ ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا (ہدایہ)

مسئلہ گھوڑی کو گدھے سے گامین کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ ۸۴ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کا جانور بولہ بیضا تھا

اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔ (ہدایہ)

زینت کا بیان

۱- **حدیث ۱** صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں حضور کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی۔

۱- **حدیث ۲** صحیح مسلم میں نافع سے مروی کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی خالص عود (اگر) کی دھونی لیتے یعنی اُس کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح دھونی بیا کرتے تھے۔

۱- **حدیث ۳** ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کی خوشبو تھی جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔

۱- **حدیث ۴** شرح سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں گنگھا کرتے۔

۱- **حدیث ۵** ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بال ہوں اُن کا اِکرام کرے یعنی ان کو دھوئے تیل لگائے گنگھا کرے۔

۱- **حدیث ۶** امام مالک نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ان کو گنگھا کیا کروں حضور نے فرمایا ہاں اور ان کا اِکرام کرو لہذا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔

حدیث ۷ ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

- ۲۶ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز روز گنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ
 نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سفکار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)
- ۲۶ **حدیث ۸** امام مالک نے عطار بن یسار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرماتے تھے ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے
 حضور نے اُس کی طرف اشارہ کیا۔ گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص
 درست کر کے واپس آیا حضور نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس
 طرح بکیر کرتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔
- ۲۶ **حدیث ۹** ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹید پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اُگاتا
 ہے۔ اور حضور کے یہاں سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں
 اس آنکھ میں اور تین اس میں۔
- ۲۶ **حدیث ۱۰** ابو داؤد و نسائی نے کریمہ بنت ہمام سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہندی لگانے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس
 میں کچھ حرج نہیں لیکن میں خود ہندی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیوں کہ میرے حبیب صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بونا پسند تھی۔
- ۲۶ **حدیث ۱۱** ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ ہند
 بنت عتبہ نے عرض کی یا نبی اللہ مجھے بیعت کر لیجئے فرمایا میں تجھے بیعت نہ کروں گا جب تک
 تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے (یعنی ہندی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا
 درندہ کے ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کر لیا کریں)
- ۲۶ **حدیث ۱۲** ابو داؤد و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
 کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دنیا چاہا حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا
 کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے اس نے کہا عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا

کہ اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو ہندی سے رنگے ہوتی۔

حدیث ۱۳ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مُخَنَّث حاضر لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں ہندی سے رنگے تھے

ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے (یعنی اس نے کیوں ہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی یہ عورتوں

سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور نے حکم فرمایا اس کو شہر بدر کر دیا گیا مدینہ سے نکال کر نقیح کو بھیج دیا گیا۔

حدیث ۱۴ ترمذی نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہتے ہیں کہ اللہ طیب

ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے۔ ستمرا ہے ستمرائی کو دوست رکھتا ہے۔ کریم

ہے کریم کو دوست رکھتا ہے۔ جواد ہے جواد کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا اپنے صحن کو ستمرا رکھو

یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا جنت میں نہیں جائے گا۔

ایک شخص نے عرض کی کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں جوئے اچھے ہوں (یعنی بیبا

بھی تکبر ہے یا نہیں) فرمایا اللہ جلیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی

کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی

خضاب کرو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فتح مکہ کے دن ابو جحاف

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور وارڈھی ٹھام

(یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی چیز سے

بلد دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔

حدیث ۱۸ ابو داؤد و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب

کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔

۵۹ **حدیث ۱۹** ترمذی و ابو داؤد و نسائی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے ہندی یا کتم ہے یعنی ہندی لگائی جائے یا کتم۔

۵۹ **حدیث ۲۰** ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے ہندی کا خضاب کیا تھا ارشاد فرمایا یہ خوب اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے ہندی اور کتم کا خضاب کیا تھا فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے۔

۵۹ **حدیث ۲۱** ابن انجار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہندی اور کتم کا خضاب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔

۵۹ **حدیث ۲۲** طبرانی نے کبیر بن اور حاکم نے مُتَدَرِّک میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مُسَلَّم کا خضاب سُرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔

۵۹ **حدیث ۲۳** صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت اُس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی اور گودوانے والی پر۔

۵۹ **حدیث ۲۴** صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوں کے بال نوچ کر ابرو کو خوب صورت بناتی ہے اُس پر لعنت اور خوب صورتی کے لئے ذانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوب صورت بناتی ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں کیوں نہ لعنت کروں ان پر جن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی اور اس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے۔ اس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں ملی۔ فرمایا تو نے (غور سے) پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ نہیں پڑھا مَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ یعنی رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے باز آ جاؤ۔ اس عورت نے کہاں ہاں یہ پڑھا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بی بی میں بھی ہیں عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا اندر جا کر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی۔ تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبد اللہ نے فرمایا اگر اس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہے۔

حدیث ۲۵ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر بد حق ہے۔ یعنی نظر لگنا صحیح ہے، ایسا ہوتا ہے۔ اور گودنے سے حضور نے منع فرمایا۔

حدیث ۲۶ سنن ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے جب کہ بیماری سے یہ نہ کیا ہو۔

حدیث ۲۷ ابوداؤد نے روایت کی کہ جس سال معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی میں بال جوڑنے سے اور حضور یہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کر دیا۔

مسئلہ انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔
 ۱۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اُس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی۔ اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہی جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز۔ اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی مانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا ثوبان بنا نا جائز ہے۔ اور کلاؤہ میں تو اضلاع حرج نہیں کہ یہ بالکل متنازع ہوتا ہے۔ اسی طرح گودنے والی اور گودوانے یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے (در مختار)

مسئلہ رطکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے۔ اور بعض لوگ رطکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور ڈریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز (رد المحتار)

مسئلہ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے۔ بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے (علگیری) رطکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

مسئلہ عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں (علگیری)
 ۱۔ مسئلہ پتھر کا سُمر استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سُمر یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں (علگیری)

مسئلہ مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں۔ اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغریٰ اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (علگیری)

مسئلہ گرمی سے بچنے کے لئے خس یا جواسے کی ٹٹیاں لگانا جائز ہے۔ اور اگر

تکتر کے طور پر ہوتا ناجائز ہے (علگیری)

مسئلہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض

اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لئے ایسا کرتا ہے تو منع ہے (علمگیری) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا۔ یا ساتھ والے کسی طرح اس کے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے جیسا کہ بعض مرتبہ علماء و مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور ان کو پیدل چلنے نہیں دیتے اس میں کراہت نہیں جب کہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور تکبر نہ آئے۔ اس اور محض ان لوگوں کی دل جوئی منظور ہو۔

مسئلہ مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا، جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔ ماں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی (در مختار)

نام رکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا قَلِمٌ وَلَا لُحْيٌ وَلَا تُكْفِرُوا بِاللَّغَابِ ۗ إِنَّهُمْ إِلَهُكُمْ إِذَا عَمَّوْا ۗ وَاللَّهُ يَخْتَارُ
هُمُ الظَّالِمُونَ ط (سجۃ ۱۴)

یہ مسئلہ بہار شریعت حصہ ۱۶ طبع اول آگرہ کے صحت نامہ سے لیا گیا ہے۔ کتب کلمی کا ترجمہ رضوی کتب خانہ بریلی۔ تادری بکڈ پو ہرلی، اشاعت الاسلام دہلی کے ایڈیشنوں میں یہ مسئلہ نہ آسکا جیسے کہ ظلم کی مذمت میں حدیث علی کا ایک حصہ ان سب میں نائب ہے۔ اسی طرح لہجی ہے۔ طبع اول اور اس کے صحت نامہ سے کتابت اور تصحیح کا اہتمام ہوتا تو یہ کمی نہ رہ جاتی۔ اب ناشرین کو چاہیے کہ اپنے اپنے ایڈیشنوں کا صحت نامہ شائع کر کے اس طرح کے جملہ نقائص کی تلافی کریں اور جو لوگ ناقص حصہ خرید چکے ہیں انھیں صحت نامہ مفت بھیجیں ۱۲ محمد مصباحی۔

اے ایمان والو ایک گروہ دوسرے گروہ سے مسخر اپن نہ کرے ہو سکتا ہے
کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مسخر اپن کریں ہو سکتا ہے کہ یہ
ان سے بہتر ہوں اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ۔ اور برے لقبوں سے نہ پکارو
ایمان کے بعد فسوق بڑا نام ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

۶- **حدیث ۱** بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا اور
اچھا ادب سکھائے۔

۶- **حدیث ۲** اصحاب سنن اربعہ نے عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے
پکارو۔ بڑے القاب سے نہ پکارو۔

۶- **حدیث ۳** صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارے
نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں۔

۶- **حدیث ۴** امام احمد و ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور
تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہذا اچھے نام رکھو۔

۶- **حدیث ۵** ابوداؤد نے ابی وہب جستی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ
کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمن ہیں اور سچے نام حارث و ہام
ہیں۔ اور حرب و قرہ بڑے نام ہیں۔

۶- **حدیث ۶** ربیع نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرے

سے یعنی جن کے چہرے عبادت الہی اور تہجد گزاری کے سبب منور و تابندہ ہوں۔ بکافضلہ اعلامیہ اسلامیہ و امام محمد رضا

والوں سے طلب کرو۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو کیوں کہ (میری کنیت ابوالقاسم محض اس وجہ نہیں کہ میرے صاحبزادے کا نام قاسم تھا بلکہ) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمہارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔

حدیث ۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بازار میں تھے ایک شخص نے ابوالقاسم کہہ کر پکارا حضور اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس نے کہا میں نے اس شخص کو پکارا۔ ارشاد فرمایا میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو۔

حدیث ۹ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر حضور کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں تو آپ کی کنیت پر اُس کی کنیت کروں فرمایا ہاں۔

حدیث ۱۰ ابن عساکر ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اُس کا نام محمد رکھے، وہ اور اُس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

حدیث ۱۱ حافظ ابوطاہر سلفی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص رب العزیز کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں فرمائے گا جنت میں جاؤ میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

حدیث ۱۲ ابونعیم نے علی بن جبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہو گا اُسے عذاب نہ دیوں گا۔

حدیث ۱۳ ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسل راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا محمد یائین محمد ہوں۔

حدیث ۱۴ طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے وہ ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۵ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے بڑائی کی طرف نسبت نہ کرو۔

حدیث ۱۶ بزار نے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۷ صحیح مسلم میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ ان کا نام بڑہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا تزکیہ نہ کرو یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں بڑا اور نیکی والا کون ہے اس کا نام زینب رکھ دو۔

حدیث ۱۸ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام بڑہ تھا حضور نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا۔ اور یہ بات حضور کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ بڑہ کے پاس سے چلے گئے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لڑکی کا نام ماصیہ تھا حضور نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے نام کو بدل دیتے تھے۔

حدیث ۲۱ صحیح بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میرے دادا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے پوچھا تمہارا

کیا نام ہے۔ انہوں نے کہا حَزَن۔ فرمایا تم سہل ہو یعنی اپنا نام سہل رکھو کہ اس کے معنی ہیں نرم اور حَزَن سخت کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا جو نام میرے باپ نے رکھا ہے اُسے نہیں بدلوں گے سعید بن السیب کہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

تثلیث نام رکھنے کے متعلق بعض مسائل (بہارِ شریعت حصہ پانزدہم) عقیدہ کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے نام عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ان دونوں میں زیادہ افضل عبد اللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت علم ذات کی طرف ہے۔ انہیں حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صغائر کی طرف ہو مثلاً عبد الرحیم عبد الملک عبد الخالق وغیرہا حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جلتے تھے کسی کا نام عبد شمس اور کسی کا عبد الدار ہوتا لہذا یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ دونوں نام محمد و احمد سے بھی افضل ہیں کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ام پاک محمد و احمد میں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے منتخب فرمائے اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لئے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ما آتی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی کیوں کہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور کو پکارا جاتا ہے ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابو القاسم کہہ کر آواز دی حضور نے اُس کی طرف توجہ فرمائی تو اُس نے کہا میں نے حضور کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اُس موقع پر ارشاد فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔ اگر شبہ

کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہو سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک کے ساتھ پکارتا قرآن پاک نے منع فرمادیا تھا لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پہلے ۱۵) لہذا صحابہ کرام جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور مراد ہوں اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیوں کہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحب زادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم رکھی اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا لہذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ بعض اسماء الہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی رشید کبیر بدیع کیوں کہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف و لام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے مثلاً العلی الرشید۔ ہاں اس زمانہ میں چون کہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے لہذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے خصوصاً جب کہ اسماء الہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا مثلاً عبد الرحیم عبد کریم عبد العزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی کیوں کہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے اسی لئے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو سمھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو (رد مختار رد المحتار)

مسئلہ ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو اس میں علماء کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے (علفگیری)

مسئلہ تراہونا بچہ پیدا ہو تو اس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے

دفن کر دینے (علمگیری)

مسئلہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہو سکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لئے ہو سکتا ہو (ردالمحتار)

مسئلہ بچے کی کنیت ہو سکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہو سکتی ہے حدیث ابی عمیر اس کی دلیل ہے۔

مسئلہ بچے کی کنیت ابو بکر، ابو تراب، ابو احسن وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچے کے شامل حال ہو (ردالمحتار)

مسئلہ جو نام بُرے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے لہذا اپنے نام اچھے رکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بُرے ناموں کو بدل دیا ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا اور عامیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔ یسارہ، براج، اسلم

علم مالگیری ج ۴ کتاب الکراہیۃ باب ۲۲ میں ہے: من ولد میتا لایسہی عند ابی حنیفہ
خلافاً لمحمد لجمودہ پیدا ہو اس کا نام نہیں رکھا جائے گا۔ امام عظیم ابو حنیفہ کے نزدیک بخلاف ان
کے شاگرد امام محمد کے رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ردمختار میں ہے: یغسل ویصلی علیہ ویورث ویبھی ان استهل ای وجد منہ
ما یدل علی حیاتہ وان لم یستهل غسل ویبھی عند الثانی وهو الاصح فیفتی بہ علی
خلاف ظاہر الروایۃ اکراماً لبنی آدم کما فی ملتقى البحار۔ وفی النور عن الظہیریۃ اذا
استبان بعض خلقہما غسل وحشر هو المختار رباب صلوۃ الجنازۃ ص ۷۷ ج المختار طبع کتب خانہ دار
بجرات میں ہے: وانفقوا علی ما عدا الغسل والتسمیۃ واختلفوا فیہا فظاہر الروایۃ
مدہما داروی الطحاوی فعلہما ج ۲ ص ۱۸۸) منۃ الخالق میں ہے: فی التسمیۃ واختلفوا فی
وتسمیۃ فذکر الکرخی عن محمد انہ لم یغسل ولعریس و ذکر الطحاوی عن ابی۔

- برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔
- مسئلہ عبد المصطفیٰ عبد النبی عبد الرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ یہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔
- مسئلہ ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خود ستائی نکلتی ہے ان کو بھی حضور اقدس

→ یوسف انہ یغسل ویسی اھ۔ وفی الخانیة والخلاصة والفیض والمجموع: وفی تسمیة کلام۔ قالہ الشیخ اسمعیل (براش بحج ص ۱۸۸)

بجرائق اور ردالمحتار میں ظہیر کے حوالے سے ہے: والذي یقتضی مذهب اصحابنا انہ ان استبان بعض خلقہ فانه یحشر وهو قول الشعبي وابن سيرين — ردالمحتار میں مزید ہے: ووجه ان تسمیة تقتضی حشره اذ لا فائدة لهما الا فی ندائہ فی لمحشر باسمہ۔

وذكر العلقی فی حدیث سمو اقساطکم فانہم فرطکم الحدیث فقال الخ۔ ج ص ۶۵۵

انفرض نام بچے کا نام رکھنے کے سلسلے میں خود ائمہ سے اختلاف مروی ہے لیکن حدیث میں وارث ہے

کہ:۔ اپنے نام بچوں کا نام رکھو کہ وہ محشر میں تمہارے پیش رو ہوں گے اور امام ابو یوسف کا یہ مذہب بھی ہے۔ غسل کے بارے میں بالتصریح محقق علی الاطلاق نے فتح القدر (ج ۲ ص ۹۳) میں اسی مذہب کو ترجیح

دی ہے اور صاحب ردالمحتار نے اس کا اصح اور مفتی بہ ہونا بیان کیا ہے بلکہ صاحب ردالمحتار تو غسل و تسمیہ دونوں

ذکر کرنے کے بعد اصح اور مفتی بہ ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور علامہ شامی اس پر کوئی تعرض نہیں کرتے علاوہ

ازیں صاحبین غسل اور نام رکھنے کو یکساں قرار دیتے ہیں۔ امام محمد نفی کے قائل ہیں امام ابو یوسف اثبات کے

توجہ غسل کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول راجح ہوا تو تسمیہ میں بھی وہی راجح ہوگا۔ اور جب نام بچے کے لئے

یہ ثابت ہوگا تو نام کے لئے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ علامہ شامی قول در غسل و تسمی کے تحت فرماتے ہیں:۔

شمل ماتم خلقہ ولا خلاف فی غسلہ ومالم یتیم وفیہ خلاف والمختار انہ یغسل ویلہ: فی حقوقہ ولا یصلی

علیہ (ج ۱ ص ۶۵۵) بہار شریعت حصہ ۴ جو حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تائید یافتہ ہے اور اسے انہوں نے مسائل

میں جو بیہودہ مسئلہ پر مشتمل قرار دیا ہے اس میں صمد الشریعہ قدس سرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے (ج ۲ ص ۹۱) طبع

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل ڈالا تبّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔ شمس الدین۔ زین الدین۔ محی الدین۔ فخر الدین۔ نصیر الدین۔ سراج الدین۔ نظام الدین قطب الدین وغیرہ اسماء جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہئے رہا یہ کہ بزرگان دین و ائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ تو یہ جانتا چاہئے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب عالیہ اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا۔ اور یہاں ایک جاہل اور آن پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخریہ سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ باوجود اس جلالت شان کے ان کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں (رد المحتار)

مسئلہ غلام محمد۔ غلام صدیق۔ غلام فاروق۔ غلام علی غلام حسن۔ غلام حسین وغیرہ اسماء جن میں انبیاء و صحابہ و اولیاء کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کر کے نام رکھا جائے یہ جائز ہے۔ اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بدباطنی کی دلیل ہے ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام کو بدل کر غلام اللہ نام رکھا یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا۔ غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے۔ کیوں کہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں۔ اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالعزیز نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ نمبر ۱ میں فرمایا **يُقَالُ عَبْدُ اللَّهِ وَلَا يُقَالُ غُلَامُ اللَّهِ وَجَارِيَةُ اللَّهِ**۔

مسئلہ محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ غفور الدین، غفور اللہ نام رکھنا ناجائز ہے کیوں کہ غفور کے معنی ہیں مٹانے والا اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے لہذا غفور الدین کے معنی ہوتے دین کا

ٹانے والا۔

مسئلہ ظانیس نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علمائے اسمائے البیہ سے کہا۔ بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے معنی ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد ظاہر محمد لیس کہنا بھی مانا کو دفع نہ کرے گا۔

مسئلہ محمد نبی احمد نبی محمد رسول احمد رسول نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے۔ غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔
تعمیر اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور بُرے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بُرے ناموں کو بلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلتے کی کیا وجہ۔

مُسَابِقَتُكَ بَيَان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ لوگ پیدل تیر اندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر۔ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے بنی اسمعیل یعنی اہل عرب کیوں کہ عرب والے حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں تیر اندازی کرو کیوں کہ تمہارے باپ یعنی اسمعیل علیہ السلام تیر انداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا حضور نے فرمایا کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا انہوں نے کہا جب حضور بنی فلاں یعنی ہمارے فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کیوں کر

تیر چلا میں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا تم تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حدیث ۲ صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مضمز گھوڑوں میں حقیقتاً سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت تینہ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمز تھے ان کی دوڑ تینہ سے مسجد نبی زریقی تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔

حدیث ۳ ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے

حدیث ۴ شرح سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کر لیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں خیر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جا سکتا ہے تو مضائقہ نہیں یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز۔

حدیث ۵ ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے ہو جانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔

حدیث ۶ ابوداؤد و نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلب و جنب نہیں ہیں یعنی گھوڑے دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے اور مارے کہ یہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوئل گھوڑا رکھے کہ جب پہلا گھوڑا ٹھک جائے تو دوسرے پر

لے مضمز گھوڑے وہ کہاتے ہیں جن کو خوب کھلا کر فرہ کر لیا جائے اس کے بعد خوراک کم کریں اور ایک مکان میں بند کر دیں اور ان کو ٹھول اڑھا دیں کہ خوب پسینہ آئے اور بادی گوشت چھینٹ کر ڈبے ہو جائیں ایسے گھوڑے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں ۱۲ منہ لے یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل فاصلہ پر ہے ۱۲ منہ

سوار ہو جائے۔

حدیث ۷ ابو داؤد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں کہتی ہیں میں نے حضور سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہو گئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہو گیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہو گئی میں نے حضور کے ساتھ دوڑ کی اس مرتبہ حضور آگے ہو گئے اور یہ فرمایا کہ یہ اس کا بدنہ ہو گیا۔

مسائل فقہیہ مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ

۱- کون آگے بڑھ جاتا ہے جو مسابقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا۔ یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہو سکتی ہے یا گھوڑے گدھے نچر میں۔ جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیوں کہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لئے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے۔ لہذا وہ بے مقصود نہیں۔ اگر محض کھیل کے لئے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر نخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے (در مختار رد المحتار)

۱- **مسئلہ** مسابقت لے جانے والے کے لئے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکورہ اشیا

کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہو سکتی ہے (در مختار)

مسئلہ سابق کے لئے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لئے حلال و طیب ہے

مگر وہ اس کا مستحق نہیں۔ یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا (علگیری)

۱- **مسئلہ** مسابقت جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے

ال شرط ہو یعنی دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے

دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جو ان کی یہ ہے

کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا

جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دُور ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لئے اتمام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا ملے نہیں ہوتا ہے (در مختار وغیرہ)۔
مسئلہ اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہو گئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جو اور حرام ہے۔ ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محفل کہتے ہیں اور ٹھہرایا کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے (علمگیری در مختار)۔

مسئلہ محل کے لئے یہ ضرور ہے کہ اس کا گھوڑا بھی انھیں دونوں جیسا ہوتی ہو سکتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو اور اگر اس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہی رہ جائے گا یا معلوم ہو کہ یقیناً آگے نکل جائے گا تو اس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوگی (در مختار)۔
مسئلہ محفل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو

کچھ دینے کو کہا تھا یہ محفل دونوں سے لے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محفل کو شامل کر لیا اگر محفل آگے ہو گیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے لے گا اور اگر محفل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہو گا وہ دوسرے سے پان سو لے لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا نہ محفل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محفل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محفل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا (در مختار راجحاً)۔
مسئلہ سابقہ میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کر سکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لئے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے

اسی طرح تیر اندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں (ردالمحتار)
 مسئلہ اونٹوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہو جائے گردن
 کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہو جائے وہ آگے ہونے والا مانا
 جائے گا (ردالمحتار) مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ گھوڑوں میں کنوٹی کا اعتبار کیا جاتا ہے
 اور کنوٹی بھی جب ہی آگے ہوگی کہ گردن آگے ہو جائے۔

مسئلہ طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اس کو یہ
 دیا جائے گا اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک
 طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز۔ مثلاً ایک طالب علم نے
 دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمہاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا
 اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے
 سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمہاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری
 صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا یہ جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ اس صورت
 میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے۔ اور اگر ہر ایک پہلے آئے کا مدعی ہے
 تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کرے وہ مقدم ہے۔ اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ
 ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے (غانیہ)

کسب کا بیان

۶- اتنا کما نافرہ ہے جو اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے اور جن کا نفعہ اس کے
 ذمہ واجب ہے ان کے نفعہ کے لئے اور ادا تے دین کے لئے کفایت کر سکے۔ اس کے

۱۲- کسب حلال کی خوبیاں (ربہا شرعیہ) حصہ یازدہم میں احادیث سے مذکور ہو چکی ہیں

بعد اُسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پرس کرے یا اپنے اور اہل و عیال کے لئے کچھ پس ماند رکھنے کی بھی سہی و کوشش کرے۔ ماں باپ محتاج و تنگ دست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدر کفایت دے (علمگیری)

مسئلہ قدر کفایت سے زائد اس لئے کمانا ہے کہ فقرا و مساکین کی خبر گیری کر کے لگایا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے۔ اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لئے کمانا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہوگا فخر و کبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے (علمگیری)

مسئلہ جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں۔ اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے (علمگیری) اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوتتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہوا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لئے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ مقصود اصلی ہو۔ جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے (علمگیری)

مسئلہ چرخہ کاتنا عورتوں کا کام ہے مرد کو چرخہ کاتنا کر وہ ہے (رد المحتار)

مسئلہ جس کے پاس اُس دن کے کھانے کے لئے موجود ہو اُسے سوال کرنا حرام ہے

مسئلہ جو شخص علم دین و قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے (علمگیری) یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کئے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ

امر کہ قرآن مجید و علم دین کی تعلیم پر اجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم (بہار شریعت حصہ ۱۲) اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں یہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

۶۶ مسئلہ جس شخص نے حرام طریقے سے مال جمع کیا اور مرگیا ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کر دیں (علمگیری)

۶۷ مسئلہ اگر مال میں شبہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے (علمگیری)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** ہ

اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ مصلحتی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے: **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ** (سورہ آل عمران ۱۱۰)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں مصلحتی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور قرآن میں ہے: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَقِمُوا الصَّلٰوةَ وَآمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرُوْا عَلٰی مَا اَصَابَكُمْ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ** (سورہ آل عمران ۱۱۰)

ایمان والے میرے بیٹے نماز قائم رکھو اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کرو اور جو آفتا د تجھ پر پڑے اس پر صبر کرو

بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

حدیث ۱ تم میں جو شخص بری بات دیکھے اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر

اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے یعنی اُسے
دل سے بُرا جانے اور یہ کم زور ایمان والا ہے (مسلم)

حدیث ۲ حدود اللہ میں مداخلت کرنے والا یعنی خلاف شرع چیز دیکھے اور باوجود

قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدود اللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم
نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا بعض اوپر کے حصے میں رہے بعض نیچے کے حصے میں نیچے والے

پانی لینے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انہوں نے
اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا اور والوں نے

دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو
تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے (لہذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا

اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اُس کا ہاتھ پکڑ
لیا اور کھودنے سے روک دیا تو اُسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی۔ اور اگر چھوڑ

دیا تو اُسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی (بخاری)

حدیث ۳ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو اچھی بات

کا حکم کرو گے اور بُری بات سے منع کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر
دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی (ترمذی)

حدیث ۴ جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اُسے بُرا

جاتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اُس پر راضی
ہے وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے (ابوداؤد)

حدیث ۵ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو تم اس

آیت کو پڑھتے ہو یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یغزوکم من ضل
اذا ہتدیتکم ربکم (۲۴) اے ایمان والو اپنے نفس کو لازم پکڑ لو گمراہ تم کو ضرر نہ

پہنچائے گا جب کہ تم خود ہدایت پر ہو یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہو گے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لئے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا (ابن ماجہ ترمذی)

حدیث ۶ جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں

تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے (ابوداؤد)

حدیث ۷ اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم

یہ دیکھو کہ نخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھنڈ کرتا ہے اور ایسا امر و کھیو کہ تمہیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کر لو یعنی خود کو بڑی چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ

(یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری نہیں) تمہارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹی میں انگارے کا ایسا عمل کرنے والے کے لئے اس زمانہ میں بچاؤ کا عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ان میں سے بچاؤ کا اجر اس ایک کو ملے گا۔ فرمایا کہ تم میں سے بچاؤ کی برابر اجر ملے گا (ترمذی ابن ماجہ) پانچویں حدیث میں جو

آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لئے ہے۔

حدیث ۸ لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو کہ وہ (ترمذی)

حدیث ۹ چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب

نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بڑی بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور

منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا (شرح سنن)

حدیث ۱۰ بنی اسرائیل نے جب گناہ کئے ان کے علمائے نے منع کیا مگر وہ باز

نہ آئے۔ پھر علمائے ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے خدا نے

علمائے ان کے دل بھی انہیں جیسے کر دیئے اور داؤد و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے

ان سب پر لعنت کی یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے

اس کے بعد حضور نے فرمایا خدا کی قسم تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بُری بات سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کر دے گا پھر تم سب پر لعنت کر دے گا جس طرح ان سب پر لعنت کی (ابوداؤد)

حدیث ۱۱ میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے (شرح سنن)

حدیث ۱۲ بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا افضل ہے (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳ میرے بعد میں امرار ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بُری۔ جس نے بُری بات سے کراہت کی وہ بُری ہے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا لیکن جو راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا (مسلم ابوداؤد)

حدیث ۱۴ مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی امت میں مبعوث کیا اس کے لئے امت سے حواریین اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد مخلصت لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں۔ اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے۔ جس نے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کیا وہ مومن ہے۔ اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے۔ اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ کافر اور اس کے بعد رانی کے دانہ برابر ایمان نہیں (مسلم)

مسائل فقہیہ امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے ناز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا یہ دونوں چیزیں فرض ہیں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اِحادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث

سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پٹکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اُسے نہ کیا ہوا (علمگیری)

مسئلہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اُسے منع کرے اور اُسے اچھی طرح سمجھائے۔ پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے۔ اُس کو سخت الفاظ کہے مگر گالی نہ دے نہ فحش لفظ زبان سے نکالے۔ اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے برتن توڑ پھوڑ ڈالے۔ گانا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے (علمگیری)

مسئلہ امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔

① اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ اُن سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں۔

② اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے۔

③ اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی مٹن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے۔

④ اور اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرے گا تو اُن لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے۔

⑤ اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے (علمگیری)

مسئلہ اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرنے کا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے ماری ڈالا تو یہ شہید ہوا (علمگیری)

مسئلہ امر کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت و سطوت سے اُس کام

کو روک دیں۔ اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا ہے (علمگیری) اس کا مقصد وہی ہے جو حدیث میں فرمایا کہ جو بری بات دیکھے اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اُس کا برا ہونا ظاہر کر دے اور منع کرنے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جاننے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔ یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ قوم کے چودھری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لئے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دوم اس سے مقصود رضائے الہی اور اعلیٰ کلمۃ اللہ ہو۔ سوم جس کو حکم دیتا ہے اُس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔ پنجم یہ شخص خود اس بات پر عاقل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے اللہ کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا کہ کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے ہوئے ہو (علمگیری)

مسئلہ عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور معروف عالم کو

لے علم سے مراد نہیں کہ وہ پورا عالم ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا جانتا ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور دوسرے کو بری بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو کہ موخر پیرایہ سے اُس کو کہہ سکے ۱۲ منہ
۱۳ اس کا یہ مطلب نہیں جو شخص خود عامل نہ ہو وہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے ۱۲ منہ

امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ مثل مشہور ہے خطائے بزرگان گرفتار خطاست“ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے (علمگیری) یہ حکم ان علماء کے متعلق ہے جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

۶۶ مسئلہ جس نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اُس بُرے کام کو کرتا ہے تو اس بُرے کام سے منع کر دے کیوں کہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں بُرے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے (علمگیری)

۶۷ مسئلہ ایک شخص بُرا کام کرتا ہے اُس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی جائے یا نہیں۔ اگر معلوم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور وہ منع بھی کرے گا تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ اسی طرح زوجین اور بادشاہ و رعیت یا آقا و ملازمین کے بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے (غانیہ)

۶۸ مسئلہ باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس کا جی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اُسے حکم نہ دے کہ اس صورت میں اگر اُس نے نہ کیا تو عاق ہو گا جو ایک سخت کبیرہ گناہ ہے (علمگیری)

۶۹ مسئلہ کسی نے گناہ کیا پھر تپتے دل سے تائب ہو گیا تو اُسے یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لئے پیش کرے کہ حد شرع قائم کی جائے کیوں کہ پردہ پوشی بہتر ہے (علمگیری)

۷۰ مسئلہ ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور اُس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہو جائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دے (علمگیری)

۷۱ مسئلہ ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور

اس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہو جائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کر دے (علمگیری)
 مسئلہ مشرکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہو جائے گا مگر یہ بھی
 غالب گمان ہے کہ یہ بھی ان کے آدمی کو قتل کرے گا یا زخمی کر دے گا یا شکست دے دے گا
 تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان یہ ہو کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے
 گا تو حملہ نہ کرے۔ اور اگر فتنہ مسلیمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہو جائے گا اور
 ان کا کچھ نہیں بگڑے گا جب بھی ان کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگرچہ منع نہ کرنے کی بھی
 رخصت ہے (علمگیری) کیوں کہ اس صورت میں قتل ہو جانا فائدہ سے خالی نہیں اس وقت
 اگرچہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو۔ ساری
 دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز
 ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے۔ اور اسی سے دنیا و آخرت
 سدھرتی ہے۔ مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو
 انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو۔ ایسے علم کی قرآن مجید نے
 مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و
 آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی
 ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں
 صراحتاً یا اشارتاً بیان فرمائی گئیں۔

اشد عزوجل فرماتا ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور فرماتا ہے: يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ

أَوْثُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ -

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے دے گا بلند فرمائے گا۔

اور فرماتا ہے: فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ه کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں۔

اور فرماتا ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ه

تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُس کو دین کا فقیر بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۲ سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ علم حاصل کریں (مسلم)

حدیث ۳ انسان جب مر جاتا ہے اُس کا اکل منقطع ہو جاتا ہے مگر نین چیزیں رکھ مرنے کے بعد بھی یہ اکل ختم نہیں ہوتے اُس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں (صدقہ جاریہ)

اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور اولاد صالح جو اُس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے (مسلم)

حدیث ۴ جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کرے گا اور جب کوئی قوم خانہ خدا میں مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اُس کو پڑھے پڑھائے تو اُس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اُس کے مقرب

ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز زقار نہیں کرے گا (مسلم)

حدیث ۵ مسجد دمشق میں ایک شخص ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے۔ اور طالب علم کی خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔ اور عالم کے لئے آسمان والے اور زمین کے بننے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں۔

اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ اور بے شک خمار وارث انبیاء میں۔ انبیاء نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا انہوں نے علم کا وارث کیا۔ پس جس نے علم کو یا اس نے پورا حصہ لیا (احمد ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ ترمذی)

حدیث ۶ عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ اس کے بعد پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ جیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے (ترمذی)

حدیث ۷ ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۸ علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نا اہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سوز کے گلے میں جوہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا (ابن ماجہ)

حدیث ۹ جو شخص طلب علم کے لئے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو اللہ کی راہ میں (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۱۰ مومن کسی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا منتہی جنت پہلے (ترمذی)

حدیث ۱۱ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کر لی اور

مغوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچا دی۔ کیوں کہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہے (احمد ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ ترمذی)

حدیث ۱۲ مومن کو اُس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔ علم جس کی اُس نے تعلیم دی اور اشاعت کی۔ اور اولاد صالح جسے چھوڑا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لئے مکان بنا دیا یا نہر جاری کر دی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اُس کے مرنے کے بعد اُس کو ملے گا (ابن ماجہ)

حدیث ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے (دارمی)

حدیث ۱۴ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں دو مجلسیں تھیں فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اُس کی طرف رغبت کرتے ہیں وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کر دے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں میں معلم بنا کر بھیجا گیا اور اسی مجلس میں حضور بیٹھ گئے (دارمی)

حدیث ۱۵ جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں اُس کو اللہ تعالیٰ فقیر اٹھائے گا اور میں اُس کا شافع و شہید ہوں گا (زیہتی)

حدیث ۱۶ دو حریفیں آسودہ نہیں ہوتے۔ ایک علم کا حریف ہے کہ علم سے کبھی اُس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہو گا (زیہتی)

حدیث ۱۷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو حریفیں آسودہ نہیں ہوتے۔ ایک صاحب علم دوسرا صاحب دنیا اگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم اللہ کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی **كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ** اِنَّ تَرَاهُ اِنْ سَخِنَا اور دوسرے کے لئے فرمایا **اِنَّ مَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** (دارمی)

حدیث ۱۸ جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اُس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا (راحمہ)

حدیث ۱۹ سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا مگر اُس نے طلب نہیں کیا اور اُس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اُس سے سُن کر دوسروں نے نفع اٹھایا، خود اُس نے نفع نہیں اٹھایا (ابن عساکر)

حدیث ۲۰ علما کی سیاہی شہید کے خون سے توٹی جائے گی اور اُس پر غالب ہو جائے گی (خطیب)

حدیث ۲۱ علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمنڈ کی تارکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (احمد)

حدیث ۲۲ علم تین میں ہے۔ آیتِ مُحَلَّکَہ۔ یا سُنَّتِ قَائِمَہ۔ یا فَرِیضَہ عَادِلَہ۔ اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زائد ہے (ابن ماجہ ابو داؤد)

حدیث ۲۳ حضرت حسن بصری نے فرمایا علم دو ہیں۔ ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے۔ دوسرا وہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پر اللہ کی حجت ہے (دارمی)

حدیث ۲۴ جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اس کے لئے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر (دارمی)

حدیث ۲۵ جس کو موت آگئی اور وہ علم کو اس لئے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کا احیا کرے اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا (دارمی)

حدیث ۲۶ اچھا شخص وہ عالم دین ہے کہ اگر اُس کی طرف احتیاج لائی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اس سے بے پرواہی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پرواہ رکھتا ہے (ربیع)

حدیث ۲۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہہ دے کہ اللہ اعلم کہیوں کہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اُس کے متعلق یہ کہہ دے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔۔ یعنی جو بات معلوم نہ ہو اُس کے متعلق

ہونا تکلف ہے (بخاری مسلم)

حدیث ۲۸ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مرتبہ اُس عالم کا ہے

جو علم سے مُنتَفِع نہ ہو (داری)

حدیث ۲۹ زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ایک چیز ذکر کر کے فرمایا کہ یہ اُس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ علم کیوں کر جائے گا۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھا میں گے اسی طرح قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور نے فرمایا زیاد تجھے تیری ماں روئے۔ میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے کیا یہ یہود و نصاریٰ تو ریت و انجیل نہیں پڑھتے۔ مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اُس پر عمل نہیں کرتے (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا ارباب علم کون ہیں کہا

وہ جو جانتے ہیں اُس پر عمل کرتے ہیں فرمایا کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا کہا علم نے (داری)

حدیث ۳۱ میری امت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امر کے

پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کر لیں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح قناد ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا اسی طرح امر کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں (ابن ماجہ)

حدیث ۳۲ خدا کے نزدیک بہت مبغوض قرار (علماء) وہ ہیں جو امر کی ملاقات کو

جاتے ہیں (ابن ماجہ)

حدیث ۳۳ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اہل علم علم کی حفاظت

کریں اور اُس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہل زمانہ کے سردار ہو جائیں مگر انہوں نے علم کو دنیا والوں کے لئے خرچ کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں لہذا ان کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے تمام فکروں کو ایک فکر، آخرت کی فکر کر دیا اللہ تعالیٰ فکر دنیا سے اُس کی لغایت فرمائے گا اور

جس کے لئے احوال دنیا کی فکریں متفرق رہیں اللہ کو اس کی کچھ پر راہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا (ابن ماجہ)

حدیث ۳۴ جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی اس کے مؤلف میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگا دی جائے گی (احمد ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۵ جس نے علم کو اس لئے طلب کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا اس لئے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا (ترمذی ابن ماجہ)

حدیث ۳۶ جو علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے (یعنی علم دین) اُس کو جو شخص اس لئے حاصل کرے کہ متاع دنیا مل جائے اُس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی (احمد ابو داؤد ابن ماجہ)

حدیث ۳۷ وعظ نہیں کہتا مگر امیر یا مامور یا متکبر۔ یعنی وعظ کہنا امیر کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کر دے کہ وہ کہے۔ اور ان کے سوا جو کوئی کہتا ہے وہ طلب جاہ و طلب دنیا کے لئے ہے (ابو داؤد)

حدیث ۳۸ جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اُس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی (ابو داؤد)

حدیث ۳۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قساد نہیں ہوں گے (ترمذی)

حدیث ۴۰ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کر لے بلکہ علم کا قبض کرنا علماء کے قبض کرنے سے ہوگا۔ جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سرزار بنالیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری مسلم)

حدیث ۴۱ بدتر سے بدتر بڑے علما ہیں اور بہتر سے بہتر اچھے علما ہیں (دارمی)

حدیث ۴۲ علم کی آفت نسیان ہے۔ اور نا اہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے (دارمی)

حدیث ۴۳ ابن سیرین نے فرمایا یہ علم دین ہے۔ تمہیں دیکھنا چاہیے کہ کس کے اپنا دین لیتے ہو۔

مسئلہ اپنے بچے کو قرآن و علم پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یتیم بچے کو اس چیز پر مار سکتا ہے جس پر اپنے بچے کو مارتا ہے (رد المحتار) کیوں کہ اگر یتیم بچے کو مطلقاً انعمان چھوڑ دیا جائے تو علم و ادب سے بالکل کو رہا رہ جائے گا اور عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے اور جب تک انھیں خوف نہ ہو کہنا نہیں ملتے۔ مگر مارنے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے۔ ایسے ہی موقع پر فرمایا گیا **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُنْتَهٰى مِنَ الْمَصْلِحِ** اللہ کو معلوم ہے کون مفید ہے اور کون مصلح۔ اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں مگر وہ کلیہ ان کے پیش نظر بھی ہونا چاہیے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اُسے بھی اتنی ہی سزا دیتے بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچے کی تربیت و تعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا۔ تو اگر اس کام پر اپنے بچے کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچے کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارتا محض غصہ اتارنے کے لئے ہے سدھارنا مقصود نہیں ورنہ اپنے بچے کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ عالم اگر چہ جوان ہو بڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے۔ لہذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں، بڑھے جاہل کو عالم پر تقدّم کرنا نہ چاہیے۔ یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے نہ عالم سے آگے آگے چلے نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے۔ عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاذ کا حق شاگرد پر ہے۔ عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھانا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے۔ کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی (علمگیری)

مسئلہ دین حق کی حمایت کے لئے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے۔ اور اگر اس لئے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کرے یا اس لئے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر

ظاہر ہو جائے۔ یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے۔ مال ملے گا یا لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوگی۔ یہ ناجائز ہے (در مختار)

مسئلہ مناظرہ میں اگر مناظر طلب حق کے لئے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود نہیں مگر بے جا ضد اور ہٹ نہیں کرتا انصاف پسندی سے کام لیتا ہے جب تو اس کے ساتھ جملہ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر محض اس کا مقصود ہی یہ ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کر دے اور ہارے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بد مذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے مکر اور داول سے اپنے کو بچانا ہی چاہئے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی ترکیبیں کر سکتے ہیں (علگیری)

مسئلہ منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر و وعظ سے مال و جاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے (در مختار)

مسئلہ وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کر دینا مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا، یا ان میں کچھ ایسی کمی کر دینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لئے ایسی حرکتیں کر ڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود انھیں باتوں میں آلودہ ہے۔ اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہئے۔ اور اگر وعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ و تقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اثر اچھا پڑے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن و حدیث کے فوائد اور نکات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے (در مختار)

مسئلہ معلم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے چٹائی کے لئے پیسے لاؤ پیسے اکٹھے ہونے کو بچوں کی چٹائیاں لایا اور کچھ خود رکھ لئے جو اپنے کام میں صرف کرنے کا ایسا کر سکتا ہے۔ کیوں کہ بچوں کے باب وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہو گا وہ ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت

ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود اس رقم زائد کی تملیک ہے (درمختار المصنفین) مسئلہ عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تفاخر کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے بلکہ محض تحدیثِ نعمتِ الہی کے لئے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا (علمگیری)

مسئلہ طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیوں کہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الہی اور آخرت کے لئے علم سیکھے۔ طلب دنیا و طلب جاہ نہ ہو۔ اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا اچھا ہے مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم بٹ جائے گا یہ نہیں بھی اچھی ہیں۔ اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے (علمگیری)

مسئلہ عالم و متعلم کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے مثلاً اس سے عاریت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص علم میں بخل کرے گا تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مر جائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا (علمگیری)

مسئلہ عالم و متعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے۔ پافانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھوٹا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھو لے اب کتابیں چھوٹے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے کھانے پینے رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے۔ عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے۔ مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تعیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کم زور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بی بی بچوں کا بھی حق ہے اسب کا حق پورا کرنا چاہیے

عالم و معلم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں۔ دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے ہیں۔ کتب بینی کرتے رہیں کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں۔ جاہل اور ان میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے (علمگیری)

مسئلہ استاذ کا ادب کرے اُس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اُس کی خدمت کرے۔ اور استاذ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے۔ اُس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ جب استاذ کے مکان پر جائے تو دروازے پر دستک نہ دے بلکہ اُس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے (علمگیری)

مسئلہ نا اہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اُس کے اہل ہوں اُن کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نا اہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے (علمگیری) نا اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے پڑھ کر چھوڑ دیں گے۔ جاہلوں کے سے افعال کریں گے۔ یا لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ یا علما کو بدنام کریں گے۔

مسئلہ معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اُس پر لازم ہیں ① تعلیم پر اجرت لینا شرط نہ کرے اگر کوئی خود کچھ دے دے تو لے لے ورنہ کچھ نہ کہے ② باوجود ہے ③ خیر خواہانہ تعلیم دے توجہ کے ساتھ پڑھائے ④ لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم ⑤ بچوں کو زیادہ نہ مارے۔ مارنے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز محاسبہ دینا پڑے گا (علمگیری)

مسئلہ ایک شخص نے نماز وغیرہ کے مسائل اس لئے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے بتائے گا۔ اور دوسرے نے اس لئے سیکھے کہ اُن پر خود عمل کرے گا پہلا شخص اس دوسرے سے افضل ہے (در مختار) یعنی جب کہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کرے گا اور تعلیم بھی دے گا

یہ کہ محض تحصیل علم میں اول کو دوسرے پر فضیلت ہے کیوں کہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مسئلہ گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے (رد المحتار)

رِیَا وَسُمْعَةٍ كَابِیَانُ

ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا اور سُمعہ یعنی اس لئے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جائیں گے۔ یہ دونوں چیزیں بہت بُری ہیں۔ ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ**۔ اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان بنا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔

اور ارشاد ہوا: **فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهَا فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَادِقًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهَا أَحَدًا**۔

جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔

اور فرماتا ہے: **فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ**۔ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ وَيَسْمَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

دلی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں جو ریا کرتے
ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔
اور فرماتا ہے: قَاعِبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ اَلَا لِلَّهِ الدِّينُ
الْخَالِصُ۔

اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اس کے لئے خاص کر آگاہ
ہو جاوے کہ دین خالص اللہ کے لئے ہے۔

اور فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ
وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ
قَرِيْنًا فَسَاءَ قَرِيْنًا۔

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور
نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا
تو بُرا ساتھی ہوا۔

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں۔ بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے
ہیں ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف
لائے اور یہ فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ سیر
نزدیک تم پر خوف ہے۔ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ ارشاد فرمایا وہ شرک خفی ہے۔
آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ یہ دیکھتا ہے کہ دوسرا
شخص اُسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

حدیث ۲ امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔
لوگوں نے عرض کی شرک اصغر کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ریا ہے۔ بہت ہی نے اس حدیث
میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ریا کرنے والوں سے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لئے کام کرتے تھے۔ جا کر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلہ اور خیر ملتا ہے۔

حدیث ۳ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو سعید ابن ابی قحطابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمام اولیٰین و آخرین کو اُس دن میں جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں تو ایک منادی ندا کرے گا۔ جس نے کوئی کام اللہ کے لئے کیا اور اُس میں کسی کو شریک کر لیا وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔

حدیث ۴ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں۔ جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرماتا ہے میں اُس سے بڑی ہوں وہ اسی کے لئے ہے جس کے لئے عمل کیا۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں جندب یعنی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سنانے کے لئے کام کرے گا اللہ اس کو سنانے گا یعنی اس کی سزا دے گا۔ اور جو ریا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے ریا کی سزا دے گا۔

حدیث ۷ طبرانی حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے۔ اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں جو نیچے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔

حدیث ۸ ابن ماجہ نے روایت کی کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد

نبوی میں تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا پایا حضرت عمر نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذ نے کہا ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ مجھے رلاتی ہے۔ میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا کہ تمھوڑا سارا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ کے ولی سے دشمنی کرے وہ اللہ سے لڑائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ نیکیوں، پرہیزگاروں چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے نہ کہ غائب ہوں تو ڈھونڈ نہ جائیں، حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ ہر غبار آلود تارک سے نکل جاتے ہیں یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔

حدیث ۹ امام بخاری نے ابو تمیرہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا جندب ان کو نصیحت کر رہے تھے انھوں نے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو سننے کے لئے گل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر مشقت ڈالے گا۔ انھوں نے کہا ہمیں وصیت کیجئے۔ فرمایا سب سے پہلے انسان کا پیٹ بڑے گا لہذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ کھائے وہ یہی کرے۔ اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔

حدیث ۱۰ امام احمد نے شداد بن اوس سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی اُس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا اُس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صدقہ دیا اُس نے شرک کیا۔

حدیث ۱۱ امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ یہ روئے کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ یاد آگئی، اُس نے مجھے رلا دیا۔ حضور کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ میں اپنی

امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرنے کی فرمایا ہاں۔ مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بت تو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے۔ اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔

حدیث ۱۲ امام احمد و مسلم و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا۔ ارشاد فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے اس لئے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ سو کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا اس کو موتھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ فرمائے گا ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا میں نے تیرے لئے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا موتھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا۔ وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ فرمائے گا تو نے ان کے مقابل کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے مگر میں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے اس لئے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے سو کہہ لیا گیا۔ اس کے متعلق بھی حکم ہوگا موتھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث ۱۳ بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو جب بحزن سے یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں۔ اور خدا کے بہت زیادہ مغفوض وہ قاری ہیں جو امر کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

حدیث ۴ | طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے نہ آخرت کا طالب ہے اُس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔

حدیث ۱۵ | حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے جو چکنے پتھر پر جلتی ہے۔

حدیث ۱۶ | امام احمد و طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو شرک سے بچو کیونکہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح شرک سے بچیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُ وَاَنْسْتَغْفِرَكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ اَلٰہی ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اُس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اُس سے استغفار کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

حدیث ۱۷ | طبرانی نے عدی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہو گا جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے پکارا جائے گا انھیں واپس کر دو جنت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوتی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا ہمیں تو نے ٹوٹا اور جو کچھ اپنے اولیاء کے لئے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان

ہوتا۔ ارشاد فرمائے گا ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بد بختو جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے۔ لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے۔ لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی۔ لوگوں کے لئے گناہ چھوڑے میرے لئے نہیں چھوڑے۔ لہذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔

حدیث ۱۸ ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نیت طلب آخرت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا پیدا کر دے گا اور اس کی حاجتیں جمع کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔ اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے کاموں کو منفرق کر دے گا۔ اور طے گا وہی جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

حدیث ۱۹ صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں) فرمایا یہ مومن کے لئے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔

حدیث ۲۰ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں

نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں ایک شخص آگیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا) ارشاد فرمایا ابو ہریرہ تمہارے لئے دو ثواب ہیں پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لئے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں۔ عبادت خالص اللہ کے لئے ہے عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا۔ اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی برائی کے لئے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اس کو یاد

عجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

مسئلہ روزہ دار سے پوچھا گیا تمہارا روزہ ہے اُسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں ہے کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں۔ یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے

الہی کے لئے عمل کرنا ضرور ہے دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لا علمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کسبت کی شرط ظہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا مرتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا۔ مگر جب کہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا۔ وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اور کبھی شرائط صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کئے اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔ ریا کی دو صورتیں ہیں کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں۔ یہ ریا کے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا اصل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا ہے

اخلاص سے نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر آثارِ عمل میں ریا کی خلت ہو گئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حُسن و خوبی پیدا ہو گئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی (ردالمحتار)

مسئلہ روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا۔ ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو جاننے کے لئے یہ کہا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے ہونہ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے۔ اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہو سکتی ہے (ردالمحتار)

مسئلہ ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لئے بغرض ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ پھر میت کے لئے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار (ردالمحتار) ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہو سکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم یا جاتا ہے۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا۔ ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا۔ وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزوجل کے لئے۔

بیخ آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص بیخ آیت پڑھنے کا

ہوتا ہے اور نہ ملے تو جگر پٹا ہے۔ گویا یہ زائد حصہ بیخ آیت کا معاوضہ ہے۔ اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جگر پٹا کر لیتا ہے اسی طرح یہ بھی لیتا ہے۔ لہذا بنظاہر اخلاص نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب۔

میلادِ خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں سٹھائی تقسیم ہوتی ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں۔ اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ خود اسی سٹھائی کے بدلے اجرِ عظیم کے ضائع ہونے کا شبہ نہ ہوتا۔ بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے۔ یہ مخصوص دعوت بھی اسی اجرت ہی کی حد میں آتی ہے ہاں اگر لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔ اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ مختصر بیان درمیان دار متبع شریعت کے لئے کافی و ذاتی ہے۔ وہ خود اپنے دل میں انصاف کر سکتا ہے کہ کہاں عمل خیر اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموال تجارت بھی لے گیا۔ اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کر لوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا، تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں۔ یعنی جانے کا ثواب نہیں۔ اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جاننا ہے تو اس جاننے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جاننے کا ثواب نہیں (رد المحتار)

مسئلہ فرائض میں ریا کو دخل نہیں (رد مختار) اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض میں ریا یا ریا ہی نہیں جاتا اس لئے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کر سکتا ہے وہی فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔

اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریاکی مداخلت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کو اعتبار کر کے فرض کو ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

زیارت قبور کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو۔ اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمہاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔

حدیث ۲ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ ہیں السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهِ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلكُمْ الْعَافِيَةَ۔

حدیث ۴ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں قبور کے پاس گزے تو ادھر کو موکھ کر لیا اور یہ فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ۔ يَعْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلكُمْ۔ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآخِرَةِ

حدیث ۵ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور آخر شب میں بقیع کو جلتے اور یہ فرماتے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

۱۔ زیارت کے متعلق مسائل (بہارِ شریعت) حصہ چہارم میں ذکر کئے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں ۱۲

وَارْقُومٌ مُّؤْمِنِينَ وَآتَاكُم مَّا تُوْعَدُونَ غَدَاةً جَلُونَ وَإِنَّا أَنْشَاءَ اللَّهُ بِنِكْمٍ لَا
لَا حِقُونَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ النُّعْرُقِدَاہ

حدیث ۶ یہی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مُرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا اُس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا۔

حدیث ۷ خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اُس پر سلام کرے تو وہ مردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حدیث ۸ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (یعنی روضہ مطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لئے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والدین پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔

مسئلہ زیارت قبور جائز و سنون ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لئے دعا کرتے اور یہ فرمایا بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔

مسئلہ جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اُس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے (علی گری)۔

مسئلہ قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیتہ الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جانے، راستہ میں لائینی باتوں میں

مشغول نہ ہو، جب قبرستان پہنچے جو تیاں اتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف موٹھ۔ اور اس کے بعد یہ کہے اَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ۔ يَعْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْآخِرَةِ اور سورہ فاتحہ و آیہ الکرسی و سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ وَاللَّهُمَّ التَّكَاتُرُ بِطَعْمِ سُوْرَةِ مَلِكٍ اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ چار دن زیارت کے لئے بہتر ہیں دو شنبہ، پنجشنبہ، جمعہ، ہفتہ۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے۔ اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک۔ اور پنجشنبہ کو دن کے اول وقت میں۔ اور بعض علمائے فرمایا کہ بچھلے وقت میں افضل ہے۔ متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے مثلاً شب برأت، شب قدر۔ اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے (علمگیری)

مسئلہ قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ چھپا ہے کرے۔ اور اگر وہ زمین بجز کسی کسی کی ملک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملک نہیں۔ اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اُسے چھپائیے کہ صدقہ کرے۔ اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے۔ اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کرے تو کر سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ بندگان دین اولیاء صاحبین کے مزارات طیبہ پر غلات ڈالنا جائز ہے جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو ان کا ادب کریں ان کے برکات حاصل کریں (رد المحتار)



ایصالِ ثواب

مسئلہ ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے کتب فقہ و عقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کو بد کہنا ہٹ دھری ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا پانی۔ انھوں نے کہا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن۔ یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض دواچی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لئے لوگوں نے کر رکھی ہے۔ بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیوں کر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ یہ محض افتراء ہے جو مسلمانوں کے باندھا جاتا ہے اور زندوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بے کار کوشش ہے۔ پس جب کہ ہم اصل کئی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلمہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے بتائے یا سٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں

اور کھانا پکڑ کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے۔
پھر سب بخشنہ کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں۔

پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں۔ پھر چھ پہینے پہ ایصال کرتے ہیں۔ اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصالِ ثواب کی فروغ ہیں اسی میں داخل ہیں۔
مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائیں ناکشی نہ ہوں نمود مقصود نہ ہو ورنہ
نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں۔ یہ موقع
دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں و فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے نیت کو ثواب پہنچے۔
اسی طرح شبِ براءت میں حلوا پکاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ حلوا پکانا بھی
جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہِ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم
رتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی
ماہِ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا گھیر پکوا کر
کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ ہاں ایک
بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے
ٹپٹے نہیں دیتے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے۔ پڑھے لکھے
لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہِ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں اور فاتحہ
دے کر کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی
کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام
داستانِ عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے
اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہ نہ پڑھی جائے۔ فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہِ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ

عذہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر
پینچ پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے۔ ان کو جس طرح
ایصالِ ثواب کرو، مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں۔ جاڑوں
میں چلے پلاتے ہیں۔ کوئی کھڑا پکواتا ہے جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے۔ ان
سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے
دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح دوسرے دنوں میں سب
کی فاتحہ ہو سکتی ہے ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہِ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینے کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوثِ اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ
غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو عوام اُسے
گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہِ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین
چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصالِ ثواب میں داخل ہے۔ اصحابِ کہف کا توشہ
یا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق زرقولوی قدس سرہ العزیز
کا توشہ بھی جائز ہے اور ایصالِ ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین جو ہر سال ان کے وصال کے
دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب ان بزرگ
کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے۔ بالکل ایسے امور جو
باعثِ ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک
رکھا جائے۔ جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے۔ اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں
تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

مجلس خیر کے

مسئلہ میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے۔ اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور کے فضائل و معجزات و سیر و حالات حیات و رضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لئے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے۔ جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کئے جاتے ہیں، اشتہارات چھپو کر تقسیم کئے جاتے ہیں اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح ذکر پاک کے لئے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔ مٹھائی بانٹنا بڑا وصلہ ہے۔ جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اسوجہ سے ناجائز ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا۔ بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی تقسیم نہیں ہوئی۔ اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو تو عرفی ضروری کہتا ہو گا نہ کہ شرعی اس کو ضروری جانتا ہو گا۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے۔ کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔ بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ مجلس میلاد شریف میں یادگیر مجلس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں۔ موضوعات اور گھڑے ہوئے فقہی ہرگز ہرگز بیان نہ کئے جائیں کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں کٹنا ہوتا ہے۔

مسئلہ معراج شریف کے بیان کے لئے مجلس منعقد کرنا اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو چہی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پاگئے۔ لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ حضرت مقدادؓ اور اہل اسلام ہیں ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔

مسئلہ رجب کی ۲۷ و ۲۸ کو روزے رکھتے ہیں پہلے کو ہزاری دوسرے کو فکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضائقہ نہیں مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کر بلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر و تحمل، رضا و تسلیم کا بہت کچھ درس ہے۔ اور پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ و اقربا اور زقعا اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزیع و فزیع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہونا چاہیے تاکہ اہلسنت اور شیعہوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

مسئلہ تعزیہ داری کہ واقعات کر بلا کے سلسلے میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنا

جاتے ہیں۔ کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدت سے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں۔ کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں۔ ہار پھول ناریل چڑھائے جاتے ہیں۔ وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی مانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں۔ اور وہاں شریعت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلاتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر بچہ، دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور ہندی رچانی جائے گی۔ اور اسی تعزیہ داری کے سلسلے میں کوئی پیک بنتا ہے جس کے کمرے ٹھنڈے بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اس کے گلے میں جھولی ڈالتے۔ اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں۔ کوئی ستھ بنایا جاتا ہے چوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علم دار ہیں کہ فرات سے پانی لارہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ سب کفر و خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز شدید ناخستہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے اچھائے دین و سنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو

بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اسی تعزیه داری کے سلسلے میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی ریکچہ بندز لشکر بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں۔ جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بڑی حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبتِ اہلبیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں۔ یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنا لیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کو جی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے۔ سینہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیه جب گشت کو نکلتا ہے اُس وقت بھی اُس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیے میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع و فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چوں کہ اکثر مرثیے رافضیوں ہی کے ہیں بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اُس رد میں سُستی بھی اُسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ اظہارِ غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں۔ کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ وہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ چیزیں

کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انھیں فائدہ بھی پہنچے۔ مگر وہ لوگ اس طرح نکلنے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔

آداب سفر کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کو پنجشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانا ہونا حضور کو پسند تھا۔

حدیث ۲ ترمذی و ابوداؤد نے صحیحین و دائرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی تو میری امت کے لئے صبح میں برکت دے اور حضور جب ہر با لنگر بھیجتے تو صبح کے وقت میں بھیجتے اور حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے۔ یہ اپنی تجارت کا مال صبح کو بھیجتے یہ صاحب ثروت ہو گئے اور ان کا مال زیادہ ہو گیا۔

حدیث ۳ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔

حدیث ۴ امام مالک و ترمذی و ابوداؤد بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار شیطان ہے اور دوسرا دو شیطان ہیں اور تمہیں جماعت ہے۔

حدیث ۵ ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ

سفر کے متعلق بہت سی باتیں (بہار شریعت) حجتہ ششم میں بیان کی گئیں وہاں سے معلوم کریں ۱۲

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنا لیں۔
حدیث ۷ یہی نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے۔ جو شخص خدمت میں سبقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے مونا اور کھانا چینا سب کو روک دیتا ہے۔ لہذا جب کام کر لے جلدی گھر کو واپس ہو۔

حدیث ۸ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات میں منزل پر آؤ تو راستہ سے بچ کر ٹھہرو کہ وہ جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حدیث ۹ ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانوروں کی بیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔ یعنی جب سواری رکی ہوئی ہو تو اس کی بیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو۔ کیوں کہ اللہ نے سواروں کو تمہارے لئے اس لئے مسخر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے ایسے شہروں کو پہنچو جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمہارا لئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔ یعنی باتیں کرنی ہوں تو زمین پر آ کر کرو۔

حدیث ۱۰ ابو داؤد نے ابو شعلبہ عثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگ جب منزل میں آتے تو متفرق ٹھہرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا متفرق ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ اس کے بعد صحابہ جب کسی منزل میں آتے تو مل کر ٹھہرتے۔

حدیث ۱۱ ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات میں چلنے کو لازم کر لو یعنی فقط دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے کچھ حصہ میں بھی چلا کرو کیوں کہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں چلنے سے

راستہ جلد طے ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲ ابو داؤد نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب تم منزل میں آرتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔

حدیث ۱۳ ترمذی و ابو داؤد نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی یا رسول اللہ سوار ہو جائیے اور خود پیچھے سرکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں جانور کی صدہ جگہ بیٹھنے میں تمہارا حق ہے مگر جب کہ یہ حق تم مجھے دے دو۔ انھوں نے کہا میں نے حضور کو زیارہ حضور سوار ہو گئے۔

حدیث ۱۴ ابن عساکر نے ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ اپنی جھولی میں پتھری ڈال لائے۔

حدیث ۱۵ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل کے پاس سفر سے واپس آئے تو تشریف لاتے۔ حضور صبح کو آتے یا شام کو۔

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کے غائب ہونے کا نشانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے ان سے فرمایا اگر رات میں مدینہ میں داخل ہوئے تو بی بی کے پاس نہ جانا جب تک وہ بناؤ سنگار کر کے آراستہ نہ ہو جائے۔

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں کے لئے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔

حدیث ۱۸ صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا جب ہم مدینہ میں آ گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا

مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔

مسائل فقہیہ عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صاحب یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔ باندی کے لئے بھی یہی حکم ہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ جہاد کے سوا کسی کام کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ کے لئے سفر کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے والدین سے اجازت حاصل کرے۔ اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جلنے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف بھی پونے کرے ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جلئے۔ اور اگر والدین محتاج نہ ہوں ان کا نفع اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کر سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لئے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا (علمگیری)

متفرق سزاؤں

مسئلہ یادداشت کے لئے یعنی اس غرض سے کربات یا درہے بعض لوگ دعائے یا کربند میں گرہ لگاتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلاوجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ (در مختار رد المحتار)

مسئلہ گلے میں توہید لگانا ناجائز ہے جب کہ وہ توہید جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الہیہ یا ادعیہ سے توہید کیا گیا ہو۔ اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ توہیدات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشکی ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح توہیدات اور آیات و احادیث و ادعیہ رکابی میں لکھ کر زمین کو بنیت شفا پلانا بھی جائز

ہے۔ جنب و مائض و نفسا بھی تعویذات تو محلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ تعویذات غلاف میں ہوں (رد المحتار و المختار)

۳۶ مسئلہ بچپونے یا مصیلے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کارٹھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو، اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیوں کہ حروف مفردہ کا بھی احترام ہے (رد المحتار) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

۳۷ مسئلہ وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا۔ اگرچہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثناء کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانتے استثناء موجود ہے اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ آؤں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ ناچ رنگ اور شراب خواری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں۔ وہاں سے یہ چلا آیا یہ وعدہ خلافی نہیں ہے یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آگیا یہ چلا آیا وعدہ کے خلاف نہیں ہوا (مشکل الآثار امام طحاوی)

۳۸ مسئلہ بعض کا شکر اپنے کعبتوں میں کپڑا پیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بے کعبتوں کو بچانا ہوتا ہے کیوں کہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی۔ ایسا کرنا ناجائز نہیں کیوں کہ نظر کا لگنا صحیح ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهَا۔ یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی (رد المحتار)

۳۹ مسئلہ مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا کر وہ ہے یہ اس وقت ہے کہ

برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے (علمگیری)

مسئلہ عجیب و غریب قہقہے کہانی تفریح کے طور پر سُننا جائز ہے جب کہ ان کا جوڑنا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً بھوٹ ہوں ان کو بھی سُننا جاسکتا ہے جب کہ بطور ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ غنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرعی قہقہے و عطا و پند کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرعی طور پر بیان کرنا یا سُننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے نکلے خوشبوئے درحمام رونے (اور درختارین)

مسئلہ تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی۔ جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا (در مختار) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لئے کتنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں۔ اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ عورت رخصت ہو کر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا کہ یہ تمہاری عورت ہے۔ اس سے دلی جائز ہے اگرچہ یہ خود اسے پہچانتا نہ ہو (در مختار) اسی طرح عورتوں نے شب زفاف میں اس کے کمرے میں جس عورت کو ڈلہن بنا کر بھیج دیا اگرچہ یہ نہیں کہا یہ تمہاری عورت ہے۔ اس سے دلی جائز ہے کہ اس کو ہیبات مخصوصہ کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے کیوں کہ دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

مسئلہ جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو۔ تو اگر اس کی ایسی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے۔ اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں یعنی اُس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے (در مختار رد المحتار)

مسئلہ لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام

کرنا مستحب ہے مگر یہ ضرور ہے کہ مدافعت نہ پیدا ہو۔ بد مذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے (علمگیری)

۵۹ مسئلہ مکان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر مکان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرا دی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے۔ یہ خیال نہ کرے کہ مکان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت کہ مکان اگر چہ اس کا ہے مگر سکونت دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی سکونت کی وجہ سے ہے (علمگیری)

۶۰ مسئلہ حمام میں جاتے تو تہ بند باندھ کر نہاتے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا ناجائز ہے تنہائی میں جہاں کسی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کر سکتا ہے۔ اسی طرح تالاب یا دریا میں جب کہ ناز سے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے (علمگیری) مگر جب کہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر مواضع شہ پر پڑے گی تو ایسے موقع پر پانی میں بھی برہنہ ہونا جائز نہیں۔

۶۱ مسئلہ اہل علم نے امام مسجد کے لئے کچھ چندہ جمع کر کے دے دیا یا اسے کھانے پینے کے لئے سامان کر دیا۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اجرت پر امامت کو ناجائز فرماتے ہیں کہ یہ اجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہئے (در مختار رد المحتار)

۶۲ مسئلہ جو شخص مقتدا اور مذہبی پیشوا ہو اس کے لئے اہل باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کرے گا تو مضائقہ نہیں جب کہ یہ غیر معروف شخص ہو (علمگیری)

۶۳ مسئلہ کسی نے کھانا کتنا پال رکھا ہے جو راہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے تو بستی والے ایسے کتے کو قتل کر ڈالیں۔ لی اگر ایذا پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں اسے ایذا دے کر نہ ماریں (علمگیری)

۶۴ مسئلہ ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کے لئے مار سکتے ہیں اور ضرر سے بچنے

کے لئے بھی اُسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں در نہ کر رہے
جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اُس نے کاٹنا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا کر رہے ہے۔ جوں کو بدن یا کپڑوں
سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریقِ ادب کے خلاف ہے (علمگیری) کھٹل کو مارنا جائز ہے
کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اُسے وصیت نہ کرتا
ہی افضل ہے اور اگر ورثہ اغنیاء ہوں یا مال کی ڈھتھائیاں بھی ان کے لئے بہت ہوں گی تو
تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ مرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا اور عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا کر رہے۔ زوجہ و
محارم کے جھوٹے میں حرج نہیں (در مختار ردالمحتار) کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تہذوق
کے طور پر ہو اور اگر تہذوق مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باغلی اور باشرع پیر کا
جھوٹا کہ اُسے تبرک سمجھ کر لوگ کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے اسی طرح ترکِ زینت پر بھی
مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جاتے پر بھی مار سکتا ہے (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ بی بی بے ہودہ بلکہ فاجرہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اُسے طلاق ہی سے
ڈالے لیکن۔ اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر یہ واجب نہیں کہ اُس سے بیچھا چھڑائے۔ ہاں اگر
یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدودِ اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے حکمِ شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی
میں حرج نہیں (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں جبکہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور
اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کرے گا تو حرام کھاتا ہے۔ اور بغیر ادا کے مرگیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کرے گا
تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مؤاخذہ نہ ہو (علمگیری)

مسئلہ جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہو گیا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ
زندہ ہے یا مرگیا تو اس پر یہ واجب نہیں کہ شہروں شہروں اُسے تلاش کرتا پھرے (علمگیری)
مسئلہ جس کا دین تھا وہ مرگیا اور دیون دین سے انکار کرتا ہے۔ ورثہ اُس سے

وصول نہ کر سکے تو اس کا ثواب دائن کو ملے گا اس کے ورثہ کو نہیں۔ اگر مدیون نے اُس کے ورثہ کو دین ادا کر دیا تو بری ہو گیا (علمگیری)

مسئلہ جس کے ذمہ دین تھا وہ مر گیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمہ دین ہے تاکہ ترکہ سے ادا کرے اُس نے ترکہ کو خرچ کر ڈالا تو وارث سے دین کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمہ دین ہے تو اُس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا اس وجہ سے ادا نہ کیا جب بھی آخرت میں مواخذہ نہیں۔ ودیعت کا بھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مواخذہ نہیں (علمگیری)

مسئلہ مدیون اور دائن جا رہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھبرا دیوں یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دین ادا کروں تاکہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں۔ آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا۔؟ فقیر ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے (علمگیری)

مسئلہ کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھالی ہیں اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اُس کے وارثوں کو دینا، وارث نہ ہو تو خیرات کر دینا۔ اس شخص کی صرف بی بی ہے کوئی دوسرا وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دین میرا اس کے ذمہ ہے جب تو روپے اسی کو دے جائیں۔ ورنہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سواروپہ جب کہ عورت یہ کہے کہ اُس کی کوئی اولاد نہ تھی (علمگیری)

مسئلہ اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے۔ یہ دینا جائز ہے۔ یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اُس کو لینا جائز نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض بچے شہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو نکالی دے دینا یا بے آبرو کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے ایسوں کو اسی لئے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لئے کچھ دے دینا جائز

ہے (در مختار ردالمحتار)

مسئلہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لئے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیوں کہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے یہ ناجائز و رشوت ہے۔ اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیوں کہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں تو اگرچہ دنیا شرط نہیں مگر شرط ہی کے حکم میں ہے۔ اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہہ دے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہراتا اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں۔ اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے (علمگیری)

مسئلہ باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کو نام لے کر پکارے (در مختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شاید اسے اس لئے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام لے گی **مسئلہ** مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں، معصیت میں مبتلا ہیں، اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں (علمگیری)

مسئلہ زلزلہ کے وقت مسکن سے نکل کر باہر آ جانا جائز ہے اسی طرح اگر دیوار چکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے (علمگیری)

مسئلہ طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کم زور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے او مبتلا ہو گئے ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا۔ نہ آتے تو کاپے کو اس بلا میں پڑتے۔ اور بھاگتے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا۔ بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی

قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکلا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جاتا بھی جائز ہے اور نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا۔ اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔

- ۴۱ مسئلہ کافر کے لئے منفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے ہدیت کی دعا کر سکتا (علمگیری)
- ۴۲ مسئلہ ایک شخص مراحس کا کافر ہونا معلوم تھا مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی (علمگیری)
- ۴۳ مسئلہ مکان میں پرند نے گھونسل لگایا اور بچے بھی کئے۔ بچھونے اور کپڑوں پر بیٹ گرتی ہے۔ ایسی حالت میں گھونسل بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہئے بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے بڑے ہو کر اڑ جائیں (علمگیری)
- ۴۴ مسئلہ جامع کرتے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک خیر کے سوا دوسری بات نہ کرے (علمگیری)
- ۴۵ مسئلہ ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے (لڑکیوں کو خدمت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں۔ یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اس طرح ذیقعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں۔ یہ بھی لغو بات ہے۔
- ۴۶ مسئلہ قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلولنے کو برا

جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔
مسئلہ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں
ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی۔ یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اسی طرح نجمتوں کا حساب
کہ فلاں نجمتے سے بارش ہوگی۔ یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔

مسئلہ ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار
بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو جلتے ہیں۔ پوریاں بکتی ہیں۔ اور نہاتے دھوتے
خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل
صحیح فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں
بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ وہ باتیں خلاف
واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی
ہیں۔ سب بے ثبوت ہیں۔ بلکہ حدیث کا یہ ارشاد "لا صفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں" ایسی تمام خرافات
کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ
ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کرے گا لہذا معافی مانگنے میں تاخیر کی۔ اس تاخیر میں یہ معذور نہیں
ظالم نے مظلوم کو بار بار سلام کیا اور وہ جواب بھی دیتا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں
تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہو گیا یہ کافی نہیں ہے بلکہ معافی مانگنی چاہیے (علگیری)
مسئلہ عامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہننے۔ جس نے اس کا اٹکا کیا وہ ایسے
غریب میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں (ضیاء القلوب فی لباس محبوب للشیخ عبدالحق محدث دہلوی)
مسئلہ کپڑا پہننے تو ماہنے سے شروع کرے۔ یعنی پہلے وہی آستین یا دھننے پانچھ میں
ڈالے پھر باتیں میں۔

مسئلہ پاجامہ کا ٹیکہ نہ بنانے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عامہ کا بھی ٹیکہ نہ بنانے (اعلیٰ حضرت)
مسئلہ بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا اور گدھے سے ہل جوتنا جائز ہے یعنی
یہ ضرور نہیں کہ بیل سے صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ نہ لاداجانے اور گدھے پر

صرف بوجہ ہی لاداجائے ہل نہ جوتا جائے (در مختار)

مسئلہ جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اُس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے۔ جتنا بوجہ اٹھا سکتا ہے اتنا ہی اُس پر لاداجائے۔ یا جتنی دور جاسکے وہیں تک لے جایا جائے۔ یا جتنی دیر تک کام کرنے کا متحمل ہو سکے اتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ مانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا بیٹھے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ بلا وجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجحاج ناجائز ہے۔ جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی بُرا۔ کیوں کہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ کے سوا نہیں۔ اُس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے (در مختار رد المحتار) و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہا محمدًا و آلہ و صحبہا اجمعین والحمد للہ رب العالمین ۛ

تہمت



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 عِبَادِ اللّٰهِ الْعِبَادِ
 اِنّ سئل عنہ ان کے بندوں میں سے مسلمان ہی ڈرتے ہیں۔ (سن ۱۲۶۳ھ)

ایک منظر اور مفکر

رضاء اللہ تعالیٰ

سید

جس نے پیدائش اور فتنوں کے قلع قمع کرنے میں تاریخی کردار ادا کیا

— تصنیف —

مولانا عبدالسار محمدانی برکاتی رضوی

— ناشر —

رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز

۳۸ - اردو بازار، لاہور

marfat.com

Marfat.com

ما تظنوا اننا نكفر بآياتنا... (القرآن)

کتاب الکبائر

(اردو ترجمہ)

تصنیف

بڑے بڑے گناہوں کا بیان
اور ان کی خوفناک سزائیں

تصنیف

امام علامہ محمد بن احمد دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶۷۳-۶۷۸ھ)

ترجمہ

مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر

فریدنگ مارفال (رجسٹرڈ) ۳۸- اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

جاء الحق وقال الباطل اذ الباطل كان زهوقا
حق ایا اور باطل کی ایک بے شک باطل کو مرثنا ہی تھا (ہی اسرائیل ۱۸)

إِقْتِقَات

قرآن کریم پرستھیار تھ پر کاش کے اعتراضات کا جواب
آریہ دھرم ہندومت اور آواگون (تناسخ) کے فلسفیانہ اوہام کا محققانہ بطلان

تصنیف:

حضرت الافغان مولانا مفتی زید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

مرتب:

علامہ مفتی حکیم سید غلام محمد بن الدین نعیمی رحمتہ اللہ علیہ

ناشر:

فرید بک سٹال

۳۸ اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

فریدنگاہ کی اسٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار، لاہور

Email: info@faridbookstall.com
Web Site: www.faridbookstall.com

